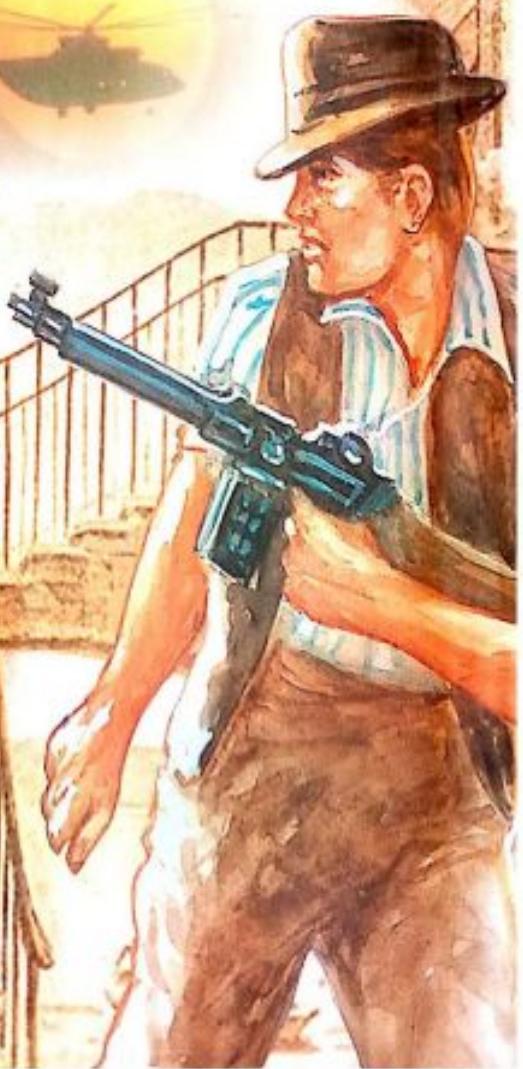


عمران سعید

بک طارگٹ

منظہر کلیم ایم اے



چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ”بگ نارگٹ“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول کو اس انداز میں لکھا گیا ہے کہ یہ دوسرے ناولوں سے مکر مختلف ہے۔ پاکیشیا سے انتہائی قیمتی ہتھیار چرانے کے لئے اسرائیل، کافرستان اور چند دیگر ممالک نے مل کر ایک ایسے اجنبی کو پاکیشیا بھیجا جو عمران جیسی خصوصیات کا حامل تھا اور پھر اس نے واقعی عمران جیسی تیز رفتاری اور ذہانت سے کام لیتے ہوئے ایسی لیبارٹری سے یہ ہتھیار چرا لیا جس کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں عمران کی بھی یہ رائے تھی کہ یہ لیبارٹری ناقابل تنفس ہے لیکن اس اجنبی نے اس ناقابل تنفس لیبارٹری کو نہ صرف تنفس کر لیا بلکہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی اس کے بارے میں معلوم نہ ہو سکا اور جب ہتھیار چرا لیا گیا تب عمران کو اطلاع ملی اور عمران تو بہر حال عمران ہے اس نے نائیگر کی مدد اور اپنی خداداد ذہانت سے نہ صرف ہتھیار واپس حاصل کر لیا بلکہ اس دشمن اجنبی کو بھی اپنی زندگی بچانے کے لئے عمران کے آگے سرگوں ہونا پڑا۔ عمران نے یہ سب کچھ کس طرح کیا یہ تو آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہو سکے گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ منفرد انداز کا ناول آپ کو نہ صرف پسند آئے گا بلکہ آپ کے اعلیٰ معیار پر بھی پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کریں اور حسب روایت ناول پڑھنے

سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ
دُلپُشی کے لفاظ سے یہ بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔

سرگودھا شی سے محمد اسلم شاہد لکھتے ہیں۔ گزشتہ چالیس سالوں
سے آپ کے ناول پڑھتے آ رہے ہیں اور ایسی بات آپ کی حرج
انگریز تحریر کا ثبوت ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ کریل فریدی، علی^ع
عمران اور میر پرمود تینوں پر کوئی ضخیم ناول لکھیں جس میں کسی نہیں
الاقوامی تنظیم کے خلاف تینوں کسی ایک چیف کے تحت کام کریں۔
مجھے امید ہے کہ آپ ہماری درخواست کو ضرور قبولیت بخشیں گے۔

محترم محمد اسلم شاہد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا
بے حد شکر یہ۔ آپ کا جو خط ملتا ہے اس کا نمبر آنے پر اس کا
جواب ضرور دیا جاتا ہے۔ جہاں تک آپ کی فرمائش کا تعلق ہے تو
میں کوشش کروں گا کہ جلد ایسا ناول لکھوں لیکن چونکہ یہ ناول
انہائی ضخیم ہو جائے گا اس لئے اسے حصوں میں شائع کرنا پڑے گا
اور قارئین کی ہمیشہ یہی فرمائش رہی ہے کہ مکمل ناول شائع کئے
جائیں۔ بہرحال آپ کی فرمائش انشاء اللہ جلد پوری کرنے کی
کوشش کروں گا۔ امید آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ڈسکہ سے عبدالحمید صاحب لکھتے ہیں۔ طویل عرصہ سے آپ
کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ آپ کے ناولوں نے میری زندگی پر بے
حد ثبت اثرات مرتب کئے ہیں۔ خاص طور پر آپ کے ناولوں سے
مسلسل جدوجہد کا جو سبق ملتا ہے اس نے میری زندگی میں اہم

رول ادا کیا ہے اور آج میں ایک کامیاب زندگی گزار رہا ہوں۔
میری دعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور آپ ہمارے
لئے ایسے ہی خوبصورت ناول لکھتے رہیں۔

محترم عبدالحمید صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد
شکر یہ۔ آپ نے اپنے خط میں میرے لئے کلمات خیر لکھے ہیں اس
کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میری شروع سے آج تک یہی
کوشش رہی ہے کہ میرے قارئین صرف ڈھنی تفریح کے لئے ہی
ناول نہ پڑھیں بلکہ میری تحریروں سے ان کی زندگیوں میں
کامیابیوں کے رنگ بکھر جائیں اور میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار
ہوں کہ اس نے مجھے میری اس کوشش میں ہمیشہ سرخواز رکھا ہے۔
امید آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

میانوالی سے رشید خان نیازی لکھتے ہیں۔ طویل عرصے سے
آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ خط پہلی بار لکھ رہا ہوں تاکہ آپ کو
بتاسکوں کہ آپ کے ناول نہ صرف مجھے بلکہ میرے تمام دوستوں کو
بھی بے حد پسند ہیں البتہ میری ایک درخواست ہے کہ آپ ہر ماہ
دو ناول لکھ کر شائع کرایا کریں کیونکہ ایک ناول پڑھنے کے بعد
ہمیں پورا مہینہ آپ کے نئے ناول کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔
امید ہے آپ ضرور میری درخواست پر غور کریں گے۔

محترم رشید خان نیازی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے
کا بے حد شکر یہ۔ آپ نے جو فرمائش کی ہے وہ دیے تو آپ کی

مختصر مکن نہیں رہا۔ ناول لکھنے میں خوبی
محبت کا اخبار ہے لیکن ایسا اب ممکن نہیں رہا۔ ناول لکھنے میں اس کی اشاعت میں بھی
وقت لگ جاتا ہے اور پھر موجودہ دور میں اس کی اشاعت میں بھی
خاساً وقت لگتا ہے کیونکہ تو انہی کا بحران اس قدر زیادہ ہے کہ ناول
شائع کرنے والی پرنسپلز پر بھلی نہ ہونے کی وجہ سے بہت کم کام ہوتا
ہے۔ بھی مسئلہ ہائل کی چھپائی ہے اس لئے فی الحال ہر ماہ ایک
ناول پڑھنے پر ہی اکتفا کیجئے البتہ جب تو انہی کا بحران ختم ہو
جائے گا تو پھر ان شاء اللہ آپ کی فرمائش پوری کرنے کی حقیقت المقدیر
کوشش کروں گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھنے رہیں گے۔
کراچی سے رخدہ جیں لھتی ہیں۔ آپ کے ناول کافی ٹھیک
سے پڑھ رہی ہوں۔ آپ کے ناول مجھے اور میری فرینڈز کو بے بار
پسند ہیں اور ہم نے باقاعدہ ایک فورم بنایا ہوا ہے جہاں ہم آپ
کے ناولوں پر تبصرہ کرتے ہیں اور ناول کا تنقیدی جائزہ بھی لیا جائے
ہے اور مجھے خوشی ہے کہ اس تنقیدی جائزہ میں سوائے چند ناول کی
فقطیوں کے اور کوئی غلطی سامنے نہیں آتی اور سب کو آپ کے
ناولوں کی تعریف ہی کرنی پڑتی ہے۔ آپ نے بلیک تھنڈر پر لکھا
چھوڑ دیا ہے حالانکہ یہ سلسلہ قارئین میں بے حد مقبول ہے۔ آپ
بلیز اس پر ضرور لکھیں۔

محترمہ رخدہ جیں صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے
حد شکر ہے۔ میری بیشتر سے یہی کوشش رہی ہے کہ کوئی ایسی واقعیاتی
غلطی نہ ہو جس سے پڑھنے والے کو کوفت کا سامنا ہو۔ دیے

غلطیاں اور کوتاہیاں انسان سے ہو جاتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر
ہے کہ میری کوشش ہمیشہ کامیاب رہی ہے۔ جہاں تک بلیک تھنڈر
پر مزید ناول لکھنے کی بات ہے تو انشاء اللہ میں جلد ہی اس پر مزید
ناول لکھوں گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

مُلگت سے جمال احمد لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول نہ صرف یہاں
بہت زیادہ پڑھے جاتے ہیں بلکہ بے حد پسند بھی کئے جاتے ہیں۔
آپ کے ناول ہم نوجوانوں کی ثبت کردار سازی پر بہت اہم
اثرات چھوڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا ضرور دے گا۔

محترم جمال احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے
حد شکر یہ۔ میری شروع سے یہی کوشش رہی ہے کہ ناولوں کے
ذریعے اپنے قارئین کی ثبت کردار سازی کر سکوں تاکہ قارئین
کامیاب زندگی گزاریں اور مجھے خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے
میری اس کوشش میں بے حد کامیابی بخشی ہے۔ ساری دنیا سے
میرے پاس خطوط اور ای میل آتی رہتی ہیں کہ میرے تحریر کردہ
ناولوں کے لاشعوی اثرات کی وجہ سے سب افراد کی زندگیاں بدل
گئی ہیں اور ثبت کردار سازی نے ان کی زندگی کو کامیابیوں سے
ہمکنار کیا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

رجیم یار خان سے رابعہ حسن لکھتی ہیں۔ کافی عرصہ سے آپ کے
ناول پڑھ رہی ہوں۔ مجھے آپ کے تحریر کردہ ناول بے حد پسند
آتے ہیں۔ شروع شروع میں میرے والدین اعتراض کرتے تھے

لیکن پھر میں نے آپ کا ایک ناول انہیں پڑھنے پر مجبور کیا اور
ناول پڑھنے کے بعد اب وہ میرے پڑھنے پر کوئی اعتراض کرنے
ہیں بلکہ وہ خود بھی آپ کے ناولوں کے قاری بن چکے ہیں اور جو
سے زیادہ میرے والدین کو آپ کے ناول پسند آتے ہیں۔

محترمہ رابعہ حسن صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد
شکریہ۔ آپ نے واقعی ذہانت آمیز انداز اختیار کیا ورنہ پہلے
ہمارے ہاں یہی سمجھا جاتا تھا کہ ناول پڑھنا وقت ضائع کرنے کے
مترادف ہے لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ اب یہ سوچ پیدا ہو گئی ہے
کہ ناول ہماری زندگی پر بڑے ثبت اثرات مرتب کرتے ہیں اور
ہمیں زندگی کے ہر میدان میں کامیابی حاصل کرنے میں مدد دیتے
ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط ہستی رہیں گی۔
اب اجازت دیجئے

آپ کا ملخص

منظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار لارڈز کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے اندر موڑی اور پھر اسے سیدھا پارکنگ کی طرف لے گیا۔ جونی اور چیچاتی کاروں کا شوروم نظر آ رہی تھی۔ ایک سے ایک جدید ماڈل کی خوبصورت کار اس کلب کی پارکنگ میں موجود تھی لیکن عمران کی سپورٹس کار ان سب سے مختلف نظر آ رہی تھی۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر وہ نیچے اترا ہی تھا کہ پارکنگ بوانے نے اسے کارڈ دیا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

”ارے ارے کار پر بھی تو کارڈ لگاؤ“..... عمران نے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں صاحب۔ آپ کی کار سب سے مختلف ہے“..... لڑکے نے جواب دیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

”مجھے کارڈ دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ میں عام لوگوں جیسا ہوں“..... عمران نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اسے پارکنگ بوانے کے اس عمل سے شدید مایوسی ہوئی ہو۔ پھر اس نے

کارڈ جیب میں ڈالا اور کار لاک کر کے وہ میں گیٹ کی طرف
بڑھنے ہی لگا تھا کہ ایک ادھیز عمر آدمی جس نے عام سال بس پہنچا
ہوا تھا تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

”آپ علی عمران صاحب ہیں“..... اس آدمی نے قریب آ کر
قدرتے تیز لجھے میں کہا۔

”ابھی تک تو میرا خیال ہے کہ میں ہی ہوں۔ آپ
فرمائیں“..... عمران نے رُک کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام اختر حسین ہے اور میں آپ کے فلیٹ کے مشرق میں
زیمٹ ناؤں میں رہتا ہوں۔ فجر کی نماز ہم ایک ہی مسجد میں ادا
کرتے ہیں“..... اس آدمی نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ اب مجھے بھی یاد آ گیا ہے“..... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور مصالغے کے لئے ہاتھ بڑھایا جسے اختر حسین نے بڑی
کرم جوشی سے تھام لیا۔

”کیا کوئی مسئلہ ہے۔ آئیے اندر چل کر بات کرتے ہیں“.....
عمران نے کہا۔

”اسی کلب کے بارے میں ہی بات کرنی ہے۔ ویسے میرا
داخلہ کلب میں منوع ہے۔ میں آپ کی رہائش گاہ پر گیا تھا وہاں
سیمان صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ آج آپ
کا پروگرام اس کلب میں جانے کا ہے تو میں یہاں آ گیا“..... اختر
حسین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ اپنا مسئلہ بتائیں“..... عمران نے کہا۔

”میں اس کلب میں گزشتہ پندرہ سالوں سے بطور پروائزر ملازم تھا۔ مجھے اچھی کارکردگی کے کمی سینکلیشن بھی مل چکے ہیں لیکن تقریباً ایک ہفتہ قبل جب میں کلب کے ہاں میں ڈیوٹی دے رہا تھا تو میرا عجیب ایک صاحب کے پیڑ سے اتفاقاً نکلا گیا۔ وہ صاحب جھکٹے سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے مخدودت کی تو انہوں نے مجھے تھپٹر مار دیا۔ میں کلب کا چھوٹا سا ملازم تھا اس لئے میں نے کوئی جواب نہ دیا اور واپس اپنی ڈیوٹی پر چلا گیا۔ ان صاحب نے اسے بھی اپنی بے عزتی سمجھا کہ تھپٹر کھانے کے باوجود میں نے ان سے معافی نہیں مانگی اور جزیل مختصر اور مالک جتاب کلارک صاحب کو میری شکایت لگا دی۔ جس پر انہوں نے میری پندرہ سالہ خدمات کو پس پشت ڈالتے ہوئے مجھے نوکری سے نکال دیا اور میرا کلب میں داخلہ بھی منوع کر دیا۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ آج کل نوکری ملنا انتہائی مشکل ہے۔ اگر آپ میری مدد کر سکیں تو اللہ آپ کو جزا دے گا“..... اختر حسین نے رندھے ہوئے لبھے میں کہا۔

”مرد ہو کر گھبرا رہے ہو۔ اگر تم اس طرح گھبراوے گے تو تمہاری بیوی، بچوں کا کیا حال ہو گا۔ کون تھا وہ آدمی جس نے تمہیں تھپٹر بھی مارا اور نوکری سے بھی نکلوا دیا تھا“..... عمران نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”سینٹ یعقوب صاحب ہیں۔ اپورٹ ایکسپورٹ کا کام کر
ہیں مجھے تو اتنا ہی معلوم ہے۔“..... اختر نے جواب دیا۔
”اوکے۔ آؤ میرے ساتھ۔“..... عمران نے کہا۔
”مجھے داخل نہ ہونے دیا جائے گا جناب۔“..... اختر نے جھوپڑے
ہوئے لبھے میں کہا۔

”تم میرے ساتھ جا رہے ہو اکلے نہیں جا رہے۔“..... عمران
نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اختر میں اس کے پیچھے تھا لیکن اس کے
چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے سو فیصد یقین ہو کہ اسے اندر
نہ جانے دیا جائے گا اور پھر واقعی ایسا ہی ہوا۔ عمران نے گیند
کر اس کیا تو وہاں موجود دربانوں نے اسے سلام کیا لیکن جب اس
کے بعد اختر آگے بڑھا تو اسے روک دیا۔

”تم اندر نہیں جا سکتے۔ تمہارا داخلہ منوع ہے۔“..... ایک دربان
نے بازو آگے کرتے ہوئے سخت لبھے میں کہا تو عمران تیزی سے
مڑا۔

”یہ میرے ساتھ آ رہے ہیں انہیں مت روکو۔“..... عمران نے مڑ
کر درشت لبھے میں کہا۔

”سر۔ اس کا داخلہ منوع ہے۔“..... دربان نے جھوکتے ہوئے
انداز میں کہا۔

”جس نے داخلہ منوع کیا ہے اسے بلااؤ ورنہ اب بات کی تو
پورا کلب بھوں سے اڑا دوں گا۔ سمجھے۔“..... عمران نے اور زیادہ

درشت لجھے میں کہا اور اختر کا ہاتھ پکڑ کر اندر ہال میں داخل ہو گیا۔ اس بار دربان خاموش رہے تھے البتہ ان میں سے ایک دربان تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

”صاحب۔ وہ بیٹھے ہیں سینھے یعقوب صاحب جنہوں نے مجھے تھپڑ بھی مارا اور توکری سے بھی نکلا دیا۔..... اچانک اختر حسین نے بڑی بڑی موچھوں اور بھاری بھر کم جسم اور چہرے کے مالک ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ دو خواتین کے ساتھ بیٹھا شراب پی رہا تھا اور ساتھ ایک ہاتھ اپنی موچھوں پر اس طرح پھیر رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ جو اتنی بڑی موچھیں رکھتا ہے وہی مرد کہلوانے کا حقدار ہے۔ عمران نے مڑ کر اس کی طرف غور سے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے سامنے ایک غیر ملکی اخبار کا ایک صفحہ گھوم گیا جس پر اس آدمی کا فونو موجود تھا اور نیچے لکھا ہوا تھا کہ یہ پاکیستانی ایک میں الاقوامی نشیات اسمگر ز گروہ کا سرغندہ ہے۔ اس کے خلاف کئی ممالک میں نشیات، اسمگنگ کے کیسر چل رہے ہیں۔ اس سے زیادہ عمران نے نہ بڑھا تھا کیونکہ اسے نشیات سے کوئی دلچسپی نہ تھی لیکن اب اس سینھے یعقوب کا چہرہ دیکھ کر اسے وہ تصویر اور خبر یاد آگئی تھی۔ عمران اس کی طرف مڑ گیا۔

”آؤ میرے ساتھ۔..... عمران نے اختر سے کہا جو آگے بڑھنے سے جھگ کر رہا تھا لیکن عمران کے کہنے پر وہ اس کے پیچھے آ گیا۔ ”ہیلو سینھے یعقوب۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس

سی (آکسن) ہے۔ آج کل تمہاری نشیات کی اسمگنگ کا دھنہ
کیا جا رہا ہے۔ عمران نے اس کے سامنے پہنچ کر مکرانے
ہوئے کہا تو سیٹھ یعقوب ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
”تم کون ہو اور کیا بکواس کر رہے ہو؟“ سیٹھ یعقوب نے
انہائی غصیلے لمحے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ پلیز ادھر آئیں۔ پلیز“ اچانک ایک
باور دی آدمی نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے پیسے
پر چیف پروڈائر کا نیچ لگا ہوا تھا۔

”یہ تمہارا ماتحت تھا اختر“ عمران نے اچانک پروڈائر سے
خاطب ہو کر کہا۔ اس کا لمحہ سخت تھا۔

”لیں سر۔ لیکن اسے سزا سیٹھ یعقوب نے نہیں دی بلکہ چیز
نے دی ہے اس لئے میں کیا کر سکتا ہوں“ چیف پروڈائر نے
سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”یہ کون ہے پروڈائر، اور اس نے ہمارے ساتھ بد تیزی کرنے
کی جرأت کیسے کی۔ کیا تمہارے کلب میں اب بڑے لوگوں کی بھی
عزت رہ گئی ہے۔ لے جاؤ اسے یہاں سے ورنہ گولی مار دوں
گا“ سیٹھ یعقوب نے یک لفٹ انہائی غصیلے لمحے میں کہا۔ اب ”
دونوں خواتین بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

”آپ دونوں جا سکتی ہیں۔ یہ سیٹھ ابھی تینیں رہے گا۔ ابھی
اس سے بہت سا حساب کتاب باقی ہے۔“ عمران نے ان دونوں

عورتوں سے کہا تو وہ دونوں سر جھکائے تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

”تم ہو کون اور یہ کس طرح کی باتیں کر رہے ہو؟“..... اس بار سینٹھ یعقوب نے قدرے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ پلیز آپ مجھ پر مہربانی فرمائیئے،“..... چیف پروائزر نے منت بھرے لبھے میں کہا۔

”تو پھر اپنے چیف کلارک کو یہاں بلاو ورنہ میرا خیال تھا کہ اس کا آفس بات چیت کے لئے ٹھیک رہے گا،“..... عمران نے گول مول سی بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں سمجھ گیا۔ آپ تشریف لے چلیں میں ساتھ چلتا ہوں۔ سینٹھ صاحب کو چھوڑ دیں۔ اختر کو بھی یہاں چھوڑ دیں“..... چیف پروائزر نے کہا۔

”میں جا رہا ہوں۔ میں خود نہ لوں گا اس سے“..... سینٹھ یعقوب نے غصیلے لبھے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا ایڈریس ہے اس کا۔ تمہیں تو یقیناً معلوم ہو گا“..... عمران نے سینٹھ یعقوب کو روکنے کی بجائے چیف پروائزر سے کہا۔

”دیں سر۔ سن شائن امپورٹ اینڈ ایکسپورٹرز میں روڈ کے کارز پر ہے۔ یہ مشینری کی امپورٹ ایکسپورٹ کرتے ہیں“..... چیف پروائزر نے کہا۔

”اوکے۔ چلو کلارک سے کہو کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہے۔“

ابھی اور اسی وقت ”..... عمران نے سرد لبھے میں کہا۔

”آپ آ جائیں۔ اختر تم بھی آؤ۔“ چیف پروڈاکٹر
عمران کے ساتھ ساتھ اختر حسین سے کہا جو حیرت بھری انظر دیں۔
یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا اور پھر عمران، اختر حسین کے ساتھ
کاؤنٹر پر پہنچ گیا جبکہ چیف پروڈاکٹر ان سے پہلے وہاں پہنچ چکا تھا۔
اور اب وہ فون پر باتیں کر رہا تھا۔ پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

”آئیے۔ چیف نے ملاقات کا وقت دے دیا ہے۔“ چیز

پروڈاکٹر نے عمران کی طرف مرتے ہوئے کہا۔

”کتنا وقت دیا ہے اور کس بھاؤ دیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”پلیز عمران صاحب۔“ چیف پروڈاکٹر نے عمران کی بات

جواب دینے کی بجائے منت بھرے لبھے میں کہا۔

”اوکے۔ میں پلیز ہوں۔ آؤ۔“ عمران نے کہا اور پھر تھوڑی
دیر بعد وہ دوسری منزل پر موجود جزل منجر کے آفس کے سامنے
موجود تھے۔

”تشریف لے جائیے۔“ پروڈاکٹر نے وہیں رکتے ہوئے کہا
تو عمران نے بند دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

”آؤ اختر حسین تم میرے ساتھ آؤ۔“ عمران نے اختر حسین
سے کہا اور پھر مز کر کرے میں داخل ہو گیا۔ اختر حسین اس کے
پیچے تھا۔ سامنے کری کے پیچے بھاری جسم اور لمبے قد کا ایک آٹھ

ریوالوگ چیز پر سوٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ یہ جارج کلارک تھا۔ اصل میں یہ ایکریمیا نژاد تھا لیکن اب طویل عرصے سے پاکیشیا میں موجود تھا اور اس نے طویل عرصہ قبل پاکیشیا کی شہریت حاصل کر لی تھی۔ وہ لارڈ ز کلب کا مالک بھی تھا اور فیجر بھی۔ لارڈ ز کلب کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ دارالحکومت کے اعلیٰ طبقے کا پسندیدہ کلب تھا۔ یہاں آنے والے اعلیٰ سرکاری و غیر سرکاری آفیسرز، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس نے یہاں کا ماحول بے حد پر سکون تھا البتہ یہاں ہر وہ چیز آسانی سے مل جاتی تھی جس کا استعمال قانوناً منع تھا۔ اس میں نشیات سرفہrst تھی۔ لارڈ ز کلب کا جزل منیجر جارج کلارک ہر حالے سے تقریباً غیر متعلق رہتا تھا۔ وہ اپنی رہائش گاہ پر یا کلب آفس میں ہی وقت گزارتا تھا۔ اس کے ملاقاتیوں کی تعداد بھی خاصی کم تھی اور شاید فطرتا ہی وہ کم آمیز تھا۔ عمران البتہ، ٹائیگر کے ساتھ اس سے کئی بار مل چکا تھا کیونکہ ٹائیگر، جارج کلارک کا خاصاً گہرا دوست تھا۔

”جناب عمران صاحب۔ خوش آمدید“..... جارج کلارک نے انٹھ کر باقاعدہ مصافحے کے لئے عمران کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔ یہ اختر حسین ہے میرا ہمسایہ اور تمہارا سابقہ ملازم جسے تم نے سینھ یعقوب کی شکایت پر نوکری سے نکال دیا تھا“..... عمران نے مصافحہ کرنے کے بعد اپنے عقب میں کھڑے اختر حسین

کا تعارف کرتے ہوئے کہا۔
 ”یہ آپ کے ساتھ آیا ہے اور آپ شاید اس کی سفارش کر رہے ہیں تو عمران صاحب پہلے ہی سن لیں کہ میں نے یہ کلب اور بدتریز ملازموں کے لئے نہیں کھولا ہوا ہے۔ اس نے سینٹھ یعقوب کے پاؤں کو جان بوجھ کر ٹھوکر ماری اور پھر ان سے مغذرات تک نہیں کی بلکہ الٹا اکڑ گیا۔ سینٹھ یعقوب جیسے لوگ جھوٹ نہیں بول کرتے اس لئے اسے کسی صورت معاف نہیں کیا جائے گا۔ تم جا سکتے ہو اختر حسین۔ جاؤ۔“..... جارک کلارک نے تیز تیز لمحے میں بولنے ہوئے کہا۔

”میں باہر چلا جاتا ہوں عمران صاحب۔“..... اختر حسین نے قدرے رندھے ہوئے لمحے میں کہا۔
 ”نہیں تم یہیں بیٹھو گے۔ بیٹھو۔“..... عمران نے سخت لمحے میں کہ اور اختر حسین ہونٹ بھینچ کر کری پرست کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ابھرنے والی کیفیات بتا رہی تھیں کہ وہ اپنے آپ کو شدید مشکل میں محسوس کر رہا ہے۔

”عمران صاحب۔ یہ میرا آفس ہے۔“.....

جارج کلارک نے قدرے درشت لمحے میں کہا۔

”تم بھی خاموش بیٹھو۔ سنا تم نے ورنہ تم خود رہو گے اور نہ تمہارا یہ کلب۔ تمہاری باقی زندگی جیل میں گزرے گی اور کلب کو حکومت نے میل کر دینا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے کلب کے

لئے پانچ گیم مشینیں منظور کرائی ہوئی ہیں اور پندرہ گیمز مشینیں
یہاں کام کر رہی ہیں اور لاکھوں روپے ان گیمز کے تمہاری جیب
میں جا رہے ہیں۔ اگر یہ اطلاع ڈائریکٹر جزل سنٹرائلی جنس تک
پہنچ گئی تو تم جیل میں ہو گے اور تمہارا یہ کلب سیل ہو جائے گا۔
سمجھے۔ اب بولو کیا کہتے ہو۔..... عمران نے اس سے بھی زیادہ
درشت لمحے میں کہا۔

”سوری عمران صاحب۔ ویری سوری۔ آپ بیٹھیں اور مسٹر اختر
حسین آپ بھی اطمینان سے بیٹھیں۔..... عمران کی بات سنتے ہی
جان کلارک یکنہت بھیڑ سا بن گیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جو
کچھ عمران کہہ رہا ہے وہ سو فیصد صحیح ہے اور وہ معمولی سی بات کے
لئے اپنا مستقبل تباہ نہ کرانا چاہتا تھا۔

”آپ کیا پینا پسند کریں گے۔..... جان کلارک نے کہا۔

”کچھ نہیں۔ میں صرف چند باتیں کرنے آیا ہوں۔ پہلی بات تو
یہ ہے کہ اختر حسین کو واپس اس کی نوکری پر رکھو اور جتنے دن یہ
نوکری سے باہر رہا ہے اس کی تنخواہ بھی اسے دو۔ ہاں اگر یہ کوئی
کوتاہی کرے یا کام میں دلچسپی نہ لے تو مجھے اطلاع بھجو دینا پھر
میں دیکھوں گا کہ اسے کہاں نوکری ملتی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب۔ جیسے آپ کا حکم میں ابھی آرڈر
چاری کر دیتا ہوں۔..... جان کلارک نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر
چند بیٹن پر لیں کئے اور پھر رابطہ ہونے پر کسی کو اختر حسین کی نوکری

کی بحالی کا آرڈر مع سابقہ تجوہ کے تیار کرنے کے آفس لے آئے ہاں

کہہ کر رسپور رکھ دیا۔

”تم اب جاؤ اختر حسین اور اپنے آرڈر کا انتظار کرو“..... عمران
نے اختر حسین سے مخاطب ہو کر کہا جس کے چہرے پر مسکت تھا

آبشار پہنچا تھا۔

”بہت شکریہ جز لمحہ صاحب اور عمران صاحب آپ کا بھی
شکریہ۔ آپ فرمات کریں میں بھی آپ تک اپنے بارے میں
شکایت پہنچنے کا موقع نہ دوں گا“..... اختر حسین نے اٹھ کر کہا اور
سلام کرنے کے بعد اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

”اب تھوڑی سی بات سینھ لیقوب کے بارے میں ہو جائے۔
اس نے شکایت کی اور آپ نے اس کی شکایت پر اتنے پرانے
ملازم کو یک قلم فارغ کر دیا۔ کیوں ایسی کیا شکایت تھی؟“..... عمران
نے کہا۔

”بس جناب۔ سینھ لیقوب ہمارے پرانے کثیر ہیں اور انہوں
نے مجھے یہی بتایا تھا کہ اختر حسین نے انہیں جان بوجھ کر تھوکر
ماری اور پھر معافی بھی نہیں مانگی اس لئے مجھے غصہ آگیا اور میں
نے اختر حسین کو نکال دیا۔ مجھ سے غلطی ہو گئی آپ مجھے معاف فرمادیں“..... جان کلارک نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا تو عمران
بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ مجھ سے اندر کی بات اب بھی چھا رہے ہیں۔ سینھ

یعقوب نشیات کا میں الاقوای اسکر ہے۔ ایک غیر ملکی اخبار میں
پچھے عرصہ پہلے اس کی تصویر کے ساتھ اس کے بارے میں تمام
تفصیل چھپی تھی۔ دیسے بظاہر یہ مشینزی کی اپورٹ ایکسپورٹ کا
کام کرتا ہے اور آپ کے کلب میں نشیات کے استعمال کا علیحدہ
ہال بنا ہوا ہے جہاں کھل کر نشیات استعمال ہوتی ہے۔ کیا یہ نشیات
آپ سیٹھ یعقوب سے خریدتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ کیا آپ
نے نشیات کے استعمال کا باقاعدہ لائنس لیا ہوا ہے۔..... عمران
نے کہا۔

”نشیات کے استعمال کا کوئی لائنس نہیں ہوتا۔ البتہ ہم نے
ان غیر ملکی افراد کے لئے جو نشیات کے عادی ہوتے ہیں علیحدہ ہال
بنا کر وہاں انہیں نشیات کے استعمال کی اجازت لی ہوئی ہے اور
آپ کی یہ بات بھی درست ہے کہ سیٹھ یعقوب کا کوئی آدمی ہمیں
نشیات پلائی کرتا ہے اور رقم بھی وہی لے جاتا ہے۔ سیٹھ یعقوب
اس معاملے میں کبھی سامنے نہیں آیا۔..... جان کلارک نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”اوے۔ اب مجھے اجازت دیں۔ شکریہ۔..... عمران نے اٹھتے
ہوئے کہا اور کلارک بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران اس سے ہاتھ ملا کر
آفس سے باہر آیا اور تھوڑی دیر بعد وہ کلب سے نکل کر واپس فلیٹ
کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ یہاں کافی پینے آیا تھا کیونکہ اس
کلب کی کافی کی دور دوستک شہرت تھی لیکن اب وہ بغیر کچھ کھائے

ہیئے واہ اپنے فائٹ بیا، ہاتھا البتہ وہ دل بی دل میں اللہ کا
اواکر رہا تھا کہ اس لی جب سے اختر دین کو اس کا روزگار واپسی مل
گیا تھا۔ فائٹ پہنچ کر اس نے دروازہ خود چابی سے کھولا کیونکہ
سلیمان شاید مار کیت گیا ہوا تھا۔ سنگ روم میں پہنچ کر عمران نے
جیب سے سیل فون لکالا اور اس پر نائیگر کے نمبر پر لیں کرنے شروع
کر دیئے۔

”یہ بس۔ نائیگر بول رہا ہوں“..... رابطہ ہونے پر نائیگر کی
آواز سنائی دی۔

”ایک آدمی سینھ یعقوب کہلاتا ہے۔ میں روڈ پر امپورٹ
امپورٹ کی فرم ہے اس کی۔ ویسے وہ میں الاقوامی منشات
اسکلروں کے ایک گروہ کا سرغنا ہے۔ کیا تم اسے جانتے ہو“.....
عمران نے کہا۔

”یہ بس۔ یہ آدمی ہاتھ پیر بچا کر کام کرتا ہے البتہ ایک بار
اس نے کورسیر کی بجائے خود مال لے جانے کا فیصلہ کیا۔ یہ معلوم
نہیں ہو سکا کہ کیوں ایسا کیا گیا تھا اور اس کا پس منظر کیا تھا کیونکہ
بظاہر تو اس کی ضرورت نہ تھی۔ ایکریسا کے ناراک ایئرپورٹ
پر اسے چیک کر کے گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے اس بیگ کو اپنی
ملکیت ماننے سے انکار کر دیا اور پھر ایک آدمی نے اس بیگ کی
ملکیت تعلیم کر لی اس لئے سینھ یعقوب کو عدالت نے بری کر دیا۔
بعد میں وہ آدمی بھی جیل سے فرار ہو گیا اور پھر دوبارہ نہیں کپڑا جا

سکا۔ اس سیٹھے یعقوب کے ناراک ائیرپورٹ پر پکڑے جانے کی خبر غیر ملکی اخبارات میں نمایاں طور پر شائع ہوئی تھی۔ اس کی تصویر بھی شائع کی گئی تھی،..... نائیگر نے جواب میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کرو۔ مجھے شک پڑ رہا ہے کہ یہ گروپ نہ صرف بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے بلکہ یہ کسی سازش کے تحت پاکیشیا میں بھی نشیاط کو زیادہ سے زیادہ پھیلا رہے ہیں تاکہ پاکیشیاً قوم مغلوب اور بے بس ہو کر رہ جائے۔ ہم ملک سے باہر جا کر ملک کی حفاظت کے لئے کام کرتے ہیں۔ ہمیں گھر کے اندر موجود ملک کے خلاف سازش کرنے والوں کے خلاف بھی کام کرنا چاہئے“..... عمران نے بڑے جذباتی سے لمحے میں کہا۔

”لیں باس۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس مشن پر مجھے بھی کام کرنے کا موقع دیں“..... نائیگر نے کہا۔

”تم پہلے تمام تفصیلات معلوم کرو اور وہ بھی جلد از جلد۔ پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ہو سکتا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیں باس“..... نائیگر نے جواب دیا تو عمران نے رابطہ ختم کر کے سیل فون سامنے میز پر رکھ دیا۔

آفس کے انداز میں بجے ہوئے کمرے میں مہاگنی کی بڑی سی
 میز کے پیچے ریوالوگ چیئر پر ایک ادھیز عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس
 نے سوت پہن رکھا تھا۔ اس کے سر پر موجود بال لمحے دار اور
 گولڈن کلر کے تھے۔ چہرہ بڑا تھا جبکہ آنکھیں چہرے کی نسبت
 چھوٹی تھیں لیکن کھلی پیشانی اس کی ذہانت کا پتہ دیتی تھی۔ وہ اپنے
 سامنے ایک فائل رکھے اسے پڑھنے میں مصروف تھا کہ سامنے میز
 پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیر
 اٹھا لیا۔

”لیں“..... اس آدمی نے اوپنجی آواز میں کہا۔

”کون بول رہا ہے“..... دوسری طرف سے بخت لمحے میں کہا
 گیا تو یہ آدمی چونک پڑا۔

”رافن بول رہا ہوں“..... ادھیز عمر نے جواب دیتے ہوئے
 کہا۔

”سردار بول رہا ہوں“..... اس بار دوسری طرف سے درست

لنجھے میں کہا گیا۔

”اوہ آپ۔ کوئی خاص بات جتاب“..... رافن نے اس بار

قدرے مودبانہ لنجھے میں کہا۔

”مسٹر رافن۔ مجھے ایک چونکا دینے والی خبر ملی ہے۔ پاکیشیا

سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے خطروناک ایجنت علی عمران

اور انڈر ورلڈ میں کام کرنے والے اس کے شاگرد ٹائیگر نے سیٹھ

یعقوب کے خلاف کام کرنا شروع کر دیا ہے اور تمہیں تو معلوم ہو گا

کہ ہم نے شور ڈینگ کے لئے بہت بڑا سودا کیا ہے۔ اربوں

ڈالر کے مال کا سودا۔ کیونکہ ہمارے شور خالی ہو چکے ہیں اور اتنی

بڑی مقدار میں مال سپلائی کرنے والوں سے گزشتہ دو سالوں سے

پوری دنیا سے مال خرید کیا جا رہا ہے اور آئندہ مہینے یہ مال ہمارے

پاس پہنچ جائے گا اور اس سارے کام کا میں آدمی سیٹھ یعقوب ہے

جس پر آج تک شک نہیں کیا گیا اور وہ ہمارے گروپ وائٹ بلڈ کا

کرتا وہرتا ہے۔ اس کی سرپرستی میں طویل عرصے سے ہمارے

گروپ کا کاروبار دن دنی رات چونگی ترقی کر رہا ہے لیکن اس

نازک وقت میں سیٹھ یعقوب کے خلاف کام ہم سب کو ڈبو دے

گا۔“..... سردار نے تیز تیز لنجھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ درست کہہ ہے ہیں لیکن آپ یہ سب مجھے کیوں بتا

رہے ہیں۔ آپ بڑے ہیں آپ ہی کچھ کر سکتے ہیں“..... رافن

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں تفصیل اس لئے بتا رہا ہوں کہ تم چیف کا اہم مہرہ ہو
تم چیف کو میری باتیں تفصیل سے بتاؤ اور پھر ان کی طرف سے جو
احکامات صادر ہوں وہ مجھ تک پہنچاؤ“..... سردار نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ابھی بات کرتا ہوں پھر آپ کو فون کر دوں
گا“..... رافن نے کہا۔

”اوکے۔ تفصیل سے مکمل رپورٹ دینا“..... سردار نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رافن نے کریڈل دبایا کر ٹوں
آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں“..... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے ایک بھاری مردانہ
آواز سنائی دی۔

”رافن بول رہا ہوں چیف“..... رافن نے بے حد موعد بانہ لجے
میں کہا۔

”دوبارہ کال کرو“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رافن نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر
ٹوں آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر
دیئے۔

”لیں“..... وہی پہلے والی آواز سنائی دی۔

”رافن بول رہا ہوں چیف“..... رافن نے موعد بانہ لجے میں
کہا۔

”ہاں اب تباو۔ کیوں فون کیا ہے“..... چیف نے سرد لبجے میں کہا تو رافن نے سردار کی بتائی ہوئی تمام باتیں دوہرا دیں۔

”سیٹھ یعقوب تو ہمارے گروپ کا روح روایا ہے اور سردار نے ٹھیک کہا ہے۔ مال کا بہت بڑا ذخیرہ پاکیشیا پہنچنے والا ہے اور اگر سیٹھ یعقوب نے زبان کھول دی تو سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ مکمل طور پر تباہ“..... چیف کے لبجے میں ناخوشگواریت کا تاثر نمایاں تھا۔

”یہ چیف۔ اسی لئے تو سردار نے مجھے کال کیا ہے کہ آپ سے فوری احکامات لئے جائیں“..... رافن نے کہا۔

”اس کا فوری طور پر ایک ہی حل ہے کہ عمران اور اس کے شاگرد نائیگر دونوں کو فوری طور پر موت کے گھاث اتار دیا جائے۔ ٹاپ ون گروپ کو فوری حرکت میں لاوہ تاکہ ان دونوں کو گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ اگر ضرورت پڑے تو ان کی رہائش گاہیں بہوں سے اڑا دی جائیں۔ پے درپے اور تا بڑ تواریخ ملے کئے جائیں اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے ان دونوں کو ختم کر دیا جائے“..... چیف نے احکامات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے چیف لیکن یہ عمران سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اس کی موت سے سیکرٹ سروس ہمارے خلاف حرکت میں آجائے گی اور یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہوتے ہیں“..... رافن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ای لئے تو میں نے ٹاپ دن گروپ کی بات کی ہے۔
مکمل کرتے ہی وہ پاکیشا سے غائب ہو جائیں گے اور کسی
بھی ان کا کوئی تعلق ہمارے گروپ کے ساتھ ثابت نہیں ہو گا۔
چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے چیف۔ پھر میں یہ فائل احکامات سردار تک
دوں“..... رافن نے کہا۔

”اسے کہہ دو کہ مجھ تک رپورٹ بہنچ گئی ہے۔ ایسا کچھ نہیں
جیسا وہ کہہ رہا ہے۔ ٹاپ دن گروپ سے رابط تم نے خود کرنا
اور انہیں کام کی تفصیل بھی تم نے بتانی ہے سردار نے نہیں اور
جو تائج تھیں اس کی رپورٹ بھی تم نے مجھے دینی ہے۔“.....
نے کہا۔

”لیں چیف“..... رافن نے کہا تو دوسری طرف سے رابط خرم
دیا گیا تو رافن نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پر
کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں“..... دوسری طرف سے سردار کی آواز سنائی دی۔

”رافن بول زہا ہوں سردار“..... رافن نے کہا۔

”ہاں کیا ہوا عمران کے بارے میں“..... سردار نے چونکہ
پوچھا۔

”چیف تک رپورٹ پہلے ہی بہنچ چکی تھی۔ چیف نے کہا ہے
غمبرانے کی ضرورت نہیں ہے اس کا بندوبست کرا لیں گے۔“

رافن نے کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی چاہتا تھا کہ چیف کے نوٹس
میں یہ بات آجائے۔ اوکے گذ بائی“..... دوسری طرف سے کہا گیا
اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رافن نے ایک بار پھر کریڈل
دبا یا اور ٹون آنے پر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیلو۔ راج بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز
ٹائی دی۔

”واستہ بلڈ سے رافن بول رہا ہوں“..... رافن نے باقاعدہ
تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے“..... راج نے چوتھتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ٹاپ ون گروپ کو ایک فوری کام دینا ہے۔ ریمنڈ
سے بات کراؤ“..... رافن نے کہا۔

”کام کہاں کا ہے اس لئے پوچھ رہا ہوں کیونکہ آج کل ہمارا
گروپ کافی مصروف ہے اس لئے یہاں دارالحکومت کا کام تو ہو
جائے گا لیکن باہر کا کام مشکل ہے“..... راج نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”یہیں کا کام ہے۔ وقت ضائع مت کرو۔ بات کراؤ“.....
رافن نے کہا۔

”چیف ریمنڈ کا آج کا نمبر نوٹ کرو“..... راج نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے ایک فون نمبر بتا دیا۔

”جھینکس“..... رافن نے جواب میں کہا اور پھر کریٹل
ٹون آنے پر اس نے راج کے بتائے ہوئے نمبر پر لیں کریٹل
شروع کر دیئے۔

”دیں“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
”رافن بول رہا ہوں واٹ بلڈ سے۔ ریمنڈ سے
کراو“..... رافن نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ہیلو۔ ریمنڈ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں کی خاموشی کے
ایک سردی مردانہ آواز سنائی دی۔

”رافن بول رہا ہوں واٹ بلڈ سے“..... رافن نے کہا۔

”اوہ آپ۔ فرمائے کیسے فون کیا ہے“..... اس بار دوسری
طرف سے بولنے والے کے لبجے میں نری کا تاثر موجود تھا۔

”آپ کو ایک ایر جنسی کام دینا ہے۔ معاوضہ آپ کی مرضی
لیکن کام ہماری مرضی کا ہونا چاہئے“..... رافن نے جواب دے
ہوئے کہا۔

”ہم تو شروع سے ایسے ہی کام کرنے کے عادی ہیں۔ معاوضہ
ہم اپنی مرضی کا لیتے ہیں کام گاہک کی مرضی کا کرتے ہیں“
ریمنڈ نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہمیں دارالحکومت کے دو آدمیوں کی فوری اور یقینی ہلاک
چاہئے۔ میں نے لفظ فوری کہا ہے تو ایک ہزار سے ضرب دے۔

”..... ملا پہنچ کر اپنے بھائی فروی۔“ رافن نے کہا
”بنتا وقت انہیں نلاش لے نہ میں اکا دل کا اس نے بعد“
مزید پند بنت بھی سانس نے لے میں کے انہیں ہیں تفصیل
ہتھیئے۔“ رینڈ نے کہا۔

”پاکیشا سیکٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایک اونص سا
نو جوان ہے جس کا نام عمران اور دوسرا آدمی اس کا شاگرد نائیک
ہے۔ یہ نائیک اندر ولڈ میں کام کرتا ہے۔ ان دونوں کا فوری اور
یقینی خاتمہ چاہئے۔ جس قدر جلدی ممکن ہو سکے اور ہاں یہ بھی سن لو
کہ عمران کے قتل کے بعد پاکیشا سیکٹ سروس تمہارے خلاف کام
کر سکتی ہے اس لئے تم نے ان دونوں کو قتل کرنے کے بعد ملک
چھوڑ دینا ہے۔ یہ ضروری ہے۔“ رافن نے کہا۔
”تمہارا مطلب ہے کہ اس مشن پر ٹاپ ون کو حرکت میں لاایا
جائے۔“ رینڈ نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ضروری ہے۔“ رافن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”تم نے اپنے چیف سے بات کر لی ہے۔“ رینڈ نے کہا تو
رافن بے اختیار چوک پڑا۔
”کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ چیف کے حکم پر ہی تو تمہیں
کال کر رہا ہوں۔ تم نے یہ بات کیوں کی ہے۔“ رافن نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”اس لئے کہ یہ کام ہم نہیں کر سکتے اور اس بات کا علم یقیناً

تھارے چیف کو ہو گا اس لئے وہ ایسی ہدایات نہیں دے سکے
کام کر کے ہم اپنے پورے گروپ کا خاتمه نہیں کر سکتے۔.....
لکھا

”تم ایسا اس لئے کہہ رہے ہو کہ عمران سیکرٹ سروں کے
کام کرتا ہے۔ میں نہ بھی بات چیف سے کہی تھی لیکن چیف نے یہ
کرناپ دن گروپ کام کرتے ہی پاکیشیا چھوڑ دے گا اور اس کا
ہمارے ساتھ کوئی تعلق ثابت نہ ہو گا۔“..... رافن نے جواب دیجے
ہوئے کہا۔

”بھی بات تو میں کر رہا ہوں۔ وہ تمہیں تو بعد میں دیکھیں گے
پہلے تو وہ ہمارے خلاف کام کریں گے اور عمران اور اس کے شاگر
کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ اگر اتنی آسانی سے مر سکتے
اب تک ہزاروں بار مر چکے ہوتے۔ جبکہ مجھے یقین ہے کہ جیسے ہی
ہم ان کے خلاف کام شروع کریں گے تو وہ آندھی طوفان کی طرح
ہم پر ٹوٹ پڑیں گے اس لئے اپنے چیف کو کہہ دو کہ اگر وہ اپنا
گروپ بچانا چاہے ہیں تو ایک دو اہم مہروں کی قربانی دے کر باہی
گروپ کو بچالیں۔“..... رینڈ نے کہا۔

”تم عمران کو کیسے جانتے ہو۔“..... رافن نے قدرے طنزیہ لے
میں کہا۔

”عمران کا شاگرد نائیگر میرا دوست ہے اور مجھے معلوم ہے
نائیگر اور عمران کس طرح کام کرتے ہیں اور کتنے ہوشیار رہے۔“

ہیں۔“ رافن نے بواب دیتے ہوئے کہا۔
”اوے۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں۔“..... رافن نے کہا اور
پھر ریڈل دبائیں آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے
شروع کر دیئے۔

”لیں۔ چیف سپلائیک“..... دوسری طرف سے چیف کی آواز
ٹانی دی تو رافن نے رینڈ سے ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔
”ویری بیڈ۔ رینڈ جھوٹ نہیں بولتا۔ پھر دوسری صورت یہ ہے
کہ سینہ یعقوب کا اس طرح خاتم کر دیں کہ اس کی موت حادثائی
محوس ہوتا کہ عمران کو ٹھک نہ پڑے۔“..... چیف نے کہا۔
”لیں چیف“..... رافن نے کہا۔

”لیکن ایک ماہ بعد ہم نے گب ٹارگٹ پر کام کرنا ہے اور اگر
اب ہم عمران کے چکر میں پڑ گئے تو ہو سکتا ہے کہ گب ٹارگٹ
ڑیس ہو جائے اور ہم ایک بڑے عذاب میں پھنس جائیں۔“.....
چیف نے قدرے پریشان لمحے میں کہا۔

”گب ٹارگٹ زیادہ اہم ہے چیف۔ منتیات کی اسمگنگ سے
ہمیں دس سال میں بھی اتنا نہیں ملتا جتنا گب ٹارگٹ کو اس کی
منزل پر پہنچا کر ملتا ہے۔ اگر ہم نے معاملے کو لٹکا دیا تو عمران،
سینہ یعقوب کے ذریعے سب کچھ معلوم کر لے گا۔“..... رافن نے
کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اوکے۔ سینہ یعقوب کی قربانی دے“ وہ

اور پھر خاموش ہو جاؤ اور اس کام کے لئے ثاپ ون گروپ کی
بجائے زیر گروپ سے بات کرو۔ وہ حادثاتی اموات کے ہم

ہیں۔۔۔ چیف نے کہا۔

”اوکے۔ تو پھر یہ قاتل ہے چیف“۔۔۔ رافن نے کہا۔
”ہاں قاتل ہے“۔۔۔ دوسری طرف سے چیف نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رافن نے بے اختیار ایک طویل
سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے
نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”یہ شاپ پر لیں“۔۔۔ ایک منماتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”رافن بول رہا ہوں واٹ بلڈ سے“۔۔۔ رافن نے کہا۔

”اوہ تم۔ میں کرافٹ بول رہا ہوں“۔۔۔ اس بار دوسری طرف
سے بھاری آواز سنائی دی۔

”ایک کام دینا ہے لیکن یہ کام فوری ہونا چاہئے۔ صرف آج
کی رات کی مہلت دی جائے گی اور موت سو فیصد حادثاتی ہو“۔۔۔
رافن نے کہا۔

”کتنے آدمی ہیں“۔۔۔ کرافٹ نے پوچھا۔

”صرف ایک آدمی ہے“۔۔۔ رافن نے کہا۔

”یہاں دارالحکومت میں موجود ہے“۔۔۔ کرافٹ نے پوچھا۔

”ہاں۔ تم اسے بخوبی جانتے ہو“۔۔۔ رافن نے جواب دیئے
ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ بتاؤ کون ہے کام ہو جائے گا“.....

کرافٹ نے جواب دیا۔
”کتنے پیسے لو گے۔ موت فوری اور سو فیصد حادثاتی ہونی ضروری ہے اور اسی لئے چیف نے تمہارا انتخاب کیا ہے“..... رافن نے کہا۔

”صرف پچاس لاکھ ڈالر“..... کرافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ڈن“..... رافن نے کہا۔

”اوکے۔ اب بتاؤ ناگر گٹ کون ہے“..... کرافٹ نے کہا۔

”سینٹھ یعقوب“..... رافن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے حیرت تو ہوئی ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس دنیا میں زیادہ تر ایسا ہی ہوتا ہے۔ اوکے۔ صبح تک تمہیں روپورٹ مل جائے گی“..... کرافٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رافن نے ایک بار پھر کافی طویل سانس لینے کے بعد رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات تھے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ زیر گروپ ایسا آسانی سے کر لے گا۔

عمران ناشتہ کرنے کے بعد اخبارات کا بندل اپنے سامنے رکھے
بیٹھا ہوا تھا۔ بندل میں ملکی اخبارات کے ساتھ ساتھ کئی معروف
غیر ملکی اخبارات بھی تھے جو خصوصی طور پر عمران کے لئے منگوائے
جاتے تھے۔ عمران کو اگر کوئی ضروری کام نہ ہوتا تو وہ ناشتے کے بعد
کافی دیر تک اخبارات کو پڑھتا رہتا تھا۔ فیکٹ میں اس وقت سکون
ہوتا تھا کیونکہ سلیمان مارکیٹ چلا جاتا تھا اور اس کی واپسی کئی
گھنٹوں کے بعد ہوتی تھی۔ اس لئے وہ اطمینان سے بغیر کسی
مداخلت کے اخبارات پڑھتا رہتا تھا۔ اس طرح نہ صرف وہ حالات
حاضرہ سے باخبر رہتا تھا بلکہ بعض اوقات ایسی خبریں بھی سامنے آ
جائی تھیں جو اس کے لئے بے حد فائدہ مند ثابت ہوتی تھیں لیکن
ابھی عمران نے پہلا اخبار اٹھایا ہی تھا کہ پاس پڑے فون کی گھنٹی نج
اٹھی۔

”ارے یہ کوئی وقت ہے فون کرنے کا“..... عمران نے منہ

37

بنتے ہوئے کہا لیکن جب سختی مسلسل بجتی رہی تو اس نے ریور
انھالیا۔

”منکہ مسمی علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن)
کے اخبار پڑھنے کا وقت ہے اور اس وقت اسے فون کرنا اے
پڑھنے اور علم حاصل کرنے سے روکنے کے متادف ہے۔“..... عمران
نے اخبار سے نظریں ہٹائے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”نائگر بول رہا ہوں باس۔ آج کے اخبارات میں سینھہ یعقوب
کی حادثاتی موت کی خبر شائع ہوئی ہے۔ میں نے بھی ابھی یہ خبر
پڑھی ہے۔ میں اب اس کے گھر جا رہا ہوں تاکہ اس بارے میں
تفصیل اور حقائق معلوم کئے جاسکیں۔ میں نے سوچا کہ آپ کو
اطلاع دے دوں تاکہ اخبارات کی روپورٹنگ آپ بھی پڑھ
لیں،“..... نائگر نے کہا۔

”حقائق سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ کیا یہ حادثہ مصنوعی ہو سکتا
ہے،“..... عمران نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”اندر ورلڈ میں کچھ بھی ہو سکتا ہے باس۔ یہاں ایسے گروپ
 موجود ہیں جو ٹارگٹ کلنگ کو حادثاتی اموات ظاہر کرنے کے ماہر
ہیں اور یہ واقعی حادثہ بھی ہو سکتا ہے۔“..... نائگر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”اوے کے۔ اچھی طرح معلومات حاصل کرو میں فلیٹ پر ہی
ہوں۔ تم یہاں آ کر مجھے تفصیل بتاؤ گے۔“..... عمران نے کہا۔

”لیں بس“..... دوسری طرف سے نائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران نے بغیر مزید کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔ پھر اخبار کھول کر اس نے خبر تلاش کی۔ خبر نمایاں طور پر شائع کی گئی تھی۔ سینہ یعقوب انڈر ورلڈ کی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ کلبوں اور ہوٹلوں میں آنے جانے والے مستقل لوگوں میں بھی شمار ہوتا تھا۔ ایک سیڈنٹ کار کا ہوا تھا۔ اخباری رپورٹ کے مطابق سینہ یعقوب رات گئے کلب سے تھا۔ اخباری رپورٹ کے مطابق سینہ یعقوب اٹھ کر واپس اپنے گھر جا رہا تھا۔ کار ڈرائیور چلا رہا تھا اور سینہ یعقوب حسب عادت عقبی سیٹ پر بیٹھا تھا کہ شی روڈ کے نیک موڑ سے اچانک بجڑی سے بھرا ایک ٹرک انتہائی تیز رفتاری سے گھوما اور پوری قوت سے سینہ یعقوب کی کار سے مکرا کر آگے موجود ایک دیوار سے جا نکرا یا۔ سینہ یعقوب کی کار بھی کئی قلابازیاں کھا کر اسی دیوار سے جا نکرا یا تھی جس سے وہ ٹرک نکرا یا تھا۔ ڈرائیور اور سینہ یعقوب دونوں موقع پر ہی ہلاک ہو گئے تھے جبکہ بجڑی سے بھرے ٹرک کا ڈرائیور بھی ہلاک ہو گیا تھا اور ٹرک بھی مکمل طور پر تباہ ہو گیا تھا البتہ پولیس نے ٹرک کے مالک کو گرفتار کر لیا تھا۔ اخبار میں ٹرک اور کار کی تصاویر بھی موجود تھیں۔ عمران کافی دری تک ان تصاویر کو دیکھتا رہا پھر وہ دوسری خبروں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اس نے اس حادثے کو قدرتی قرار دیا ہے اور سینہ یعقوب سے اسے کوئی خاص دلچسپی بھی نہ تھی۔ وہ تو اختر حسین کی وجہ سے جس کو سینہ یعقوب نے لارڈز

کلب کے جزل میجر سے شکایت کر کے نوکری سے نکلا دیا تھا اس لئے وہ سینھ یعقوب کے بارے میں تفصیلات جانا چاہتا تھا البتہ دیے اسے معلوم تھا کہ سینھ یعقوب اسلج کی اسمگنگ کا خاص معروف آدمی ہے لیکن اسے ڈرگ، اسلج اور اس کی طرح کی اسمگنگ سے زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ وہ تو اس معاملے میں دلچسپی لیتا تھا جس میں پورے ملک کی سلامتی داؤ پر لگا دی جاتی تھی۔ پھر تمام اخبارات پڑھنے کے بعد اس نے انہیں ایک طرف رکھا ہی تھا کہ پہلے سلیمان مارکیٹ سے واپس آ گیا اور کچھ دیر بعد نائیگر بھی آ گیا۔

”کیا ہوا۔ کیا کوئی نئی بات سامنے آئی ہے؟..... عمران نے رسی سلام دعا کے بعد پوچھا۔

”میڈیکل رپورٹ کے مطابق ٹرک ڈرائیور نشے میں دھت تھا۔ ہیرون کے نشے میں۔ اس نے اچانک تیز رفتاری سے ٹرک کو گھما دیا اور سینھ یعقوب کا کار ڈرائیور بروقت سنبھل ہی نہ سکا اور ٹرک کار کو اڑا کر خود بھی دیوار سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا۔ ٹرک ڈرائیور کا نام خان بیگ تھا۔ وہ پرانا ڈرائیور تھا اور کم مقدار میں نشہ کرنے کا عادی تھا لیکن کل رات اس نے معمول سے بہت زیادہ نشہ کر رکھا تھا،..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نے چائے کے برتن اور بسکٹوں کی پلٹیں میز پر رکھیں اور واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ بے اختیار رک

گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی بات کرنا چاہتا ہو لیکن پھر مذکور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

”کیا کچھ کہنا چاہتے ہو۔ بولو“..... عمران نے کہا۔

”آپ سینھ یعقوب کی بات کر رہے ہیں“..... سلیمان نے مرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن تم کیسے جانتے ہو اسے“..... عمران نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”ساری مارکیٹوں میں اس کی باتیں ہو رہی ہیں۔ سینھ یعقوب چار مارکیٹوں کا اکیلا مالک تھا“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا باتیں ہو رہی ہیں“..... عمران نے کہا۔

”عام لوگوں کا خیال ہے کہ سینھ یعقوب کو ہلاک کیا گیا ہے کیونکہ اس کے دشمن زیادہ اور دوست کم تھے۔ دیسے وہ اپنے روئے اور کردار سے سب کو دشمن بنا لیتا تھا۔ لوگوں کو بے عزت کرنا اس کا مشغله تھا“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہیں لوگ۔ کس نے مارا ہو گا اور کیوں“..... عمران نے کہا۔ نائیگر، عمران کو اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ سلیمان کی اس بات کو اتنی اہمیت بھی دے سکتا ہے۔

”اس بارے میں تو کوئی بات نہیں سنی“..... سلیمان نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

”یہ خالصتاً حادثہ ہے جس میں دونوں ڈرائیور ہلاک ہو گئے ہیں اور یہی بات اس کا ثبوت ہے کہ یہ اور بچل حادثہ ہے ورنہ اگر ڈر ڈرائیور حادثے میں ملوٹ ہوتا تو وہ لازماً اپنے آپ کو بچانے کی کوشش ضرور کرتا اور جس انداز میں یہ حادثہ ہوا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسے کافی وقت ملا تھا مگر اس نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش ہی نہیں کی“..... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ سینہ یعقوب ڈرگ اسمگر ہے۔ متعلقہ ادارے اسمگنگ کے خلاف کام کرتے ہی رہتے ہیں۔ اوکے۔ تم جاسکتے ہو“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر اٹھا اور سلام کر کے فلیٹ سے باہر چلا گیا۔

گریٹ لینڈ کی ایک کثیر الائچاوت اخبار سے آفس سے اس کمرے میں ایک اوہیزہ عمر آدمی بیٹھا کام میں مصروف تھا۔ اس کے اخبار کا چیف ایڈیٹر جیمز تھا۔ اس کی تقریباً تمام عمر اخبارات میں ہر کرتے ہوئے گزر گئی تھی اور یہ اخبار نئی نئی خبریں لگانے اور ان کے تفصیل شائع کرنے کے لئے پوری دنیا میں مشہور تھا۔ اس اخبار میں شائع ہونے والی خبروں پر عدالتوں میں بھی مقدمات دائرے کے گئے تھے لیکن اخبار نے ہر ایسے شواہد پیش کر دیئے کہ دعویٰ کرنے والے خود شرمند ہو کر رہ گئے۔ اس لئے جیمز کو نہ صرف گریٹ لینڈ بلکہ پوری دنیا میں عزت اور احترام سے دیکھا جاتا ہے۔ جیمز کام میں مصروف تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

”اجازت ہے سر“..... نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔
”ہاں آؤ۔ بیٹھو آر نلڈ“..... جیمز نے سر اٹھائے بغیر ہی جواب

دیا تو نوجوان آرٹلڈ سانت صوفی پر بڑے احترام بھرے انداز میں بینچے گیا۔ آرٹلڈ اس انبار میں آذشل رپورٹر تھا اور اس نے اپنی ذہانت سے اس نو عمری میں ہی اتنا کام کیا تھا کہ پوری دنیا میں اس کا نام آذشل رپورٹر میں سب سے پہلے لیا جاتا تھا۔

”ہاں اب بتاؤ کیا ہو رہا ہے“..... تمہوزی دیر بعد جیمز نے سامنے موجود فائل کو بند کر کے آرٹلڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”میں اپنی خبر کے بارے میں معلوم کرنے آیا تھا کہ اس کا کیا ہوا۔ آج تو وہ اخبار میں شائع نہیں ہوئی“..... آرٹلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس خبر کی بات کر رہے ہو۔ تمہارے نام سے تو کتنی خبریں یہاں گھومتی پھرتی ہیں“..... جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”میرا مطلب پر سوری گب نارگٹ سے تھا“..... آرٹلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اے بھول جاؤ وہ شائع نہیں ہو سکتی اور چھاپنا تو ایک طرف ہم یہ بھی اوپن نہیں کر سکتے کہ ہمیں اس بارے میں معمولی سا بھی علم ہے ورنہ خبر تو ایک طرف ہم سب بھی اس دنیا میں نہیں رہیں گے“..... جیمز نے اس بار سنجیدہ لبجھے میں کہا۔

”کیا مطلب چیف۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں“..... آرٹلڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”سنو آرٹلڈ۔ خبریں بہت مل سکتی ہیں لیکن جن خبروں میں

بڑے بڑے ممالک ملوث ہوں وہاں معاملات بے حد خطرہ ہیں۔
جاتے ہیں۔ تم جو خبر لے آئے ہو یہ خبر دیے تو بے حد شان
انتہائی سختی خیز ہے لیکن اس میں پاکیشیا، کافرستان، شوگران
اسرائیل چار ممالک ملوث ہیں اور یہ خبر اس قدر حساس ہے کہ کوئی
کے منہ سے ایک لفظ نکلنے سے پہلے اس کی زبان کاٹ دی چا
گی۔ مجھے تو حیرت ہے تم نے یہ خبر کس کے ذریعے نکالی ہے۔ ابھی
تو ہمارا ملک گریٹ لینڈ اس میں براہ راست ملوث نہیں ہے ورنہ
اب تک تم اور میں سارے آفس سمتی قبرستان پہنچ چکے ہوئے۔
مجھ پر زبردست دباو ڈالا گیا کہ میں تمہیں گرفتار کرنے کی اجازت
دے دوں تاکہ تم سے معلوم کیا جاسکے کہ تم نے کہاں سے یہ خبر
حاصل کی ہے لیکن میں نے انکار کر دیا۔ وہ چاہتے تو تمہیں دیے
ہی بغیر میری اجازت کے اٹھا لیتے لیکن چونکہ تمہارا تعلق صحافت
سے ہے اس لئے وہ خاموش رہے ہیں البتہ وہ ضرور معلوم کرنا
چاہتے ہیں کہ تمہیں یہ خبر کیسے اور کس کے ذریعے ملی،..... حیرت نے
مُسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”خبر کی سورس کا مطلب ہے خبر کا علم کس ذریعے سے ہوا یہ تو
 بتا ہی نہیں سکتا اور آپ پوچھنہیں سکتے کیونکہ یہ صحافتی قانون کے
 خلاف ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ اس میں چار ممالک ملوث ہیں تو
 یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ ہر بڑی خبر میں کئی ممالک ملوث ہوتے
 ہیں“..... آرٹلڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”..... میں تمہارے قاتم سے نہ لے ایک بات کر دیا۔“
 مجھے ناطہ نہ سمجھتا۔ میں تمہیں تین ماہ کی رخصت من تکنواہ دی جائیں۔
 تم خاموشی سے اگر بیجا کے لئے ۱۰۰،۰۰۰ روپے ریاست میں جا کر پہنچیاں
 گزاوے۔ اس دران یہ مسئلہ تم ۹۰ جائے کا پھر تم واپس آ جانا۔ میرا
 وحده ہے کہ بھر میں تمہاری شوری یہ کہہ کر شائع کروں گا کہ تم
 نے کافی عرصہ پہلے یہ سوری نکالی تھی اس سے تمہاری شہرت حرید
 بڑھ جائے گی۔ اگر تم مجھے اپنے والد کی جگہ سمجھتے ہو تو میری بات
 مان لو۔..... جیز نے منت بھرے لبجھ میں کہا۔

”اوکے سر۔ جیسے آپ کہیں۔..... آرٹلڈ نے ایک طویل سانس
 لیتے ہوئے کہا۔

”گذ۔ تم نے اپنے آپ کو بچا لیا ہے۔..... جیز نے سرت
 بھرے لبجھ میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد آرٹلڈ تین ماہ کی اکٹھی
 تختنواہ کا چیک لئے دفتر سے باہر آ گیا۔ جیز نے اسے ایکریمین
 ریاست گارشیا جانے کا کہا تھا اور یہ ایکریمیا کی ایکی دور و راز
 ریاست تھی کہ آرٹلڈ کبھی پہلے وہاں نہ گیا تھا۔ چونکہ چیک اماؤنٹ
 میں تختنواہ کے علاوہ معقول الاؤنسز بھی شامل تھے اس لئے آرٹلڈ
 کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے
 کار پارکنگ سے نکالی اور چند لمحوں بعد اس کی کار سڑک پر دوڑتی
 ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ سڑک پر ٹریفیک کا خاصاً راش تھا لیکن
 اس کے باوجود آرٹلڈ خاصی تیز رفتاری سے کار چلا تھا۔ اسے

اطمینان تھا کہ اگر پولیس نے تیز رفتاری کی وجہ سے اسے روکا تو وہ صفائت کا کارڈ دکھا کر آسانی سے جان چھڑا لے گا۔ ویسے بھی ٹرینک پولیس کے اکثر آفیسر اس سے واقف تھے۔ اس لئے اسے ٹرینک پولیس کی زیادہ فکر نہ تھی البتہ وہ یہ ضرور سوچ رہا تھا کہ وہ گارشیا میں تین ماہ کیا کرے گا۔ گارشیا کا زیادہ علاقہ ایسا تھا جس میں نیگرڈز کی اکثریت تھی اور یہ لوگ حد درجہ بدمعاش اور شرارتی تھے۔ خاص طور پر ان کا نشانہ گورے سیاح بنتے تھے لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر کسی ملک کی ایجنسی نے اسے ٹرینیں کرنے کی کوشش کی تو وہ اسے تلاش کرنے کے لئے کم از کم گارشیا نیں آئیں گے کیونکہ اس طرف ان کا خیال ہی نہ جائے گا۔ یہ سب کچھ سوچتا ہوا وہ ایک ریشورنٹ کے کمپاؤنڈ میں مڑ کر کار اندر پارکنگ میں لے گیا۔ اسے اچانک خیال آیا تھا کہ وہ ایک کپ کافی پی لے کیونکہ اس ریشورنٹ کی کافی پورے دارالحکومت میں مشہور تھی۔ کار پارکنگ میں روک کر وہ ریشورنٹ کے ہال میں داخل ہوا تو وہاں موجود ایک آدمی کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ یہ اس کا دوست راجر تھا۔ راجر گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسی میں چیف سکرٹری تھا۔ راجر نے ٹاپ سہوری کی ساری تفصیل اور ثبوت اس کے حوالے کر دیئے تھے۔ راجر نے اسے دیکھ کر ہاتھ ہلا�ا تو آرلنڈ اس کی طرف بڑھ گیا۔

”تمہاری سہوری نہیں چھپ رہی۔ کیوں“..... رسمی کلمات کی

ادا یگی اور مصافحہ کرنے کے بعد راجر نے پوچھا۔

”ابھی چھپنی بھی نہیں۔ اس میں چار پانچ ممالک ملوث ہیں اور وہ اسے اوپن نہیں ہونے دینا چاہتے۔ ایسا کرنے پر ہمیں گولیوں سے اڑا دیا جائے گا اس لئے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تین ماہ کے لئے ایکریما کی ریاست گارشیا شفت ہو جاؤں اور میں کل روانہ ہو رہا ہوں تاکہ پاکیشیائی ایجنت مجھے ٹریس نہ کر سکیں“..... آرنلڈ نے کہا۔

”پاکیشیائی ایجنت۔ ان کا اس سے کیا تعلق“..... راجر نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”تم تو انہیں مجھ سے زیادہ جانتے ہو گے۔ وہ دنیا کے خطرناک ترین لوگ ہیں۔ اگر یہ سوری چھپ جاتی اور وہ اسے پڑھ لیتے تو وہ لامحالہ اس نارگٹ کے پیچھے لگ جاتے اور اب بھی خطرہ ہے کہ ان تک اس کی معلومات نہ پہنچ جائیں اس لئے مجھے تین ماہ کے لئے گارشیا بھیجا جا رہا ہے۔ اس دوران نارگٹ ہٹ ہو جائے گا اس کے بعد سوری کو اختتامیہ سمیت شائع کر دیا جائے گا“..... آرنلڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے صحافی بھی اس انداز میں سونپنے لگ گئے ہیں۔ میں تو انتظار میں تھا کہ سوری چھپے گی تو باقیہ رقم تم سے وصول کروں گا معاهدے کے مطابق“..... راجر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”فی الحال رقم کو بھول جاؤ۔ اگر میں ضد کرتا تو چیف ایڈٹر جیز

میرہ کہیں قید بھی کر سکتا تھا۔ اس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔“
”ریز نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ اوکے۔ اب مجھے اجازت لے
مر نے ڈیوٹی پر جانا ہے۔“..... راجر نے اٹھتے ہوئے کہا تو آرلنڈ
مجھے انٹھ کھڑا ہوا۔

”اوکے۔ گذ بائی۔“..... آرلنڈ نے راجر سے مصافیہ کرنے
بوئے کہا اور پھر اس نے کافی منگوا کر پی اور دیش کو بل دے کر
رینجورنٹ سے باہر آ گیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار ٹریک
بنجی کے آفس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

سیاہ رنگ کی ایک لگنڈری کار پاکیشیا اور کافرستان کے ماحقہ پہاڑی علاقے کی ایک سڑک پر دوڑتی ہوئی پاکیشیا کے آخری سرحدی شہر مناپل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیور سیٹ پر باقاعدہ یونیفارم پہنے ایک ادھیزر عمر ڈرائیور موجود تھا جبکہ فرنٹ سیٹ پر لمبے قد اور لمبے چہرے کا مالک ایک آدمی سوت پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سبجدگی طاری تھی۔ کار کی عقبی سیٹ پر مشین گنوں اور مشین پسلوں سے مسلح دو آدمی موجود تھے۔ یہ سردار تھا جو واسٹ بلڈ کا پاکیشیا میں انچارج تھا اور وہ واسٹ بلڈ کے چیف ڈومنڈ سے فوری ملاقات کے لئے مناپل جا رہا تھا۔ چیف ڈومنڈ کا ہیڈ کوارٹر کافرستان میں تھا البتہ وہ اپنے گروپ کے آدمیوں سے اہم ملاقاتیں مناپل میں ہی کرتا تھا۔ یہاں بھی اس نے عارضی ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا تھا۔ اس ہیڈ کوارٹر میں بھی ایسے آلات نصب تھے کہ وہاں ہونے والی بات نہ کہیں سنی جا سکتی تھی اور نہ اسے ثیپ کیا

جا سکتا تھا اور نہ ہی باہر سے اندر کی تصویریں بنائی جا سکتی تھیں۔
 ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر ایک خصوصی آلہ نصب تھا جو ہر آنے جانے والے کو چیک کر کے باقاعدہ آپریشن روم میں اطلاع دیتا تھا کہ کون آ رہا ہے اور کون جا رہا ہے اس لئے کوئی اجنبی بغیر خصوصی اجازت کے اندر نہ جا سکتا تھا۔ سردار اکثر یہاں آتا جاتا رہتا تھا اس لئے اسے ان سب آلات کے بارے میں بخوبی علم تھا۔ وہ کار میں بینخا گب ٹارگٹ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جہاں تک اسے معلوم تھا کہ یہ گب ٹارگٹ کوئی ایشی ہتھیار تھا۔ جسے پاکیشیا سے چوری کر کے گریٹ لینڈ پہنچایا جائے گا جہاں سے یہ اسرائیل بھجوادیا جائے گا اور یہ تمام کام ان کے بین الاقوامی گروپ واٹ بلڈ کے ذریعے ہونا تھا۔ کیونکہ اس گیم کے پچھے موجود افراد کی سرکاری ایجننسی کو اس میں شامل نہ کرنا چاہتے تھے۔

واٹ بلڈ کے لوگوں کو انتہائی خفیہ راستوں کا نہ صرف علم تھا بلکہ وہ ان راستوں کے ذریعے انتہائی حساس اسلحہ بھی پاکیشیا میں لے آ جاتے تھے اور لے جاتے رہتے تھے اس لئے یہی فیصلہ ہوا تھا کہ اس ایشی ہتھیار کو بھی واٹ بلڈ کے ذریعے گریٹ لینڈ اور وہاں سے اسرائیل پہنچا دیا جائے اور اس سلسلے میں تمام معاملات طے پا چکے تھے اور واٹ بلڈ کو اس کا اس قدر بھاری معاوضہ دے دیا گیا خاکر جس کا شاید تصور بھی پہلے ان میں سے کسی نے نہ کیا تھا۔ انتہائی حساس اور قیمتی اسلحے کی پورے سال کی بہرپور اسٹریکٹ سے

وہ جتنا کام تھے یہ معاوضہ اس سے بھی زیادہ تھا اور اب وہ چاہتے تھے کہ جلد از جلد یہ معاملہ نمٹا دیا جائے۔ اس سلسلے میں چیف ڈوئلڈ مناپل آیا تھا اور وہاں سردار کو کال کیا گیا تھا تاکہ معاملات کو حقیقی شکل دی جاسکے۔ تھوڑی دیر کے مزید سفر کے بعد سردار کی کار سرحدی شہر مناپل میں داخل ہو گئی۔ یہ چھوٹا سا شہر تھا اور سردار کو معلوم تھا کہ ایسے سرحدی شہروں کے تقریباً ہر مکان میں خفیہ تہہ خانے بنائے جاتے ہیں جو اسلحہ یا ڈرگ کے شور کے طور پر کام آتے ہیں۔ خود واٹ بلڈ کا بھی بہت بڑا تہہ خانہ مناپل میں موجود تھا لیکن اس کے اوپر دوسرے مکانوں کی طرح ایک عام سا مکان بنا ہوا تھا۔ مناپل میں داخل ہو کر ہ جلد ہی اس طرح کے ایک عام سے مکان کے سامنے پہنچ گئے۔ جیسے ہی سردار نے کار کا سیاہ رنگ کا شیشہ نیچے کیا اسی لمحے پھانک خود بخود حلانا شروع ہو گیا اور ڈرائیور کار اندر لے گیا۔ ایک سائیڈ پر گیراج بنایا گیا تھا اور وہاں دو کاریں پہلے سے موجود تھیں۔ ایک بلیک گلر کی کار تھی اور سردار کو معلوم تھا کہ یہ چیف کی کار ہے جبکہ دوسری کار کا رنگ ایگ داکٹ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس گلر کی کار رافن استعمال کرتا ہے جو کہ داکٹ بلڈ کے پاکیشا ڈیک کا انچارج تھا۔ سردار کار سے اتر کر تیز نیز قدم انھاتا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ سے آپریشن روم میں دیکھا جا رہا ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بند روازے کے سامنے پہنچ کر رک گیا اور اس نے دروازے پر ہلکی سی

دستک دی۔

”لیں۔ کم ان“..... دروازے کے ساتھ موجود ڈور فون سے چیف ڈوٹلڈ کی بھاری سی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود اندر کی طرف کھلا چلا گیا۔ یہ ایک خاصاً وسیع کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں سجا یا کیا تھا۔ سامنے میز کی دوسری طرف ریوالوگ چیئر پر لبے قدم اور وزیری بسم کا مالک ایک اوپری عمر آدمی جیسا ہوا تھا۔ اس نے ڈارک بلیو سوت پہننا ہوا تھا جبکہ سائیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک کرسی پر رافن موجود تھا۔ سردار کے اندر داخل ہوتے ہی رافن بیٹھنے کھڑا ہوا لیکن چیف ڈوٹلڈ ویسے ہی بیٹھا رہا بتتا اس نے بیٹھنے سر کے اشارے سے سردار کے سلام کا جواب دیا تھا۔ سردار نے رافن سے مصافحت کیا اور کسی فقردوں کی ادائیگی کے بعد سردار کری پر بیٹھ گیا۔

”سردار۔ یہ اچھیل مینگ ایک خاص مقصد کے لئے کال کی گئی ہے۔ یہ ہمارے گروپ کا سب سے اہم کام ہے۔ اگر ہم کامیاب رہے تو پھر ایسے بے شمار کام ہمیں مل سکتے ہیں۔ ناکام ہونے کی صورت میں جو روٹل ہو گا اس کی لپیٹ میں نہ صرف واٹ بلڈ آ جائے گی بلکہ بے شمار اور تنظیمیں بھی آ جائیں گی“..... چیف نے کہا۔

”چیف۔ اس تھیار کا نام تو بہت سا ہے لیکن یہ دراصل ہے کیا۔ اس کی کوئی تفصیل تو بتائیں“..... سردار نے کہا۔

”ہاں۔ اب وقت آگیا ہے کہ اس بارے میں تفصیلی بات کر لی جائے“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔ ہم سن رہے ہیں“..... سردار اور رافن دونوں نے کہا۔ رافن سمارٹ جسم کا اور جسم کی نسبت بھاری چہرے کا مالک تھا اور بڑے سے چہرے پر ضرورت سے بڑی بڑی آنکھیں دیکھنے والوں کو خود بخود مرعوب کر دیتی تھیں۔ اس وقت بھی اس کی موٹی مولی اور بھری بھری آنکھیں چیف پر جھی ہوئی تھیں۔

”رافن۔ پہلے تم بتاؤ کہ پاکیشیا میں سینہ یعقوب کے قتل کے بعد کیا ہوا۔ تفصیل بتاؤ کیونکہ تم نے جو روپٹ بھیجی تھی وہ مختصر تھی اور میں اس بارے میں تفصیل جاننا چاہتا ہوں“..... چیف نے کہا۔

”سر۔ زیر و گروپ کے کرافٹ نے سینہ یعقوب کے قتل کا مشن لے لیا اور پھر رات کو ہی سینہ یعقوب کی کار کا ایکیڈنٹ بھری سے بھرے ایک ٹرک سے اس انداز میں ہوا کہ سینہ یعقوب کی کار مکمل طور پر تباہ ہو گئی اور سینہ یعقوب، اس کا ڈرائیور اور گن میں تینوں موقع پر ہی ہلاک ہو گئے جبکہ ٹرک ڈرائیور بھی ہپتال لے جاتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔ پولیس نے بڑی بار کی سے انکوارری کی لیکن وہ اسے ہر طرح سے اتفاقی حادثہ قرار دینے پر مجبور ہو گئی۔ عمران کے شاگرد نائیگر نے جو کہ اندر ولڈ میں کام کرتا ہے اپنے طور پر اس حادثے کی تحقیق کی لیکن اسے بھی کچھ حاصل نہ ہو سکا اور وہ بھی اسے قدرتی اور اتفاقی حادثہ قرار دے کر پیچھے ہٹ گیا اور سینہ

یعقوب کی جگہ آپ کے علم کار لوگوں کی سیٹ دے دیتے تھے
وہ پونکہ اس کا اپنیل استھن بھی رہا ہے اس لئے اس نے
اچھے طریقے سے کام سنپھال لیا ہے۔..... رافن نے موہاب بن نوہ
میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

” عمران یا اس کا کوئی ساتھی تو حرکت میں نہیں آیا۔..... جذب

نے کہا۔
” نہیں جناب۔ ہم نے عمران کی چینگ کی ہے وہ نال
ہے۔..... رافن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” اوکے۔ اب سنو۔ پاکیشیا نے شوگران کے ساتھ مل کر ایک
ایسا میزائل ایجاد کیا ہے جو طویل فاصلے تک ایسی مواد کو فائز کر
سکتا ہے اور اس کا نظام انتہائی پیچیدہ ہے بلکہ اس بارے میں ہو پا
جائے تو ایسا ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔..... چیف نے کہا۔

” کیوں چیف۔ ایسی میزائل تو ہر بڑے ملک نے بنا رکھے ہیں
بلکہ اب تو ایسی میزائل ستم بھی ہر ملک نے اپنے اپنے ملک میں
نصب کر رکھے ہیں۔..... سردار نے کہا۔

” ایسی میزائل ستم سے میزائل اپنے نار گٹ پر نہیں پہنچا بلکہ
فضا میں ہی تباہ ہو جاتا ہے لیکن اس کا وہ حصہ جس میں ایسی مواد
موجود ہوتا ہے وہ تباہ نہیں ہوتا کیونکہ اس کا کور ایک ایسی دھات
سے بنایا گیا ہے جس پر ایتم بم تو کیا ہائیڈروجن بم بھی اثر نہیں کر
سکتا۔..... چیف نے کہا۔

”تو پھر نارگٹ پر پہنچ کر وہ کیسے پہنچتا ہے“ سردار نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا جبکہ رافن خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”جدید میزائل سسٹم میں کپیوٹر نصب ہوتا ہے اور کپیوٹر میں
نارگٹ پہلے سے فیڈ ہوتا ہے۔ جب میزائل کو فائر کر دیا جائے تو وہ
مخصوص فاصلہ طے کر لینے کے بعد نارگٹ پر پہنچتا ہے تو کپیوٹر اس
کا کور ہٹا دیتا ہے اور اسے فائر کرنے کا آرڈر دے دیا جاتا ہے اور
میزائل نارگٹ پر فائر ہو جاتا ہے“ چیف نے ایک بار پھر
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اور اینٹی میزائل سسٹم کا کیا ہو گا وہ تو اس میزائل کو نارگٹ پر
پہنچنے سے پہلے ہی تباہ کر دیتا ہے“ سردار نے کہا۔

”ہاں تمہاری بات درست ہے لیکن اب اگر راستے میں دس کیا
پندرہ اینٹی میزائل سسٹم بھی کیوں نہ نصیب ہوں۔ یہ میزائل سب
کہ ڈاچ دے کر لازماً اپنے نارگٹ کو جا کر ہٹ کر دے گا“
چیف نے کہا۔

”وہ کیوں چیف۔ ایسا کیسے ممکن ہے“ سردار نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی تو اس میزائل کی ایسی صفت ہے جس نے اسے ناقابل
ٹکست بنا دیا ہے۔ اس کا نام بھی این لی ایل میزائل رکھا گیا ہے
یعنی نان بیٹھ ابھل میزائل رکھا گیا ہے اور یہ جدید ترین میکنالوجی
شوگران اور پاکیشیا کے پاس موجود ہے۔ ویسے تو اس میزائل سے

پوری دنیا خطرے میں آ گئی ہے کیونکہ پاکیشیا اور شوران نے
میزائل نصب کر دیئے ہیں اور ان سے سب سے زیادہ خدا
کافرستان اور اسرائیل کو ہے۔ جب کہ پس پاورز ایکریمیا اور گریٹ
لینڈ بھی براہ راست اس خطرے میں داخل شدہ ممالک تسبیحے جائے
ہیں لیکن پاکیشیائی کی سیکرٹ سروس سے سب ذرتے ہیں اس سروں
کا لیدر عمران ہے جو ہر نامکن کو ممکن بنا لیتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ
اس میزائل کا فارمولہ محفوظ نہیں کیا گیا بلکہ ایسے سافٹ ویئر پر جو
ہارڈ سک کافی تعداد میں تیار کی گئی ہیں جو اس کمپیوٹر کو آنے والے
خطرے سے نہ صرف پہلے ہی اطلاع دے دیتی ہے بلکہ حق نکلنے کا
راستہ بھی خود ہی کمپیوٹر میں فیڈ ہو جاتا ہے۔ اس طرح دس میزائل
سمم بھی راستے میں ہونے کے باوجود این بی ایل ہر صورت میں
نارگٹ کو ہٹ کر دے گا۔ اس لئے ہمیں وہ سافٹ ویئر حاصل کرنا
ہے اور پھر اسے کسی اسلحہ کی شکل دے کر یہاں سے گریٹ لینڈ
پہنچانا ہے اور یہ ذمہ داری داشت بلڈ کو دی گئی ہے کہ اسے عام اسلحہ
اسٹنگ کے انداز میں پاکیشیا سے گریٹ لینڈ پہنچادیا جائے اور پھر
اسرائیل، ایکریمیا اور گریٹ لینڈ کے سامنس دان مل کر اس سافٹ
ویئر کا فارمولہ چیک کریں اور پھر ان میزائلوں سے بچنے کے لئے
موثر اینٹی میزائل سمم اپنے اپنے ملکوں میں نصب کر دیں تاکہ ان
کا دفاع ناقابل تنجیر رہے۔..... چیف نے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ ہمیں کام اس انداز میں کرنا ہے کہ کسی

ایجنسی کو اس کی خبر نہ ہو لیکن چیف جب یہ سافٹ ویز چوری ہو گا تو لاحالہ تمام ایجنسیاں حرکت میں آ جائیں گی اور ہاں پاکیشیا سے یہ سافٹ ویز نکال کر پہلے کافرستان کیوں نہ پہنچ دیا جائے۔ یہ کام زیادہ جلدی اور زیادہ آسانی سے ہو جائے گا بجائے اس کے کہ ہم اسے پاکیشیا سے گریٹ لینڈ لے جائیں۔ سردار نے کہا۔

”اسی لئے تو ہماری خدمات حاصل کی جا رہی ہیں کہ ہم نے اس سافٹ ویز کو بھلی سے بھی زیادہ تیزی سے یہاں سے باہر نکالا ہے جب تک ایجنسیاں حرکت میں آئیں سافٹ ویز اپنی منزل تک پہنچ بھی چکا ہو اور جہاں تک اسے گریٹ لینڈ کی بجائے کافرستان لے جانے کی بات ہے تو اگر ہم سافٹ ویز لے کر کافرستان گئے تو پاکیشیائی ایجنسیوں کو ہمیں ٹریس کرنے اور پکڑنے کا وقت مل جائے گا کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنت کافرستان میں بھی ہے اس لئے اس سافٹ ویز کو دار الحکومت سے نکال کر پاکیشیا کے کسی دور دراز اور قدرے غیر معروف علاقے میں پہنچا دیا جائے گا جہاں سے انٹریشنل فلامس چلتی ہوں۔ مثال کے طور پر چندر آباد، کارگی وغیرہ۔ وہاں سے چارڑہ فلاٹ کے ذریعے آسانی سے سافٹ ویز گریٹ لینڈ پہنچ جائے گا اور ہماری ذمہ داری بس یہیں تک ہو گی اس کے بعد حکومت گریٹ لینڈ جانے اور اس کی ایجنسیاں۔ چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمام انتظامات اچھے ہوں تو یہ کام آسانی سے ہو جائے گا اور

کسی کو آخری لمحے تک معلوم بھی نہ ہو سکے گا۔..... اس بار رافن
نے کہا۔

58

”چیف اس سافٹ ویر کی حفاظت کے تو انتہائی خفت انتظامات
ہوں گے۔ اسے کیسے اڑایا جائے گا۔..... سردار نے کہا۔
”یہ ہمارا کام نہیں ہے اور جن کا کام ہے ان کے لئے یہ کام
آسان ہے۔ تم فکر مت کرو۔..... چیف نے گول مول سا جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”چیف ہمیں اپنی ڈیویٹیاں باث لیتی چاہیں اور اپنے اپنے
ٹارگٹ کو حاصل کرنے کے لئے ابھی سے لوگ تعینات بھی کر
 دیئے جائیں اور انہیں کام سمجھا بھی دیا جائے۔ عین موقع پر
 افراتفری پیدا ہونے کا خدشہ ہو سکتا ہے۔..... رافن نے کہا۔

”ہاں شامِ اگلے ہفتہ ہمیں کاشن مل جائے اور کاشن ملتے ہی
 ہمیں حرکت میں آ جانا چاہئے۔ رافن تم پاکیشیائی دار حکومت میں اس
 مشن کے اچارج ہو گئے اور سردار تم نے باقی پاکیشیا کو سنبھال
 ہے۔ کیونکہ دار حکومت سے اسے نکال کر کارگی یا چندرا آباد تک ضمیح
 سلامت لے جانے اور وہاں چارٹرڈ فلاٹ کے پہلے سے تباہ
 ہونے کے تمام انتظامات تم نے کرنے ہیں۔..... چیف نے ان کی
 ڈیویٹیاں بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ چیف۔ ہم آپس میں رابطے میں بھی رہیں گے تاکہ ایک
 دوسرے کے تازہ ترین حالات سے بھی باخبر رہیں۔..... سردار نے

کہا۔

”ابھی سے کام شروع کر دو لیکن کسی کو اس آلے کی تفصیل نہ بتانا بس کوئی ہتھیار کا نام لے دینا مثلاً تم اسے باکس بم بھی کہہ سکتے ہو اور اپنے ایسے آدمیوں کی ڈیوٹی لگانا جونہ بننے والے اور نہ کسی کو بتانے والے“..... چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔ ایسا ہی ہو گا“..... دونوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے مینگ برخواست۔ اب اپیشل فون پر کوڑ میں بات چیت ہو گی“..... چیف نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ دونوں بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

عمران اپنے فلیٹ کے سنگ روم میں کری پر بیٹھا ایک سامنی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا کہ سلیمان اندر داخل ہوا اس کے باوجود میں نہ تھی جس میں ایک فلاںک اور ایک خالی کپ رکھا ہوا تھا۔ "میں مارکیٹ جا رہا ہوں آج میں نے بخت بھر کی شاپنگ کرنی ہے اس لئے مجھے دیر ہو جائے گی۔ اس فلاںک میں چار کپ چائے موجود ہے"..... سلیمان نے فلاںک اور کپ عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"بخت بھر کی شاپنگ لیکن تم تم جاتے تو روز ہو"..... عمران نے پوچک کر اور قدرے ملکوں انداز میں اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ کو کیا معلوم کہ غریب لوگوں کے باورچیوں کو روزانہ کس خذاب سے گزرنا پڑتا ہے"..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ "کیا مطلب کیا کہنا چاہئے ہو"..... عمران نے حقیقی جس بھرے لمحے میں کہا۔ اسے واقعی سلیمان کی بات سمجھنے آئی تھی۔ ۱

"آپ بیٹھے اخبار پڑھتے رہیں گے یا کار میں بیٹھ کر سڑکیں ناپتے رہیں گے۔ جب موڑ ہو گا واپس آئیں گے اور غریب باورچی پر نادر شانی حکم داغ دیں گے کہ فوراً کھانا چیل کیا جائے۔ یہ سوچے بغیر کہ آپ کی سمجھیں تو ہر وقت غالی رہتی ہیں باورچی کوئی چادو گر تو نہیں ہے کہ جادہ کے ذریعے کچن کا تمام سامان حمودار کر دے اور اسے پکا کر آپ کے سامنے چیل کر دے۔ آپ نے بھی سوچا کہ مجھ پر کیا گزر تھی ہو گی جب میں گدگروں کی طرف ایک دکان سے دوسرا دکان اور دوسرا سے تیسری پر جا کر ان کی منت کرتا ہوں کہ وہ بھی سامان ادھار میں دے دیں کیونکہ میرے صاحب کے پاس ابھی پہنچے نہیں ہیں۔ سارا دن گھومنے کے بعد جب میں تھنک کر چور چور ہو جاتا ہوں تو پھر کہیں چاکر دو چیزوں ادھار ملتی ہیں"..... سلیمان نے رو دینے والے لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بے چارگی اور شیشی ہیچے آبشار کی طرح بنتے گئی تھی۔ "تو تم پہیے لے کر جایا کرو"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کا خیال ہے کہ آپ نے اس فلیٹ میں نکال لائی ہوئی ہے کہ پہلے میں پہیے تیار کروں پھر بازار جایا کروں"..... سلیمان نے اسی طرح رو دینے والے لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ "مجھے بتا دینا تھا۔ میرے بلیوں کوٹ کی اندر ہوتی جب میں

کسی شعبہ باز کو دیکھنے ہیں۔

پچاس ہزار موجود ہیں۔ جاؤ جا کر لے لو۔" پچون کی طرح ہوئے تم اچھے نہیں لگتے۔" عمران نے اسے پچاس ہزار میں روئے پکارتے ہوئے کہا۔ بس میں آج سے تین ماہ "اس بلیو کوت کی خیہ جیب میں۔ وہ صرف پچاس ہزار پہلے پچاس ہزار کی معمولی رقم موجود تھی۔ آپ کے لئے شاہانہ کھانا پکانے پر روئے کہنے دن مل سکتے ہیں۔ پچاس ہزار کو یاد کر رہے ہیں۔" دولت لگتی ہے اور آپ ابھی بھی پچاس ہزار کو یاد کر رہے ہیں۔

"اور اس فلاخ و بہبود کی تعلیم کی رسید بک تمہاری جیب میں ہو لی۔ کاش تم جیسا کھوچی میرے ساتھ نہ ہوتا۔"..... عمران نے روئے دنے والے بچے میں کہا اور واپس کری پر جیسے ذہر سا ہو گیا۔

کس نے پایا۔ میں نے متباہت ہوئے کہا۔

"چائے پی لیں۔ آج پر مارکیٹ میں میرے پسندیدہ مصالحے کر رکھی تھی۔" عمران نے سرخ کوت کی اوپر والی کافی عرصے بعد آئے ہیں۔ بس انہیں خرید کر واپس آتا ہوں۔

"اب آپ یہ بھی کہا ہے پچاس نوٹ پانچ ہزار روپے میمان نے مکراتے ہوئے کہا اور واپس ٹڑنے لگا۔

بب جس میں پشہ رکھا جاتا ہے پچاس نوٹ پانچ ہزار روپے میمان کے کے نئے دیس کو نے میں پانچ لاکھ جو ایرپسی کے کہا۔

"لیکن کیا جھیں پر مارکیٹ سے بھی سامان ادھار مل جائے گا۔ اور شاید یہ بھی آپ مجھ سے پوچھنا چاہیں گے کہ گیٹ روم کے پیسے پر سورز تو ادھار کے بہت خلاف ہوتے ہیں۔"..... عمران نے

جلی کیفیت میں بے ربط انداز میں ہوتے ہوئے کہا۔

63 "تم۔ تم۔ یہ سب۔ تم۔"..... عمران نے حیرت اور صدمے کی ملی "پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے آپ کے لامدے کے لئے یہ تمام رقم غریب باور جوں کی فلاخ و بہبود کے لئے بنائی ہوئی تعلیم کو علیحدہ کر دی ہے۔ آپ کو اس کا بے حد ثواب ملے گا۔"..... سلیمان نے رک رک کر اور اس انداز میں ہوتے ہوئے کہا جیسے لفظوں کی ادائیگی کی بجائے کوڑے مار رہا ہو۔

"اور اس فلاخ و بہبود کی تعلیم کی رسید بک تمہاری جیب میں ہو لی۔ کاش تم جیسا کھوچی میرے ساتھ نہ ہوتا۔"..... عمران نے روئے دنے والے بچے میں کہا اور واپس کری پر جیسے ذہر سا ہو گیا۔

"چائے پی لیں۔ آج پر مارکیٹ میں میرے پسندیدہ مصالحے کر رکھی تھی۔" عمران نے سرخ کوت کی اوپر والی کافی عرصے بعد آئے ہیں۔ بس انہیں خرید کر واپس آتا ہوں۔

"اب آپ یہ بھی کہا ہے پچاس نوٹ پانچ ہزار روپے میمان نے مکراتے ہوئے کہا اور واپس ٹڑنے لگا۔

بب جس میں پشہ رکھا ہے پچاس نوٹ پانچ ہزار روپے میمان کے کے نئے دیس کو نے میں پانچ لاکھ جو ایرپسی کے کہا۔

"لیکن ایسا ہی ہے لیکن مجھے کیا ضرورت ہے ادھار لینے کی۔" سلیمان نے فوراً بولنا شروع کیا۔

لے رکھتے ہو کہاں ہیں۔" سلیمان نے اس کا چہہ حیرت سے گذاشت میری جیب پانچ ہزار والے پچاس نوٹوں سے بھری ہوئی ہے۔

عمران ایک بیٹھے ہے انہوں کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہہ حیرت سے گذاشت میری جیب پانچ ہزار والے پچاس نوٹوں سے بھری ہوئی ہے۔

چلا جا رہا تھا اور وہ ایسی نظروں سے سلیمان کو دیکھ رہا تھا جیسے میں سلیمان دی گھریٹ ہوں، کوئی ایرا غیر انسانیں ہوں میں۔"..... سلیمان نے بڑے فائزان بچے میں کہا۔

دو۔ کہیں تم نے پانچ ہزار والے پچاس نوٹ جو جسکے
ایک پرانی کتاب کے اندر چھپا کر رکھے ہوئے تھے وہ تو تمہارے
لئے۔ تمہاری نظریں دھال بھی پہنچ گئیں۔ اودہ خدا یا کسی اُم
دے دینا تم نے آنا سلیمان کو۔..... عمران نے دھائی دینے
انہاڑ میں کہا۔

”ستجوں مالکوں کے باور جوں کو اگر ایسی آنکھیں نہ طیں
سات پر دوں کے پیچے سے بھی کرنی نوٹوں کو دیکھ لیں اور کہا
نوٹوں کی کرکاری خوبصورت سونگے سکے تو نہ باور پر جی زندہ رہ کے کہا
تھا اس کا مالک۔..... سلیمان نے بڑے بوڑھوں کی طرح رہا
دینے والے انہاڑ میں کہا اور پھر واپس دروازے کی طرف مڑ گیا
”کسی کو عمر قید کی سزا دینے کا صحیح طریقہ ہیکی ہے کہ تم ہب
باور پر جی اس کے کھاتے میں ڈال دیا جائے۔..... عمران نے رہا
والے بچے میں اوپنی آواز میں کہا۔

”جتنا مرضی آئے تام کریں میں آنکھوں رقم جوتوں کے پر
ڈپے میں چھپا کر نہ رکھا کریں۔..... سلیمان کی آواز راہداری سے
ٹھائی دی۔

”اڑے اڑے وہ تو پرانی رقم جھی۔..... عمران نے انہاڑا
دروازے کی طرف دوڑتے ہوئے انجھلی بولکھائے ہوئے بچے میں
کہا۔

”پرانی تھی تو پرانے کے پاس پہنچا دی گئی۔ حق با خدا

..... سلیمان نے بیرونی دروازہ کھول کر باہر جاتے ہوئے کہا
رسید۔..... اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تو عمران
سر پر ہاتھ رکھ کے اس طرح واپس مردا چھے جو اسی آخری پیشی ہار کر
جوئے خانے سے باہر آتا ہے اور پھر سنگ روم میں آ کر عمران
واپس اپنی کری پر بیٹھ گیا۔ اس کے پیچے پر ہلکی سی مسکراہت
موجود تھی کیونکہ سلیمان کے ساتھ اس قسم کی توک جھوک کے بعد
اس کے ذہن پر موجود دباؤ ختم ہو جاتا تھا اور وہ اپنے آپ کو
پر سکون اور ترو تازہ محسوس کرتا تھا۔ اس نے دوبارہ مطالعے سے
پہلے چائے پینے کا فیصلہ کیا اور پھر اس نے فلاں کی طرف ہاتھ
”اس وقت کون آ گیا۔..... عمران نے پڑی راستے ہوئے کہا اور
اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہے۔..... دروازہ کھولنے سے پہلے عمران نے اوپنی آواز
میں پوچھا۔

”ٹانائیگر ہوں ہاں۔..... دوسری طرف سے ٹانائیگر کی آواز سنائی
وی تو عمران نے دروازہ کھول دیا۔

”او۔..... عمران نے رسی سلام دعا کے بعد کہا اور ٹانائیگر کے
اندر آنے پر دروازہ بند کر کے سنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ ٹانائیگر

اس کے پیچے تھا۔

”فلاں کے چائے نکال کر پی لوئی الحال تو یہی خدمت کی جا

سلتی ہے۔۔۔ عمران نے مسلکاتے ہوئے کہا۔

”میں نے تھوڑی دیر پہلے بھر پور ناشستہ لیا ہے جس کو میں نے

ٹائیگر نے مسلکاتے ہوئے کہا۔

”تو کیا کوئی صحمند ہر ہاتھ آ کیا تھا۔۔۔ عمران نے ہے۔۔۔

ٹائیگر بے اختیار بنس پڑا۔

”باص ایک اہم اطلاع ہے کہ سینہ یعقوب اتفاقی نہ ہے۔۔۔

شکار نہیں ہوا بلکہ اسے باقاعدہ پلانگ سے ہلاک کیا گیا ہے۔۔۔

ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کیسے معلوم ہوا۔۔۔ عمران نے جھرت بھرے لجھ میں کہا۔

”باص سینہ یعقوب کا ایک ملازم ہے روشن جس کا تعلق اندرور

سے ہے۔ سینہ یعقوب نے اسے کافی عرصہ پہلے اس لئے ہاڑا

تھا کہ وہ اندرور اللہ کے بعد معاشوں اور مجرموں کو سینہ یعقوب سے

دور رکھے گا اور اس کی حفاظت کرے گا۔ سینہ یعقوب کی موت

بعد روشن اور اس کے ساتھی فارغ ہو گئے۔ روشن نے اندرور اللہ میں

کسی سے کہا کہ اسے معلوم ہے کہ سینہ یعقوب کی موت کا ذریم

کیسے مکمل ہوا اور کس نے ایسا کیا۔ میرے کانوں تک بھی یہ بان

پہنچ گئی۔ میں نے روشن کو گھیر لیا اور پھر اسے بتانا پڑا کہ اس نے

بات کس بنا پر کی ہے۔ روشن سینہ یعقوب کی موت کی خبر سن کر

جائے حادثہ پر پہنچ گیا اور پھر اسے جائے حادثہ سے ایک اسٹہر

شده نرکیمر مل گیا۔ اس نرکیمر کو سیلانٹ کے ذریعے آپریٹ کیا ہے۔۔۔

تحا۔ ٹریکر جس کمپنی کا تھا روشن وہاں پہنچا تو اسے معلوم ہو گیا کہ یہ
ٹریکر انڈرورلڈ کے ایک گروپ نے خریدا تھا جسے زیر گروپ کہا
جاتا ہے اور یہ پیشہ ور قاتلوں کا گروپ ہے۔ اس کی خصوصیت یہ
ہے کہ وہ موت کو اتفاقی حادثے میں تبدیل کر دیتا ہے اس لئے وہ
تمام پیشہ ور قاتلوں سے دل گنا زیادہ معاوضہ لیتا ہے۔ پھر روشن نے
زیر گروپ کے ایک آدمی سے ملاقات کی تو اسے بتایا گیا کہ سینھ
یعقوب کو واقعی زیر گروپ کے چیف کرافٹ نے اس ٹریکر کے
ذریعے ہلاک کرایا ہے۔ روشن اس قابل نہ تھا کو کرافٹ کے خلاف
کوئی حرکت کر سکتا اس لئے وہ خاموش ہو گیا۔..... نائگر نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ سینھ یعقوب کو ٹریکر کے ذریعے ہلاک
کیا گیا ہے مگر کیسے اور سینھ یعقوب نے ٹریکر کو کیوں استعمال
کیا۔..... عمران نے کہا۔

”سینھ یعقوب نہیں بہاس بلکہ بھری کے ٹرک کا ڈرائیور ٹریکر کے
تحت تھا۔ یہ ٹریکر ڈرائیور کی لاش کے نیچے دبا پڑا ملا تھا۔ زیر
گروپ نے اس ٹریکر کو ٹرک ڈرائیور کو نجانے کیا کہہ کر استعمال کرایا
اور اس کی نگرانی سیٹلائٹ سے کی جاتی رہی۔ جب سینھ یعقوب کی
کار مخصوص جگہ پر پہنچی تو ٹریکر سے ٹرک کو کنٹرول کیا گیا اور ٹریکر
کے ذریعے ٹرک کو اچانک موڑ دیا گیا اس طرح یہ حادثہ سامنے آ
گیا جسے قدرتی سمجھا گیا۔..... نائگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا خیال ہے ایسا ہوا ہو گا“..... عمران نے پوچھا
 ”اس میں ایک بات جواب طلب ہے کہ ٹرک فوج
 گروپ ہی دے سکتا ہے۔“..... نائیگر نے کہا۔
 ”کون ہے اس کا چیف اور کہاں رہتا ہے؟“..... عمران نے

”میں نے بتایا ہے کہ اس کا چیف کرافٹ نامی آدمی ہے
 رینڈ کلب کا مالک اور جزل نیجر ہے۔ اس نے ایک پورا گرد
 ہوا ہے اور اس کی خصوصیت موت کو اتفاقی حادثہ میں تبدیل
 ہے۔“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس وقت وہ موجود ہو گا کلب میں یا رات کو آتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”میں نے یہاں آنے سے پہلے معلومات حاصل کی
 کرافٹ اس وقت گروپ مینگ میں مصروف ہے اور یہ
 کلب کے تباہ خانے میں کی جاتی ہے۔“..... نائیگر نے کہا۔
 ”کتنا بڑا گروپ ہے یہ؟“..... عمران نے پوچھا۔

”کہا جاتا ہے کہ دس افراد اس گروپ میں شامل ہیں“.....
 نائیگر نے جواب دیا۔

”اوے کے۔ چلو اس سے پوچھ لیتے ہیں“..... عمران نے
 ہوئے کہا تو نائیگر بھی انٹھ کھڑا ہوا۔

”باس آپ چاہیں تو آرام کریں میں جوانا کو ساتھ لے۔

ٹائیگر نے قدرے پچھاتے ہوئے انداز میں کہا۔
بل، ”کیوں مجھ میں کیا کمی ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے

لہا۔ ”یہ بات نہیں ہے باس۔ دراصل وہ عام سے بدمعاش ہیں۔
آپ کی عزت کے خلاف ہے کہ آپ ان سے خود ٹکرائیں“.....
ٹائیگر نے کہا۔

”سنونا ٹائیگر آئندہ ایسی بات زبان سے نہ نکالنا۔ یہ تکبر ہے اور
تکبر انسان کو ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔ وہ عام بدمعاش ہیں یا خاص
بہر حال مجرم ہیں اور ہم نے مجرموں کے خلاف لڑنا ہے بغیر یہ
سوچ کہ ہم اعلیٰ ہیں اور وہ اونٹی ہیں“..... عمران نے خشک بجھے
میں کہا۔

”سوری باس“..... ٹائیگر نے سر جھکائے ہوئے شرمدہ سے
بجھ میں کہا۔ تھوڑی دیر بعد دو کاریں رینڈ کلب کی طرف بڑھی چلی
جا رہی تھیں۔ آگے ٹائیگر کی کار تھی جبکہ عمران کی کار اس کے عقب
میں تھی کیونکہ عمران کو معلوم نہ تھا کہ یہ رینڈ کلب کہاں ہے۔ عمران
کے پوچھنے پر ٹائیگر نے بتایا تھا کہ رینڈ کلب اولاد شی کے علاقے
میں ہے۔ یہ وہ علاقہ تھا جو دار الحکومت کے شمال مشرق کے نواحی میں
تھا۔ تھوڑی دیر بعد کاریں ایک پرانے علاقے میں داخل ہوئیں۔
سرک نوٹی پھوٹی سی تھی اور مکانات بھی پرانے اور تقریباً گرنے
والے نظر آ رہے تھے لیکن وہاں لوگ مطمئن انداز میں گھوم پھر رہے

۱۱۔ اُنے علاقے میں چار پانچ نگ کیوں سے
۱۲۔ انہی کاریں ایک قدرے کھلے علاقے میں پہنچ گئے
۱۳۔ پ علاقے تھا تین اطراف میں مکانات اور رہائشیں تھیں جبکہ چوتھی
اطرف چوڑی گلی نامہ سڑک تھی۔ جیسے ہی نائیگر کی کار رکی عمران سے
بھی کار روک دی۔ سامنے موجود دو منزلہ عمارت پر رینڈ کلب کا لکھا
نظر آ رہا تھا۔ عمران کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ وہاں کا لکھا
کی خاصی بڑی تعداد موجود تھی۔ عمران نے کار لاک کی تو نائیگر کا
کے پاس پہنچ گیا۔

”یہ سامنے ہے رینڈ کلب“..... نائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے دیکھ لیا ہے لیکن یہاں اس قدر کاریں کیے گئیں۔
یہ تو پوش علاقہ نہیں ہے کہ لوگ یہاں آتے ہوئے
محسوس کریں“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ شاید زیر و گروپ کے لوگوں کی کاریں ہیں ورنہ عام طور پر
یہاں دو تین سے زیادہ کاریں نظر نہیں آتیں“..... نائیگر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”انتے افراد کی موجودگی کا مطلب ہے کہ ہمیں انتظار کر
چاہئے۔ جب یہ مینگ ختم ہو تو پھر اس کرافٹ سے بات چیت کر
جائے“..... عمران نے کہا۔

”یہ سب بے رحم پیشہ ور قاتلوں کا گروپ ہے۔ ہزاروں نکلا
سینکڑوں افراد کو انہوں نے ہلاک کیا ہو گا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ہے۔“

گروپ یہاں موجود ہے ورنہ یہ عام طور پر آکھنا نہیں ہوتا۔ ہم ان سب کا خاتمہ کر دیں پھر کرافٹ سے بات ہو گی۔..... نائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہ بات کر کے تم واقعی نائیگر بلکہ بھوکے نائیگر لگ رہے ہو۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نائیگر بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

”آئیے باس۔..... نائیگر نے کہا۔

”سیا تمہیں کلب کے تہہ خانے کا راستہ معلوم ہے۔..... عمران نے پوچھا۔
”نہیں باس۔ ہم کسی سے جبراً معلوم کر لیں گے۔..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ تمہیں پہچانتے ہیں۔..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں البتہ اس کرافٹ سے ایک دو بار ملاقات ہوئی ہے۔.....

نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم خاموش رہنا میں بات کروں گا۔..... عمران نے کہا۔

”لیں باس۔..... نائیگر نے موڈبانہ لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کلب کے میں ہال کے ایک کونے میں موجود کاؤنٹر پر موجود تھے۔ ہال میں صرف مقامی افراد ہی نظر آ رہے تھے البتہ چار پانچ مسلح افراد گھومتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔

چند چیف کرفت سے کہو کہ پریم گر بکار نہیں ہے۔
کہاں سے ہمود شیر کے مذکور منہ باہر ہوئے کہہ۔
کاؤنٹر کو کہا جاتا ہے۔ چیف مینگ میں صرف ہے۔ آپ کو مینگ
موچھوں اسے کوئی نہ کہا۔ کاؤنٹر کے پچھے خڑے ہی بڑی بڑی
ہوئے۔

”تم مجھے نیک چلتے ہی نئے دوسرا ہو کہہ رہا ہوں۔“ چیف
کہہ رہا ہے۔ دوسروں دیسے کہا۔ جوں رستم کا ہے۔“ چلتے ہیں مینگ
کوں وون۔ بیست نیک رہیں۔“ عمرن نے غارت ہوئے کہ تو اس
کوئی نے موچھے پر رکھے فون کا رسیدر بخیا در نمبر پر لیں کرنے
کا کردار ہے۔

کاؤنٹر سے نیکی بوس رہا ہوں۔ دو صاحب آئے ہیں چیف
سے مٹے۔ نیک سے یہ صاحب کا کہہ ہے کہ دو پریم گر کے
ستو جس۔“ دیکھتے پریم موچھوں اسے نہیں خیز نظر دیں
سے عمرن نے حرف دیکھتے ہوئے کہہ۔

”اس سڑا۔“ دوسرا صرف سے بات مٹے کے بعد اس نے کہہ
کہ دوستی کا کردار دیا۔

”آپ کو دیکھنے انقدر کرنا ہو گا۔“ نیکی نے طنزی انداز
میں بات ارتے ہوئے کہہ۔

”اس سے بات کی ہے تم نے۔ کیا کرفت سے بات ہوئی۔“

ہے۔..... عمران نے کہا۔

”اسٹنٹ میٹر رابرٹ سے۔ چیف سے میں بھلا کیسے بات کر سکتا ہوں؟“..... شیدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ رابرٹ کہاں بیٹھتا ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”اپنے دفتر میں دوسرا منزل پر؟“..... شیدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور کرافٹ کہاں ہے تہہ خانے میں؟“..... عمران نے کہا تو شیدی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اوکے؟“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوت کی جیب سے مشین پسل نکالا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں اور انسانی چیزوں سے ہال گونج اٹھا۔ ہال میں موجود مسلح فراد چھختے ہوئے نیچے گرے تھے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد وہیں ساکت ہو گئے تھے۔ پہلی گولی کاؤنٹر میں کے سینے پر پڑی تھی اور بھی کاؤنٹر کے پیچھے گر کر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا تھا۔

”بھاگ جاؤ؟“..... عمران نے ہال میں موجود ان لوگوں سے ناطب ہو کر کہا جو کرسیوں اور میزوں کی اوٹ لینے کی کوششوں میں معروف تھے۔ عمران کی بات سن کر وہ تیزی سے اٹھے اور پھر وڑتے ہوئے ہال سے باہر نکل گئے۔

”آؤ اب باہر چلیں؟“..... عمران نے نائیگر کی طرف مرتے

ہوئے کہا۔
”بाहر۔ مگر کیوں“..... نائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔
”بیسے میں کہہ رہا ہوں دیے کرو۔ آؤ بाहر“..... عمران نے کہا
اور مذکور میں گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ نائیگر اس کے پیچے تھا لیکن
اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ میں گیٹ سے
باہر آ کر عمران پارکنگ کی طرف بڑھ گیا جہاں ان کی کاریں موجود
تھیں اور پھر عمران اپنی کار کی اوٹ لے کر اس انداز میں کھڑا ہو
گیا کہ اس کی نظریں میں گیٹ اور بلڈنگ پر جھی ہوئی تھیں جبکہ
نائیگر اپنی کار کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین
پٹل موجود تھا لیکن وہ ڈھیلے انداز میں کھڑا تھا جیسے اسے کوئی بات
سمجھ میں نہ آئی ہو۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہال میں گولیاں چلنے اور مسلسل
افراد کے ہلاک ہونے کی احتجاج کرافٹ تک پہنچ چکی ہو گی اور یہ
ایسی خبر ہے کہ وہ فوری طور پر باہر آئے گا ورنہ ہمیں نجات کرنے
افراد کو ہلاک کر کے اس تک پہنچنا پڑتا“..... عمران نے نائیگر کے
چہرے پر حیرت کے تاثرات دیکھ کر کہا تو نائیگر نے بے اختیار ایک
طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے کرافٹ اور اس کے
ساتھیوں کو باہر کھلے ایسے میں لانے کے لئے یہ چال چلی ہے۔
پارکنگ میں چونکہ کوئی پارکنگ بوائے موجود نہ تھا اس لئے“

دونوں اطمینان سے کاروں کی اوٹ لئے کھڑے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کلب کے میں گیٹ سے لوگ تیزی سے باہر آنے لگے اور ان کا رخ پارکنگ کی طرف ہی تھا۔ وہ اس انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے جیسے وہ کسی خطرے سے دو چار ہوں۔ باہر آنے والوں کی تعداد واقعی دس ہی تھی اور یہ سب اپنے انداز اور چال ڈھال سے ہی سکہ بند بدمعاش نظر آ رہے تھے۔

”چلو شروع ہو جاؤ۔ ایک بھی بیج کرنہ جائے“..... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے یکخت میشین پسل والا ہاتھ اونچا کیا اور دوسرے لمحے تردد تراہٹ کی آواز میں ساتھ پارکنگ کی طرف آنے والے دس آدمی چیختنے ہوئے اچھل اچھل کر نیچے گرے۔ ان میں سے چند دوبارہ اٹھنے میں کامیاب بھی ہو گئے لیکن انہیں عمران نے ٹارگٹ کیا اور یہ لوگ دوبارہ نیچے گرنے کے بعد نہ اٹھ سکے۔ چند ہی لمحوں میں وہ دس کے دس افراد میں گیٹ اور پارکنگ کے درمیان مردہ پڑے ہوئے تھے۔ عمران ان سب کے ہلاک ہو جانے کے باوجود دیے ہی کھڑا تھا اور اس کی وجہ سے ٹائیگر بھی خاموش کھڑا تھا۔

”باس۔ وہ کرافٹ کسی خفیہ راستے سے نہ بھاگ جائے“.....

چند لمحوں بعد ٹائیگر نے کہا۔

”اگر ایسا کوئی خفیہ راستہ ہوتا تو یہ دس افراد بھی ادھر سے ہی نکل جاتے“..... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر

76

کچھ کہتا کلب کے میں گیٹ سے میشین گنوں سے مسلح دو افراد باہر آئے اور تیزی سے برآمدے کے چوڑے ستونوں کی اوٹ لے کر نظروں سے غائب ہو گئے۔ عمران خاموش کھڑا رہا پھر کچھ دیر بعد وہ ستونوں کی اوٹ سے باہر آئے اور میشین گنیں سنjalے دوڑتے ہوئے پارکنگ کی طرف آنے لگے۔ وہ زگ زیگ انداز میں دوڑتے رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ دونوں تربیت یافتہ تھے لیکن ابھی انہوں نے آدھا راستہ ہی طے کیا ہوا کہ ریٹ ریٹ کی آوازیں ایک بار پھر گنجیں اور دونوں یکے بعد دیگرے چھینتے ہوئے آوازوں سے صاف محسوس ہوتا تھا کہ گاڑیاں کلب کی طرف ہی آ رہی ہیں۔ اس کا مطلب تھا کہ کرافٹ نے پولیس کو کال کیا تھا کہ وہ پولیس کا تحفظ لے کر بہاں سے زندہ باہر جا سکے۔

”باس۔ پولیس آ رہی ہے“..... نائیگر نے کہا۔

”ہاں چلو کار میں بینحو اور یہاں سے نکلو ہمیں موقع پر موجود نہیں ہونا چاہئے۔ جلدی کرو“..... عمران نے تیز لمحے میں کہا اور پھر وہ اپنی کار میں بینھ گیا جبکہ نائیگر اپنی کار میں بینھ چکا تھا۔ چند لمحوں بعد دونوں کاریں تیزی سے مزیں اور پھر دوڑتی ہوئیں ایک تجھ سی گلی نما سڑک پر بڑھتی چلی گئیں۔ عمران کی کار نائیگر کی کار کے عقب میں تھی۔ دو تین موڑ مرنے کے بعد وہ ایک کھلی جگہ پر

پہنچ گئے۔ نائیگر نے اپنی کار ایک احاطے کے کھلے ہوئے میں گیٹ کے اندر موڑ دی۔ چند کاریں وہاں پہلے سے موجود تھیں۔ عمران نے بھی کار اس کے عقب میں موڑ دی اور پھر آگے جا کر دونوں نے کاریں روک دیں۔

”یہ شاگ اڈہ کھلاتا ہے باس۔ شاگ ڈرگ اسٹنگ میں ملوٹ ہے اور میرا دوست ہے۔“..... نائیگر نے کار روک کر باہر آتے ہوئے اوپنجی آواز میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کار سے باہر آگیا۔

”گذ۔ تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے ہمیں واقعی زیادہ دور نہیں جانا چاہئے تھا۔ ہمیں بہر حال اپنا کام کرنا ہے۔“..... عمران نے کہا۔ اسی لمحے ایک نوجوان عمارت سے نکل کر ان کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ اس نے جب نائیگر کو دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”سر آپ۔“..... نوجوان نے قریب آ کر نائیگر سے مخاطب ہو کر بڑے مودبانہ لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ شاگ کہاں ہے۔“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس اندر موجود ہیں۔“..... آنے والے نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اے میرے بارے میں بتاؤ جا کر۔“..... نائیگر نے کہا۔

”لیں سر۔ آپ آئیے سر اندر۔“..... نوجوان نے کہا تو عمران اور

ہیگر داؤس سوجون کے پیچے اٹھے کے آخری جھے مکار ا
ہوں گرتے نی عرف چل پڑے۔ پولیس کاروں کے سارکن
بہت قریب پچے تھے۔ ہیگر اور عمران جیسے ہی عمارت میں رہا
ہوئے یہ مرے کا دروازہ کھلا اور ایک ورزشی جسم کا مالک اونہاں

”وو۔ مسٹر ہیگر آپ۔“..... اس نے نائیگر کو دیکھ کر چورخ
ہوئے گا۔

”اے۔ اے۔ یہ میرے استاد ہیں جناب علی عمران اور باں۔
اے ہے۔“ ہیگر نے باقاعدہ تعارف کرتے ہوئے کہا۔
”وو۔ آپ۔ یہ میری خوش قصتی ہے جناب۔ مسٹر نائیگر تو آپ
کے بے حد ذکر کرتے رہتے ہیں۔“..... شاگ نے کہا تو عمران بے
غصہ مسٹر دیبا۔

”آپ یہاں کیسے آئے۔ مجھے حکم دیں۔“..... اندر آفس میں،
کہ جب عمران اور نائیگر کریبوں پر بینچے گئے تو شاگ نے کہا۔
”کرافٹ سے ملنا تھا لیکن وہاں تو پولیس ہی پولیس نظر آ رہا
ہے۔ مجھے کیا ہوا ہے وہاں۔“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے

”پولیس اور رینڈ کاپ میں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ پولیس تو کران
کی دوست ہے وہاں قائم عام بھی ہو جائے تو پولیس ادھرمز کر دیجے
دیجتے۔“..... سبے پولیس وہر ماں لمبی لمبی رقم باقاعدگی سے پہنچاتی ہے۔

ہیں۔۔۔۔۔ شاگ نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”تم کوئی آدمی بھیج کر معلوم کراؤ کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔۔۔۔۔
شاگ نے کہا تو شاگ نے سامنے میز پر پڑے فون کا رسیور اٹھایا
اور یکے بعد دیگر دونہر پر لیس کر دیئے اور پھر رابطہ ہونے پر کسی کو
رینڈ کلب میں پولیس کی آمد کی وجوہات معلوم کرنے کا حکم دے کر
اس نے رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ کا اس علاقے میں شاید پہلی بار آنا ہوا
ہو گا۔۔۔۔۔ شاگ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جہاں ہونہار شاگردا آتا جاتا ہوں وہاں استاد جانے سے پہلیز
کرتا ہے تاکہ استاد کی عزت بنی رہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو شاگ
بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک
نو جوان اندر داخل ہوا۔ اس نے پڑے موڈبانہ انداز میں شاگ کو
سلام کیا۔

”ہاں کیا ہوا۔ کیوں پولیس آئی ہے اس علاقے میں۔۔۔۔۔
شاگ نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب۔ وہاں قتل عام کیا گیا ہے۔ چودہ پندرہ آدمی قتل ہو
گئے ہیں۔۔۔۔۔ آنے والے نے قدرے خوفزدہ سے لبھے میں رک
رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چودہ پندرہ افراد قتل ہو گئے ہیں یہ کیسے ممکن ہے اور وہ بھی
رینڈ کلب میں۔ نہیں ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔ شاگ نے قدرے

چیخ کر بات کرتے ہوئے کہا۔ اس نے بتایا کہ دو آدمیں
”ایک آدمی مرانہیں ہے بلکہ زخمی ہے۔ اور ہال
کاروں پر آئے پھر انہوں نے یکافت فائرنگ کھول دی اور ہال
سوجود ریڈ کلب کے سلیع آدمیوں کو ہلاک کر دیا پھر وہ باہر چلے
اور کرافٹ کے آدمی باہر گئے تو باہر ان پر فائر کھول دیا گیا اور
آدمی باہر ہلاک ہو گئے“..... نوجوان نے اس بار تفصیل بتائی
ہوئے کہا۔

”کرافٹ کہاں ہے اس وقت“..... اس بار شاگ کی بجا

عمران نے اس نوجوان سے پوچھا۔

”وہ اپنے آفس میں ہیں اور پولیس کے اعلیٰ حکام سے باہر
چیت کر رہے ہیں“..... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے تم جاؤ“..... شاگ نے کہا تو نوجوان نے ایک
پھر سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔

”تو یہ سارا کھیل آپ نے کھیلا ہے“..... نوجوان کے ہاتھ

جاتے ہی شاگ نے عمران اور نائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہم نے کرافٹ سے چند معلومات لینی ہیں لیکن وہ سلسلے

نچے نہیں آ رہا تھا“..... عمران نے خلک لجھ میں جواب دیا
ہوئے کہا۔

”پولیس والے کب تک وہاں رہیں گے“..... نائیگر نے شاگ
سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اتنے آدمی مرے ہیں تو لمبی بھی سیم ہو گی“..... شاگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو نائیگر۔ اب چلیں۔ بہت وقت گزر چکا ہے“..... عمران نے نائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں تازہ ترین معلومات حاصل کرتا ہوں آپ دو منٹ توقف کریں“..... شاگ نے کہا اور ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ پھر رابطہ ہونے پر شاگ نے کسی کو حکم دیا کہ وہ معلوم کر کے بتائے کہ ریڈ کلب سے پولیس واپس جا چکی ہے یا نہیں اور کرافٹ کہاں اس وقت۔ یہ کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نجھٹی تو شاگ نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ شاگ بول رہا ہوں“..... شاگ نے کہا۔

”اوکے“..... شاگ نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”پولیس جا چکی ہے۔ لاشیں بھی اٹھوا لی گئی ہیں اب وہاں خون کے دھبے صاف کئے جا رہے ہوں گے اور کرافٹ اپنے آفس میں ہی ہے“..... شاگ نے عمران اور نائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوکے۔ تھیںک یو“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو نائیگر کے ساتھ ساتھ شاگ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”بس اتنی بات کا خیال رکھنا کہ ہمارے جانے کے بعد کرافٹ

کوفون نہ کر دینا کہ ہم اس کے آفس آ رہے ہیں ورنہ ہمارا تو شاید
کچھ نہ بگڑے البتہ تمہارا بہت کچھ بگڑ جائے گا۔..... عمران نے سمجھا
لجھ میں کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

”خیال رکھنا جو بس کہہ رہے ہیں“..... نائیگر نے شاگ کے
کانڈھے پر تھکی دیتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

آفس کے انداز میں بجے ہوئے کمرے میں مہاگنی کی وسیع و
عریض آفس نیبل کے پیچے ایک دراز قد اور چوڑے شانوں والا
اوہیز عمر آدمی تھے ہوئے انداز میں بیٹھا تھا۔ اس کی چوڑی پیشانی
اور سر پر گھنگھریالے بالوں نے اسے خاصا خوبصورت بنادیا تھا۔ یہ
اسرایل کے قومی سلامتی کے امور کا انچارج کرنل جیکب تھا۔ جو دو
سال قبل اس اہم سیٹ پر نیچے سے ترقی کرتے ہوئے پہنچا تھا۔
سابقہ قومی سلامتی کا مشیر ریٹائرڈ ہو گیا تھا اور اسرایل کے صدر نے
چار امیدواروں میں سے اس سیٹ پر فائز کر دیا تھا۔ قومی
سلامتی کے امور کے شعبے میں آنے سے پہلے وہ اسرایل کی ایک
سرکاری ایجننسی بلیک برڈ کا چیف تھا اور بلیک برڈ نے اس کی
سربراہی میں بے شمار کارنا میں سرانجام دیئے تھے۔ اس لئے صدر
نے اسے خصوصی طور پر قومی سلامتی کا مشیر مقرر لیا تھا۔ وہ بیٹھا ایک
فال پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے فون کی مترجم گھنٹی نج اٹھی

تو کرٹل بیک نے ہاتھ پر حاصل رہیں اور اٹھا لیا

”لیں۔“ کرٹل بیک نے اپنے قصوس انداز میں کہا۔

”صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری تے بات ہے۔“ دوسری

طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔ کرٹل بیک بول رہا ہوں۔“ کرٹل بیک نے کہا۔

”صدر صاحب آپ سے ملاقات چاہتے ہیں۔ آپ نصف نگہ

کے اندر یہاں پہنچ جائیں۔“ دوسری طرف سے قدرے ٹھانماز

لپجھ میں کہا گیا۔

”اوکے۔“ کرٹل بیک نے کہا اور پھر رسور رکھنے کی بجائے

ایک نمبر پر لیں کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی

سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔ ڈینام بول رہی ہوں۔“ دوسری طرف سے ایک

نسوانی آواز سنائی دی۔

”کرٹل بیک بول رہا ہوں۔“ کرٹل بیک نے کہا۔

”اوہ۔ اس وقت کیوں کال کی ہے ڈیر۔ یہ تو بہت مصروفیت کا

وقت ہے۔“ دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لپجھ میں کہا

گیا۔

”صدر صاحب نے آدھے گھنٹے بعد اچانک ملاقات کی کال کی

ہے۔ کیا مسئلہ ہے بتاؤ۔“ کرٹل بیک نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ پاکیشیا کا کوئی اہم ترین مشن ہے اور صدر صاحب

تم سے مشورہ چاہتے ہیں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”اوہ اچھا۔ تھینک یو۔ کلب میں ملاقات ہو گی۔۔۔ کرٹل جیکب
 نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کر کے
 اسے میز کی دراز میں رکھا اور اٹھ کر عقبی دروازے کی طرف بڑھ
 گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار پر یہ نیٹ سیکرٹریٹ کی طرف بڑھی
 چلی جا رہی تھی۔ وہاں پہنچتے ہی اسے ملاقات کے کمرے میں پہنچا
 دیا گیا۔ کرٹل جیکب بے شمار بار یہاں آچکا تھا اس لئے اسے کوئی
 بات انوکھی نہ لگ رہی تھی۔ وہ بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔
 تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور اسرائیل کے صدر اندر داخل ہوئے تو
 کرٹل جیکب ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے بڑے چست
 انداز میں صدر کو سیلوٹ کیا۔

”بیٹھو کرٹل۔۔۔ صدر نے زم لجھ میں کہا اور اپنے لئے مخصوص
 کری پر بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھنے کے بعد کرٹل جیکب بھی بڑے
 موڈبانہ انداز میں کری پر بیٹھ گیا۔

”کرٹل جیکب۔ آپ بلیک برڈ ایجنٹسی کے چیف رہے ہیں۔ کتنا
 عرصہ رہے آپ اس پوسٹ پر۔۔۔ صدر صاحب نے ساٹ لجھ
 میں کہا۔

”سپر ایجنٹ کے طور پر آٹھ سال اور بطور چیف تین سال۔۔۔
 کرٹل جیکب نے انتہائی موڈبانہ لجھ میں کہا۔

”پاکیشیا کے بارے میں اور وہاں کی سیکرٹ سروس کے بارے

میں تم کتنا جانتے ہو۔۔۔ صدر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔۔۔
”سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا روح روائیں ایک آدمی عمر از
ہے۔ اگر اسے مانس کر دیا جائے تو یہ سروس عام مردوں میں جیسی
جائے گی۔۔۔ کرنل جیکب نے مواد بانہ لجھے میں کہا۔

”وہ کیسے؟۔۔۔ صدر نے چونک کر اور حیرت بھرے لجھے میں
کہا۔

”سر۔ بغیر کسی پلانگ کے اچانک اس پر فائر کھول دیا جائے تو
یہ کام بے حد آسانی سے ہو جائے گا۔ اچانک چلی ہوئی گولی سے
کوئی نہیں بچ سکتا۔۔۔ کرنل جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ہونہس۔ بات تو آپ کی نمیک ہے لیکن ایسا کرنے والا کہا
سے لا یا جائے۔ ایسے حریبے بے شمار بار اس پر آزمائے گئے۔ کبھی بار
وہ زخمی بھی ہوا لیکن پھر وہ صحت مند ہو کر میدان میں آگیلہ
بہر حال آپ میرے نقطہ نظر سے اس وقت انتہائی تجربہ کار ہیں۔
اس لئے اسرائیل کے مفاد میں آپ سے مشورہ طلب کیا جا رہا
ہے۔۔۔ صدر نے کہا۔

”میری جان بھی اسرائیل کے لئے حاضر ہے جناب۔۔۔ کرنل
جیکب نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا اور شوگران نے مل کر ایک ایسا میزائل تیار کیا ہے جسے
اس نے این۔ بی۔ ایل میزائل کا نام دیا ہے۔ اس کی خصوصیت ہے
کہ یہ بیک وقت دس اخنثی میزائل سسٹم کو بھی ڈاچ دے کر اپنے

ہدف کو نشانہ بنا دیتا ہے۔ اس میزائل کی وجہ سے ہمارے تمام اشیٰ میزائل ستم بے کار ہو کر رہ گئے ہیں اور اسرائیل کو ہر وقت خطرہ رہنے لگا ہے۔ ہمارے علاوہ کافرستان، ایکریمیا، گریٹ لینڈ اور دوسری تمام پر پاورز بھی اس این۔ بی۔ ایل میزائل سے انتہائی خوفزدہ ہیں کیونکہ اس میزائل کے ذریعے پاکیشیا کسی بھی ملک پر ان بہوں کی بارش کر سکتا ہے اور ہم اپنا دفاع بھی نہ کر سکیں گے۔ اس بارے میں بے حد سوچا گیا، مشورے کئے گئے اور کئی پر ایجنٹس پاکیشیا بھیجے گئے لیکن اس این۔ بی۔ ایل میزائل کا فارمولہ حاصل نہیں ہو سکا۔ کیونکہ سائنس دانوں نے اس کا فارمولہ کہیں علیحدہ لکھا ہی نہیں ہے بلکہ انہوں نے ایک ماڈل میزائل کا وہ حصہ جو بہت سے ایشی میزائل ستم کو دھوکا دیتا ہے محفوظ کر لیا ہے۔ جب کبھی کسی کو ضرورت پڑتی ہے وہ اس ماڈل سے رہنمائی لے لیتے ہیں۔ اس ماڈل کو انہوں نے ایک ایسی لیبارٹری میں رکھا ہوا ہے جو نہ صرف انتہائی سیکرت ہے بلکہ اس کی حفاظت اس انداز میں کی جاتی ہے کہ اسے ناقابل تسبیح ہی کہا جا سکتا ہے لیکن ہم نے اس لیبارٹری کا سراغ لگایا اور ہم وہاں سے یہ ماڈل میزائل بھی اڑالیں گے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس ماڈل کو پاکیشیا سے باہر کیسے لاایا جائے کیونکہ ماڈل کے چوری ہوتے ہی پاکیشیا کی تمام ایجنٹس اور اس ہو جائیں گی اور بغیر تلاشی کے کسی فرد یا جیک کو کسی طرح بھی ملک سے باہر نکالا نہ جاسکے گا۔ اس کے لئے ایک تجویز سامنے آئی کہ

پاکیشیا، کافرستان اور ایسے ہی دوسرے کئی ممالک میں حاس اعلیٰ
 سمجھ کرنے والوں کی ایک بڑی اور باوسائل تنظیم موجود ہے وہ اگر
 چاہے تو اس ماؤل میزائل کو پاکیشیا سے کافرستان پہنچا سکتی ہے اور
 پھر وہاں سے اسے اسرائیل یا کسی بھی دوسرے ملک میں پہنچایا جا
 سکتا ہے۔ چنانچہ ہم نے یہ تجویز منظور کر لی اور اس پر عمل درآمد
 کے لئے ہم نے یہ مشن اسرائیل کی انتہائی متحرک ایجنسی جی اے کو
 دے دیا جس نے پاکیشیا میں اپنا کام شروع کر دیا۔ اوہر اس
 اسملنگ تنظیم وائٹ بلڈ کو بھی ہار کر لیا گیا لیکن اب وہاں سے اسی
 خبریں سامنے آئی ہیں کہ وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے عمران نے
 اپنے شاگرد نایگر کے ہمراہ وائٹ بلڈ کے خلاف کام شروع کر دیا
 ہے حالانکہ سیکرٹ سروس کا کوئی تعلق اسملنگ سے نہیں ہے اس
 کے باوجود عمران کا وائٹ بلڈ کے خلاف کام کرنا ہمارے لئے
 خطرے کی بات ہے۔ اب تک ایک اور اطلاع بھی ملی ہے کہ جی
 اے کے پر ایجنسٹ مائیک کو پاکیشیا میں کار سمیت دھماکے سے ازا
 دیا گیا ہے اور یہ بھی اطلاعات ملی ہیں کہ کچھ نامعلوم افراد نے
 مائیک سے بڑی طویل ملاقات کی اور دوسرے روز مائیک مارا گیا
 چنانچہ ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم وائٹ بلڈ اور جی اے کو یکسر ایک
 طرف کر کے پورے مشن کے لئے کوئی ایسی ٹیم وہاں بھیجنیں جن کا
 کوئی تعلق اسرائیل سے نہ ہو۔ میں نے یہ پوری تفصیل اس لئے
 بتائی ہے تاکہ معاملے کی اہمیت کا تمہیں پوری طرح اندازہ ہو

جائے۔ صدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”سر۔ میری رائے اس سلسلے میں یہ ہے کہ آپ دو گروپوں کو
وہاں بھیجیں اور دونوں اپنے اپنے طور پر کام کرتے رہیں۔ پہلی شاخ
سکرٹ سروں کی یہ بھی عادت ہے کہ وہ جس کے پیچے لگ جائیں
اس کے پیچے ہی لگے رہتے ہیں جبکہ دوسرا گروپ آسمانی سے مخفی
مکمل کر لے گا۔“ کرنل جیکب نے موڈ باند لجھے میں کہا۔

”تمہاری بات میں وزن تو ہے لیکن دوسرا گروپ وون سا ہوتا
چاہئے۔“ صدر نے کہا۔

”جناب۔ میری گزارش ہے کہ اس سلسلے میں آپ ریڈ فلیگ
کے شارپ کو موقع دیں۔ شارپ انتہائی سمجھدار اور تجربہ کار ایجنت
ہے۔“ کرنل جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ریڈ فلیگ تو اٹالین ایجنسی ہے وہ ہمارے ساتھ کام کرے گا
کیا۔“ صدر نے چونک کر کہا۔

”ریڈ فلیگ کے چیف کرنل رونالڈ اور شارپ دونوں کمز یہودی
ہیں۔ وہ دل و جان سے ہمارے ساتھ کام کریں گے۔“ کرنل
جیکب نے کہا۔

”آپ شارپ کی فائل مجھے بھجوادیں تاکہ میں چیک کر سکوں
اور پھر اعلیٰ سطح کے اجلاس میں اس بارے میں کوئی فیصلہ کیا جائے
گا۔“ صدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”یہ سر۔“ کرنل جیکب نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور پھر صدر

مز کرنے سے باہر چلے گئے تو وہ بھی کمرے سے باہر آگئے تھوڑی دیر بعد اس کی کار واپس اس کے آفس کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ آفس پہنچ کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ کر اس نے فون ریسیور اٹھایا اور ایک نمبر پر لیں کر دیا۔

”لیں سر“..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی موڈباز آواز سنائی دی۔

”ریڈ فلائیک کے چیف کرٹل رونالد سے میری بات کرو“..... کرٹل جیکب نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹے نج اٹھی تو کرٹل جیکب نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔

”لیں“..... کرٹل جیکب نے کہا۔

”کرٹل رونالد بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کرٹل رونالد اسرائیل کی بقاء کا مسئلہ ہے۔ میں نے صدر اسرائیل سے آپ کی اور آپ کے ایجنت شارپ کی تعریف کی ہے“..... کرٹل جیکب نے کہا۔

”اوہ بے حد شکر یہ۔ کیا معاملہ ہے“..... کرٹل رونالد نے مرت بھرے لبھے میں کہا تو کرٹل جیکب نے وہ سب کچھ تفصیل سے دیا جو صدر اسرائیل نے اسے بتایا تھا۔

”یہ تو واقعی اسرائیل کی بقاء اور سلامتی کا معاملہ ہے لیکن میں ایک انتہائی اہم معاملے میں پھنسا ہوا ہوں البتہ شارپ کو یہ کام

جا سکتا ہے۔ اسے پروائز آپ کر لیں،..... کرنل رونالڈ نے کہا۔
 ”ٹھیک ہے ایسا کرو کہ شارپ کی فائل مجھے بھجوا دو۔ صدر
 صاحب نے طلب کی ہے اس کی بعد فیصلہ کیا جائے گا،..... کرنل
 جیکب نے کہا۔

”اوے کے۔ میں ابھی بھجوا دیتا ہوں،..... کرنل رونالڈ نے کہا۔
 ”گذ بائی،..... کرنل جیکب نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس
 کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران اور نائیگر نے کاریں ریڈ کلب کے کپاڈنڈ گیٹ کی طرف
موڑیں اور نہیں پارکنگ کی طرف لے گئے۔
”جناب کلب بند ہے“..... ایک نوجوان نے قریب آ کر
مودبانہ لمحے میں کہا۔ وہ شاید دیسے ہی پارکنگ میں موجود تھا۔
”ہمیں معلوم ہے“..... عمران نے خشک لمحے میں کہا اور پھر میں
گیٹ کی طرف پل پڑا۔ نائیگر اس کے پیچے تھا۔ میں گیٹ کھلا ہوا
تھا اور اندر فرش کی صفائی کی جا رہی تھی۔ کاؤنٹر کے پیچے بھی کوئی
آدمی موجود نہ تھا۔

”اوہر آئیے“..... نائیگر نے دائیں طرف مرتے ہوئے کہا اور
عمران اس کے پیچے پل پڑا۔ وہاں ایک لفت موجود تھی۔ نائیگر نے
لفت کا دروازہ کھولا اور ایک طرف ہٹ گیا تو عمران لفت میں
داخل ہو گیا نائیگر اس کے پیچے اندر داخل ہوا اور اس نے دوسری
منزل کا بٹن پر لیس کر دیا اور لفت ایک جھٹکے سے اوپر اٹھنے لگی۔

”یہاں تو سرے سے کوئی آدمی نظر ہی نہیں آ رہا۔“..... عمران نے کہا۔

”اندر موجود سب افراد مارے گئے ہیں اور زیر گردپ کے
مبرز بھی ختم ہو گئے ہیں۔“..... نائیگر نے کہا۔

”تو کیا کرافٹ اکیلا آفس میں موجود ہو گا۔“..... عمران نے کہا۔

”اگر وہ موجود نہ ہوتا تو کلب کو مکمل طور پر بند کر دیا جاتا۔“.....

نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے لفت ایک جھٹکے سے
رک گئی اور اس کا اندرونی دروازہ کھل گیا۔ عمران اور نائیگر لفت
سے باہر آ گئے۔ یہ ایک طویل راہداری تھی لیکن یہاں بھی کوئی آدمی
موجود نہ تھا۔ نائیگر آگے بڑھنے لگا عمران اس کے پیچھے تھا۔
راہداری کے آخر میں موجود ایک دروازے کے قریب پہنچ کر نائیگر
رک گیا اور اس نے دروازے پر دستک دی۔

”کون ہے۔“..... ڈور فون کے اسپیکر سے ایک آواز سنائی دی۔

”نائیگر ہوں دروازہ کھولو۔“..... نائیگر نے کہا۔

”اوہ اچھا ایک منت۔“..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور
اس کے ساتھ ہی سٹک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا
چلا گیا۔

”چلیں بآں۔“..... نائیگر نے کہا تو عمران اندر داخل ہوا اس
کے پیچھے نائیگر تھا۔ سامنے ایک بڑی سی آفس نیجل کے پیچھے ورزشی
جسم کا مالک ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کو دیکھ کر وہ ایک جھٹکے

سے اٹھ کر اہوا۔ اس نے عمران نے مخاطب ہو کر
”اوہ عمران صاحب آپ“ اسے میں آہما۔

کہا۔ ”تم مجھے جانتے ہو“ عمران نے جھرت بھرے لجھے میں آہما۔
”نائیگر میرا دوست ہے اور آپ اس کے استاد ہیں۔ ایک“
”نائیگر میرا دوست ہے اور آپ بیشیں کیا چیزیں

بار مختلف کلبوں میں آپ سے ملاقات ہو چکی ہے۔
”جسے“ کرافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”میں نے تم سے چند باتیں کرنی ہیں،“ عمران

”کچھ نہیں۔“ میں نے کہا۔ اس کے ویران پڑا ہوا
”کرافٹ یہ کیا ہوا ہے۔ تمہارا کلب کامل طور پر ویران ہوا“

ہے۔ ”نائیگر نے کہا۔
”میں نیچے تہہ خانے میں ایک ضروری مینگ میں مصروف تو
کہ کچھ لوگوں نے مجھ تک پہنچنے کی کوشش کی۔ انکار پر انہیں نے
کلب کے اندر موجود مسلح افراد کو ہلاک کر دیا جب یہ اطلاع مجھ تک
پہنچی تو میں نے مینگ برخواست کر دی اور میرے ساتھی باہر گئے
وہاں ان پر انہا دھنڈ گولیاں برسائی گئیں اور وہ سب ہلاک ہو
گئے۔ میں نے پولیس کو کال کر لی ابھی پولیس گئی ہے اور اب آپ
آگئے ہیں۔“ کرافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اس سے مل لیتے۔ کون تھے وہ لوگ“ عمران نے کہا۔

”مجھے بتایا گیا تھا کہ پریم نگر کا مشہور بدمعاش رسم نے

ہے۔ میں اس وقت مینگ میں مصروف تھا۔ میں نے اسے کھلوایا کہ وہ انتظار کرے۔ اس کے بعد اطلاع ملی کہ اس رسم اور اس کے ساتھی نے وہاں قتل و غاری شروع کر دی۔..... کرافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب تم یہاں اکیلے بیٹھ کر کیا کر رہے ہو“..... عمران نے کہا۔ ”میں نے پریم نگر کاں کی ہے۔ وہاں کے انڈر درلڈ کنگ نے بتایا ہے کہ رسم تو اس کے پاس موجود ہے۔ وہ پریم نگر کے باہر گیا ہی نہیں تو ریڈ کلب کیسے پہنچ گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی اور آدمی تھا۔ اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے مختلف لوگوں سے رابطے کر رہا ہوں“..... کرافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے ہمارے یہاں آنے کا مقصد نہیں پوچھا“..... عمران نے کہا تو کرافٹ بے اختیار چونک پڑا۔

”آپ نائیگر کے ساتھ آئے ہیں میرا تو یہی خیال تھا۔ کیا میں غلط ہوں“..... کرافٹ نے کہا۔

”نہیں۔ ہم تم سے یہ معلوم کرنے آئے ہیں کہ تم نے سیٹھ یعقوب کو کس کی ٹپ پر ہلاک کرایا ہے“..... عمران نے کہا تو کرافٹ بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سیٹھ یعقوب کی موت تو حادثاتی تھی۔ خوفناک ایکسٹرٹ کی صورت میں وہ ہلاک ہوا ہے“.....

کرافٹ نے کہا۔ اس کے لجھے میں یکخت سرد مہری خود کر آئی تھی۔
”بھری کے ٹرک ڈرائیور کو تم نے ٹریکر دیا تھا اور پھر اس ٹرک
کی مدد سے تم نے ٹرک کا انجن لکھروں کیا اور وہ مارا گیا۔ پولیس
نے بھی اسے حادثہ قرار دیا۔ ہم صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ تم
نے کس کے کہنے پر یہ کام کیا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ میرا اس حادثے سے کوئی
تعلق نہیں ہے اور آپ اب جا سکتے ہیں ورنہ آپ کو جو تکلیف ہے
کی اس کا ذمہ دار میں نہ ہوں گا۔..... کرافٹ نے غراتے ہوئے
لجھے میں کہا۔

”اس لجھے میں دوبارہ بات نہ کرنا کرافٹ ورنہ تم جانتے ہو کر
ٹائیگر اپنے استاد کی عزت کے لئے کیا نہیں کر سکتا۔ باس کے سوال
کا جواب دو ورنہ۔..... ٹائیگر نے تیز لجھے میں کہا۔

”جواب میں نے دے دیا ہے۔ میرا اس حادثے سے کوئی تعزیز
نہیں اور نہ ہی میں نے سینہ یعقوب کو ہلاک کرایا ہے۔..... کرافٹ
نے ہونٹ پھینکتے ہوئے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم جو کچھ بھی بتاؤ گے وہ ہم تک ہی رہے گا اس لئے خوف
زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔..... عمران نے کہا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں۔..... کرافٹ نے کہا۔

”اوے کے۔ آؤ ٹائیگر چلیں۔..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا
ٹائیگر بھی ایک جھٹکے سے انھ کھڑا ہوا۔ کرافٹ بھی انھ کھڑا ہوا۔

ٹائیگر اور کرافٹ دونوں کے چہروں پر حیرت نمایاں تھی کہ اچانک عمران نے واپس جانے کا کیوں کہا ہے۔

”گذ بائی کرافٹ“..... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا اور چند لمحوں بعد وہ کرافٹ کے آفس سے باہر آ گئے۔ ان کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔

”یہ فیصلہ آپ نے کیوں کیا باس۔ کیا کوئی خطرہ درپیش تھا“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ یہ شخص سامنی ڈیوائسر کے استعمال کا ماہر ہے اس لئے اس نے ٹریکر کی مدد سے ایک قتل کو حادثے کا روپ دیا ہے اور تم نے خود بتایا تھا کہ اس کا گروپ دس گنا زیاد معاوضہ لیتا ہے اور سوت کو حادثے میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اس کے آفس میں تحری کی ریز کے تین پوائنٹ موجود تھے۔ یہ ایسی ریز ہیں جو ایک لمحے میں انسان کا خاتمہ کر دیتی ہیں اور کرافٹ کا ہاتھ اس طرف کو یقین رہا تھا جہاں ان کا بُٹن موجود تھا اور میرا اس طرح مرنے کا لوئی ارادہ نہیں ہے کہ میری لاش بھی نہ پہچانی جا سکے اور مجھے وارثوں کی طرح دفاتا دیا جائے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے لہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں پارکنگ تک پہنچ چکے تھے۔

”اب آپ کا کیا پروگرام ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اس کرافٹ کی رہائش گاہ کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”تھرڈ اے لارڈز کالونی میں“..... ٹائیگر نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

”شادی شدہ ہے“..... عمران نے پوچھا۔ کوئی میں صرف ”نہیں۔ اس نے اب تک شادی نہیں کی۔“..... گھر کب ملازم میں ہوں گے لیکن باس کرافٹ کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ براہ راست دیتا ہے“..... آئے۔ کئی بار تو وہ ایک لفٹے سے بھی زیادہ باہر نہیں آئے۔

نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”تمہیں اس بارے میں اتنی تفصیل سے معلوم ہوتی ہے“..... عمران نے قدرے چیرت بھرے لجھ میں کہا۔

”اس سے دوستی تھی اس لئے عادت کے مطابق اس کے بارے تمام تفصیل باقاعدہ حاصل کی تھی“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”چلو پھر لارڈ ز کالونی چلو۔ اسے وہاں بلا لیا جائے گا تب ہی وہ ہاتھ آ سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن اگر وہ نہ آیا تو“..... نائیگر نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ اسے بلا لیا جائے گا“..... عمران نے کہا۔

نائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسرائیل کے قومی سلامتی امور کا مشیر کرنل جیکب اپنے آفس میں بیخا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو کرنل جیکب نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھا لیا۔

”یس“.....اس نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”جناب صدر کے ملنگی سیکرٹری سے بات کیجئے باس“..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی موادبانہ آواز سنائی دی۔ ”یس۔ کرنل جیکب بول رہا ہوں“..... کرنل جیکب نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”جناب صدر سے ملاقات کے لئے آجائیے۔ نصف گھنٹے بعد ملاقات ہو گی“..... دوسری طرف سے اسرائیلی صدر کے ملنگی سیکرٹری نے کہا۔

”اوکے۔ میں پہنچ رہا ہوں“..... کرنل جیکب نے کہا اور رسیور

رکھ دیا۔ وہ اٹھنے لگا لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا
اور ایک بُٹن پر لیں کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر
پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز
”لیں“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز

ٹائی دی۔ کرنل جیکب نے
”ڈینام۔ میں کرنل جیکب بول رہا ہوں“.....

زرم لجھے میں کہا۔ دوسری طرف
”آپ نے اس وقت کیوں فون کیا ہے“.....

سے قدرے ناراض لجھے میں کہا گیا۔
”صدر صاحب نے ملاقات کے لئے کال کیا ہے۔ ملاقات کا

ایکنڈا کیا ہے“..... کرنل جیکب نے کہا۔
”اوہ۔ تمہیں پاکیشیا میں مکمل کئے جانے والے کسی مشن کا
انچارج بنایا جا رہا ہے۔ اعلیٰ سطحی اجلاس میں سب نے تم پر اعتماد کا
اظہار کیا ہے۔ گذہ بائی“..... دوسری طرف سے تیز تیز لجھے میں کہا
گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیکب نے رسیور
رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ
صدر کی سیکرٹری ڈینام نے اسے بتایا تھا کہ صدر صاحب کی
صدارت میں ہونے والے اعلیٰ سطح کے اجلاس میں اس پر اعتماد کا
اظہار کیا گیا ہے۔ یہ واقعی انتہائی مرت کی بات تھی۔ وہ تیزی سے
انٹھا اور آفس سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کی کار

اور ذرا بیور موجود تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے چلتی ہوئی صدارتی سیکرٹریٹ پہنچ گئی۔ وقت مقررہ پر جب صدر اسرائیل اپنی لیڈی سیکرٹری کے ساتھ مینگ روم میں داخل ہوئے تو کرنل جیکب انھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے فوجی انداز میں صدر کو سیلوٹ کیا۔

”بیٹھیں“..... صدر نے سیلوٹ کا جواب دیتے ہوئے کرسی پر بیٹھ کر کہا تو کرنل جیکب بھی موبدانہ انداز میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ صدر کے مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہی لیڈی سیکرٹری نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک خفیہ فائل جس کا کور سرخ رنگ کا تھا بڑے موبدانہ انداز میں صدر کے سامنے میز پر رکھ دی۔

”آپ جاسکتی ہیں“..... صدر نے فائل کو اپنی طرف کھکاتے ہوئے لیڈی سیکرٹری سے کہا۔

”لیں سر“..... لیڈی سیکرٹری نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور مژکر کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔

”کرنل جیکب۔ آپ کو مبارک ہو کہ اسرائیل نے انتہائی کڑے وقت میں آپ پر مکمل اعتماد کیا ہے۔ آپ سے گزشتہ مینگ میں جو بات چیت ہوئی تھی اس پر اعلیٰ سطح کے اجلاس میں بڑی گھرائی ہے غور و خوض کیا گیا۔ آپ نے دو گروپوں کے بیک وقت کام کرنے کی تجویز پیش کی تھی کیونکہ آپ کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس جس کے پیچھے لگتی ہے تو اس کو آخر تک گھیرنے کی کوشش کرتی رہتی

ہے اس لئے اگر ایک پارٹی نہیں اپنے ساتھ الجھائے رکھتے تو
دوسری پارٹی خاموشی سے ساف ویر حاصل کر کے بگ نارکٹ مکمل
کر سکتی ہے لیکن اعلیٰ طبقی اجلاس میں اس سے اختلاف کیا گیا
ہے۔ سب کا متفقہ فیصلہ تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پراسرار انعامز
میں فوری علم ہو جاتا ہے کہ اس کا اصل نارکٹ کون لوگ ہیں اور
دوسری بات یہ کہ اس طرح بہت سے آدمی وہاں کام کریں گے تو
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کی ائمیں جنس اور ملٹری
ائمیں جنس سب اینجیسیاں کام شروع کر دیں گی اور پھر ہو سکتا ہے
کہ ساف ویر کو شوگران منتقل کر دیا جائے۔ اس لئے اس تجویز کو
اکثریت نے قبول نہیں البتہ آپ کی یہ سفارش کہ پاکیشیا میں رین
فلیگ کے شارپ کو کام کرنے دیا جائے متفقہ طور پر منظور کر لی گئی
ہے البتہ اس اجلاس کے شرکاء نے شارپ کی سپروائزنگ کے لئے
رینڈ فلیگ کے چیف کی بجائے تمہیں نامزد کیا ہے۔ چنانچہ رینڈ فلیگ
کے چیف کرنل رونالڈ کو اس بارے میں مطلع کر دیا گیا ہے اور
شارپ کو بھی۔ یہ فائل آپ کے لئے ہے اس میں وہ تمام تفصیل
 موجود ہے جس سے آپ کا واقف ہونا ضروری ہے۔ اس کے
باوجود اگر آپ کوئی معلومات حاصل کرنا چاہیں تو چیف سائنس داڑ
ڈاکٹر جیرالڈ سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ صدر ملک
نے فائل کو کرنل جیکب کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔
”لیں سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔“..... کرنل جیکب نے اٹھ کر بیٹھا

کیا اور پھر دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اس نے فائل اٹھا کر اپنے سامنے کر لی۔

”آپ اس معاملے کی اہمیت تو سمجھتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے بقا، یا فنا کا مسئلہ ہے۔ پاکیشیا اسرائیل کا سب سے بڑا دشمن ہے اور وہ دیگر مسلم ممالک کا ساتھ دیتا ہے۔ اس نے اگر اسرائیل کے خلاف کارروائی کی تو اس کا ایسی میزائل ہمارے تمام ڈینپس کو توزتے ہوئے اسرائیل کو مکمل طور پر بتاہ کر دے گا“..... صدر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم یہودی ہی دشمنوں کے مقابلے میں کامیاب رہیں گے“..... کرنل جیکب نے بڑے جذباتی لمحے میں کہا۔

”ایسا ہی ہو گا اور سنو۔ ہم نے سرکاری طور پر ریڈ فلیگ کے کرنل رونالڈ اور شارپ کو اس فیصلے سے آگاہ کر دیا ہے۔ شارپ کو حکم دیا جا چکا ہے کہ وہ خود آپ کے آفس پہنچ کر رپورٹ کرے اور اس مشن کی کامیابی تک شارپ آپ کا ماتحت رہے گا۔ ویسے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے تعلقات کرنل رونالڈ اور شارپ دونوں سے بہت اچھے ہیں اور میرے نزدیک یہ بہت اچھی بات ہے۔ اس مشن میں کامیابی کی صورت میں آپ کو اسرائیل کا سب سے بڑا ایوارڈ دیا جائے گا اور یہ میرا وعدہ ہے“..... اس بار صدر نے جذباتی لمحے میں کہا۔

”تحینک یو سر۔ دیے اسرائیل کی خدمت ہی میرے لئے سب
سے بڑا ایوارڈ ہے۔ میرا وعدہ ہے کہ وکٹری ہماری ہو گی“..... کرنل
جیکب نے کھڑے ہو کر بڑے جذباتی لمحے میں کہا اور ایک بار
پھر فوجی انداز میں صدر کو سلیوٹ کیا۔

”گذل کرنل جیکب۔ میری دعا ہے کہ آپ اگلی بار مجھ سے
ملیں تو وکٹری آپ کی مٹھی میں ہو۔ گذل بائی“..... صدر نے کہا اور
کرنل جیکب کے کاندھے پر ہاتھ مار کر اسے تھکی دے کر وہ میر دنی
دوروازے کی طرف بڑھ گئے تو کرنل جیکب فائل اٹھا کر میٹنگ روم
سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے آفس میں داخل ہوا تو اسی
لمحے فون کی گھنٹی نج اٹھی۔ کرنل جیکب نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل
میز پر رکھی اور پھر کری پر بیٹھتے ہوئے اس نے فون کا رسیور اٹھا کر
کان سے لگایا۔

”لیں“..... کرنل جیکب نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”ریڈ فلیگ کے شارپ اور ان کی ساتھی خاتون لیزا یہاں
موجود ہیں اور آپ سے ملاقات چاہتے ہیں“..... دوسری طرف
سے موڈبانہ لمحے میں کہا گیا۔

”بھجوا دو“..... کرنل جیکب نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس
نے سامنے رکھی فائل کھولی اور اس کے صفحات پلنٹے شروع کر
دیئے۔ کچھ دیر بعد اس نے فائل بند کی ہی تھی کہ کمرے کا دروازہ
کھلا اور لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک ایک خوبصورت نوجوان جس

نے گھرے بلیوکلر کا سوت پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ وہ اپنے ڈیل ڈول اور انداز سے کسی ایکشن فلم کا ہیر دلتا تھا۔ چوڑا چہرہ، بڑی اور گھری آنکھیں اور سر پر گھنگھریالے بالوں نے اسے واقعی فلمی ہیر دیا تھا۔ یہ شارپ تھا جو اتنا لین ایجنسی ریڈ فلیگ کا پر ایجنت تھا لیکن مددہا کثرہ یہودی تھا۔ اس کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے اسکرت پہن رکھا تھا۔ یہ لیزا تمی شارپ کی بیوی اور اس کی طرح ریڈ فلیگ کی پر ایجنت۔

”آؤ بیٹھو“..... کرنل جیکب نے ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہمیں باقاعدہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم آپ سے فوری ملاقات کریں“..... شارپ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اسرائیل کی بقا کا مسئلہ ہے اور اسرائیلی صدر نے اعلیٰ سطح کے اجلاس میں اس کام کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے اور تم اس میں میرے تحت کام کرو گے“..... کرنل جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے جناب۔ حکم کیجئے“..... شارپ نے کہا تو کرنل جیکب نے سابق پس منظر اور اس این بی ایل میزائل کی خصوصیات کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”کمال ہے۔ پاکیشیا کے سامنے دان میزائل میکنالوجی میں اس قدر آگے بڑھ گئے ہیں۔ بظاہر تو اس پر یقین نہیں آتا“..... شارپ

نے کہا تو کرٹل جیکب مسکرا دیا۔
 ”یہ پاکیشیا اور شوگران کے سامنے دنوں کی مشترکہ کاوش ہے۔
 شوگران میں اس کے خلاف کام نہیں ہو سکتا اس لئے ہمیں پاکیشیا
 میں کام کرنا ہے اور این لی ایل میزائل کا سافٹ ویر وہاں سے
 چوری بھی کرنا ہے اور پھر اسے فوری طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروں
 بھجوانا ہے کیونکہ سافٹ ویر چوری ہوتے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروں
 انتہائی تیزی سے حرکت میں آجائے گی۔ تم کبھی پاکیشیا گئے ہو۔“.....
 کرٹل جیکب نے کہا۔

”جی ہاں۔ کئی بار جا چکا ہوں بلکہ اس عمران کے ساتھ ایک
 بین الاقوامی مشن پر کام بھی کر چکا ہوں۔ وہ مجھے اچھی طرح جانا
 ہے۔ دیے کئی سالوں سے اس سے ملاقات نہیں ہوئی لیکن بہر حال
 ہم ایک دوسرے کی کارکردگی سے واقف ہیں۔“..... شارپ نے کہا۔
 ”اوہ۔ پھر تو تمہیں اس کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو گا لو
 تمہیں اندازہ ہو گا کہ یہ مشن تمہارے لئے کس قدر مشکل ثابت ہا
 سکتا ہے۔“..... کرٹل جیکب نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ کام ایسے ہو گا کہ سافٹ ویر امر اکا
 بھی پہنچ جائے اور عمران کو کانوں کاں اس کا علم بھی نہ ہو گا۔“
 مجھے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ سافٹ ویر کہاں موجود ہے۔“
 شارپ نے کہا۔

”یہ سب کچھ اس فائل میں موجود ہے پوری تفصیل کے راستے“

ہاں پاکیشیا میں معاونت کے لئے تمہارا کسی گروپ سے رابطہ ہے یا
نہیں، کرٹل جیکب نے کہا۔

”نہیں۔ ایسا کوئی فعال گروپ تو نہیں ہے البتہ وہاں لارڈز
کلب کا مالک اور جزل منیر جان کلارک انڈر ورلڈ میں بے حد
فعال ہے اس سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے، شارپ نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کی بھی ٹرانی کر لینا اور میں بھی تمہیں ایک آدمی کی ٹپ
دیتا ہوں۔ اس کا نام تو کچھ اور ہے لیکن انڈر ورلڈ میں اسے قادر
کے نام سے جانا جاتا ہے۔ قادر بھی ایک کلب کا مالک ہے اور
جزل منیر بھی۔ پاکیشیا کے دارالحکومت کے شمالی علاقے میں یہ کلب
 قادر کلب کے نام سے ہی جانا جاتا ہے۔ قادر بے حد تیز طرار آدمی
ہے اور اس کے نہ صرف وہاں کی سنٹرل انٹلی جنس سے رابطے ہیں
 بلکہ مشرقی انٹلی جنس میں بھی اس کے ایسے دوست موجود ہیں جو ہر
 طرح کا کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ میں اسے فون کر
 دوں گا تم اسے میرا حوالہ دے کر رابطہ کر لینا اور ہاں یہ بتاؤ کہ کیا
 تم وہاں میک اپ میں جاؤ گے کیونکہ عمران تمہیں پہچانتا ہے،
 کرٹل جیکب نے کہا۔

”عمران جانتا ہے کہ میں انہیں ہوں اور اطالبہ کا اس کیس
 سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اس لئے وہ مجھ پر شک نہیں کرے گا۔
 دوسری بات یہ کہ مجھے معلوم ہے کہ میک اپ جس قدر بھی اچھا ہو

وہ اسے پہچان جاتا ہے اس لئے میک اپ میں جانا تو اپنے آپ کو خود مشتبہ بنانا ہے۔ آپ بے فکر رہیں اول تو میرا عمران سے مگر لہی نہیں ہو گا اور اگر ہو گا تو میں اسے سنچال لوں گا،..... شارپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کتنے آدمی لے جاؤ گے اس مشن کے لئے“..... کرنل جیکب نے کہا۔

”هم صرف دو جائیں گے۔ میں اور لیزا۔ زیادہ بھیز بھاڑ مٹر کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے“..... شارپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گذ۔ اچھی سوچ ہے“..... کرنل جیکب نے تحسین آمیز بیٹھ میں کہا۔

”آپ یہ بتائیں کہ اس سافٹ ویئر کو کافرستان سے کہاں جانا ہو گا اور آگے یہ کہاں جائے گا“..... شارپ نے کہا۔

”سافٹ ویئر کو ہر صورت میں صحیح سلامت گریٹ لینڈ پر ہے۔ پھر وہاں سے کئی ممالک میں سے گھما پھرا کر اسے امریکا پہنچایا جائے گا کیونکہ سافٹ ویئر کی چوری کے بعد لا محالہ پاک سیکرٹ سروس اسے واپس حاصل کرنے کے لئے حرکت میں جائے گی اور ہم نہیں چاہتے کہ انہیں یہ معلوم ہو کہ سافٹ اسرایل پہنچ چکا ہے“..... کرنل جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کافرستان یا آران ان دونوں میں سے کسی ملک کے“

کے کافرستان کس سے فوری طور پر نکلا جا سکتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ کافرستان کے پاس اسے پہنچایا جائے اور اگر آران کے راستے اسے گریٹ لینڈ بھجوانا ہے تو پھر وہاں اسے کس کے حوالے کیا جائے۔..... شارپ نے کہا۔

”آران کی بجائے تم اسے کافرستان لے جانا کیونکہ آران بھی پاکیشیا کی طرح مسلم ملک ہے اس لئے وہاں خطرہ ہو سکتا ہے جبکہ کافرستان مسلم ملک نہیں ہے اور پھر ان دونوں ملکوں میں دشمنی ہے اس لئے کافرستان نمیک رہے گا۔ وہاں کتنی ایسے پوائنٹس موجود ہیں۔ جن سے مشن میں کام لیا جا سکتا ہے۔ میں بھی اپنا آفس گریٹ لینڈ میں ظاہر کروں گا تاکہ اگر وہ تمہارے خلاف کام بھی کریں تو گریٹ لینڈ میں بھکلتے رہیں۔..... کرنل جیکب نے کہا۔

”نمیک ہے جیسے آپ کا حکم تو پھر یہ طے ہو گیا کہ ہم سافٹ دیر کو پاکیشیا سے نکال کر کافرستان لے جائیں گے لیکن فوری طور پر وہاں کس کے پاس جائیں گے ہم۔..... شارپ نے کہا۔

”میں تمام معلومات حاصل کر لوں گا تم کافرستان جانے سے پہلے مجھ سے فون پر بات کر لیتا۔ یہ انتہائی اہم ترین معاملہ ہے اور ہمیں اس مشن میں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہو گا۔..... کرنل جیکب نے کہا۔

”اوے کے۔ پھر ہمیں اجازت دیں ہم ایک دو روز میں پاکیشیا پہنچ جائیں گے۔..... شارپ نے اٹھتے ہوئے کہا تو یہاں بھی اٹھ کر کھڑی

ہو گئی۔ شارپ نے فائل بھی اٹھا لی اور پھر وہ دونوں کرٹل جیکب را سلام کر کے آفس سے باہر چلے گئے تو کرٹل جیکب نے بے انتہا ایک طویل سانس لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیدر الٹا اور ایک بُٹن پر لیس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تھنڈے سے نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔

”فادر کلب“..... رابطہ ہونے پر ایک مردانہ آواز سنائی دی لہجہ

سخت تھا۔

”گریٹ لینڈ سے کرٹل جیکب بول رہا ہوں۔ فادر سے بارہ کراو“..... کرٹل جیکب نے کہا۔

”اوہ اچھا ہو لڈ کریں“..... دوسری طرف سے چونک کر کھا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو فادر بول رہا ہوں“..... کچھ دیر بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”گریٹ لینڈ سے کرٹل جیکب بول رہا ہوں“..... کرٹل جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ آپ حکم فرمائیں“..... فادر کا لہجہ موڈ بانہ سا ہو گیا تھا۔ ”ایک مشن کے سلسلے میں میرے ایجنسٹ پاکیشیا میں کام کریں گے۔ وہ حوالے کے لئے میرا نام استعمال کریں گے تم نے ان کی ہر طرح سے امداد کرنی ہے کیونکہ یہ مشن ہمارے لئے انتہائی اہم کا حامل ہے اور ہم اس میں ہر صورت میں کامیابی چاہتے ہیں۔“

تمہیں منہ مانگا معاوضہ دیا جائے گا۔۔۔۔۔ کرٹل جیکب نے کہا۔

”آپ فکر مت کریں۔ کیا آپ کو پہلے کبھی کوئی شکایت ہوئی ہے جواب ہو گی۔ آپ کا کام بہترین انداز میں مکمل ہو گا۔۔۔۔۔“
 قادر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے کے کوئی خاص بات ہوتا ہو تو فون کر لینا۔ گذ بائی۔۔۔۔۔ کرٹل جیکب نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی سمجھنی نہ اٹھی تو کرٹل جیکب نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔۔۔۔۔ کرٹل جیکب نے کہا۔

”کافرستان سے دائٹ بلڈ کے چیف کی کال ہے پاس۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مواد بانہ آواز سنائی دی تو کرٹل جیکب چونک پڑا۔

”کراو بات۔۔۔۔۔ کرٹل جیکب نے کہا۔

”ہیلو چیف آف دائٹ بلڈ بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرٹل جیکب بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات جو فون کیا ہے۔۔۔۔۔ کرٹل جیکب نے کہا۔

”آپ کا گگ ٹارگٹ کب ہمارے پاس پہنچ رہا ہے ہم نے اس کو کافرستان سے نکالنے کا فول پروف انتظام کر لیا ہے۔۔۔۔۔ دائٹ بلڈ کے چیف نے کہا۔

”ابھی اس پر کام ہو رہا ہے۔ کسی بھی وقت بک ٹارگٹ آپ

کے حوالے کیا جاسکتا ہے لیکن اس میں کتنا وقت لگنا ہے اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا جب کام ہو گا میں آپ سے خود رابطہ کروں گا۔ آپ بہر حال ہر وقت اس کے لئے تیار رہیں۔۔۔ کرنل جیکب نے کہا۔

”ہم ہر وقت تیار ہیں آپ مطمئن رہیں آپ کا کام فول پروف طریقے سے ہو جائے گا۔۔۔ وائٹ بلڈ کے چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیکب نے فون رکھ دیا۔

”یہ اسمگنگ کے ماہر ہیں کیوں نہ شارپ سافٹ ویز چوری کر کے اسے وائٹ بلڈ کے حوالے کر دئے۔۔۔ کرنل جیکب نے بڑہ بڑاتے ہوئے کہا۔

”چلو جب وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔۔۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کرنل جیکب نے ایک بار پھر بڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی میز کی دراز کھوں کر ایک فائل نکال کر اپنے سامنے رکھ لی۔

ریڈ کلب لک اور جزل مینجر کرافٹ رانا ہاؤس کے زیر و روم
 میں راڑز والی کرسی پر جکڑا ہوا موجود تھا۔ اس کی گردن ڈھلنی ہوئی
 تھی۔ عمران نائیگر کے ساتھ اس کی رہائش گاہ لارڈز کالونی پہنچا اور
 پھر انہوں نے باہر سے کوئی کے اندر بے ہوش کر دینے والی ٹیس
 فائر کر کے اندر موجود ملازمین کو بے ہوش کیا اور پھر عقبی طرف
 سے وہ کوئی کے اندر پہنچ گئے۔ ایک ملازم کو ہوش میں لا یا گیا تو
 اس نے عمران کو بتایا کہ کرافٹ اپنی مرضی سے یہاں آتا ہے اور
 کبھی کبھار تو وہ کئی کئی روز یہاں نہیں آتا البتہ اس ملازم سے عمران
 نے پے در پے سوال کر کے یہ معلوم کر لیا کہ اس کا نام جیری ہے
 اور وہ باقی ملازمین کا انچارج ہے اور کبھی فوری ضرورت پڑنے پر وہ
 کرافٹ کو اس کے آفس میں فون کر کے رہائش گاہ پر بلا لیتا ہے۔
 ایسا اس وقت ہوتا ہے جب کرافٹ سے ملنے اس کی واحد دوست
 پیڑشیا آتی ہے۔

پیٹر شیا کا نام سن کر کرافٹ سب کام چھوڑ کر یہاں پہنچ چاہ
ہے اور اس کی واپسی اس وقت ہوتی ہے جب پیٹر شیا واپس پہنچ
جاتی ہے۔ عمران نے پیٹر شیا کے بارے میں مزید تفصیل بھی معلوم
کی اور پھر اس نے کرافٹ کوفون کیا اور اس ملازم جیسی کی آواز
میں اس نے کرافٹ کو پیٹر شیا کی آمد کی اطلاع دی۔ کرافٹ پہنچا
جسراں ہوا کہ پیٹر شیا کی آمد کی اسے توقع ہی نہ تھی لیکن پھر اس نے
فوری رہائش گاہ پہنچنے کی حامی بھر لی اس کے بعد معاملات آسان
ہو گئے۔ کرافٹ جیسے ہی رہائش گاہ پہنچا تو عمران نے اس کے سر
پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کیا اور وہ پھر اسے کار میں ڈال کر
یہاں رانا ہاؤس میں لے آیا تھا۔ ناسیگر بھی اس کے ساتھ رہا تھا اور
اس وقت بھی ناسیگر، عمران کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس
کی سائیڈ میں جوزف کھڑا تھا جبکہ عمران کے پیچے جوانا دونوں ہاتھ
باندھے کسی دیوکی طرح کھڑا تھا۔

”جوزف۔ اسے ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے جوزف سے
کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے کرسی پر بے ہوش
پڑے کرافٹ کا منہ اور ناک ایک ہی ہاتھ سے بیک وقت بند کر
دیئے۔ کچھ دیر بعد جب کرافٹ کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار
ہونے لگے تو جوزف نے ہاتھ ہٹایا اور پھر واپس آ کر دوبارہ اپنی
پہلی والی جگہ پر کھڑا ہو گا۔ کرافٹ کے جسم نے دو تین جھٹکے کھائے
اور پھر وہ کرسی سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھیں نہ صرف

محلِ جنی نہیں بلکہ صاف دکھائی دے رہا تھا کہ وہ اب پوری طرح
ہیں میں آپکا ہے۔

”یہ یہ“ میں کہاں ہوں۔ یہ کیا مطلب۔ تم نائیگر اور عمران
کے سامنے کیا ہے۔ کرافٹ نے سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور نائیگر
چہرے دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا تھا اس
”تم نے میرے سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا تھا اس
لئے تمہیں بھیاں لے آتا ہے۔“ میں چاہتا تو وہیں آفس میں ہی تم
لئے تمہیں بھیاں لے آتا ہے۔ لیکن تم نے اپنے آفس میں تحری ڈی ریز
کے سب کچھ اگلوں لیتا لیکن کافی ہے اور میں دیکھ رہا تھا کہ تمہارا
ایشن کے تین پاؤں لگا رکھے ہیں اور میں دیکھ رہا تھا لیکن تمہارا
ایشن طرف بڑھ رہا ہے جہاں اس کا بہن موجود تھا لیکن تمہارا
انھوں بنیں تک دیکھنے سے پہلے ہی ان تینوں پاؤں کو گولیاں مار کر جاہ
کیا جا سکتا تھا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ نائیگر میرا شاگرد ہے اور تم اس
کے دوست ہو۔“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”میں نے مج کہا تھا غلط نہیں کہا تھا“..... کرافٹ نے کہا تو

عمران بے اختیار بُس چڑھا۔
”دیکھو کرافٹ۔ تم نائیگر کے دوست ہو اس لئے میں تمہارا لحاظ
کر رہا ہوں لیکن جب معاملہ قومی سلامتی کا آجائے تو پھر دوستی نہیں
مکمل سلامتی کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔“ تم بھی اس ملک کے باشندے ہو
اہ لئے جب تمہارے نوٹس میں یہ بات آجائے کہ تمہیں مکمل
سلامتی کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے تو تم پر لازم ہے کہ مکمل

سلامتی کی خاطر تم سب کچھ بچ ج بنا دو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں
کہ تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا لیکن اگر تم نے ضد کی تو اُر
کی تمام تر ذمہ داری تم پر ہو گی۔ معلومات تو بہر حال ہم حاصل
ہی لیں گے لیکن تمہارے ساتھ کیا ہو گا شاید اس کا اندازہ تمہیں

نہیں ہے۔ عمران نے اس بار انتہائی سرد لمحے میں کہا۔
”تم سینہ یعقوب کی بات کر رہے تھے۔ سینہ یعقوب تو اسلو
امگلر تھا اس کا قوی سلامتی سے کیا تعلق“..... کرافٹ نے منہ بنا

ہوئے کہا۔

”تعلق ہے تو ہم تمہارے پیچے وقت ضائع کر رہے ہیں ورنہ
آج تک تم یہاں کام کر رہے تھے ہم نے تم سے آکر کبھی کچھ
پوچھا تھا“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو پھر آپ وعدہ کریں کہ آپ مجھے چھوڑ بھی دیں گے
اور میرا نام بھی سامنے نہیں آئے گا۔ میں بچ بنا دیتا ہوں“.....
کرافٹ نے آمادہ ہوتے ہوئے کہا۔

”تم جو کچھ کرتے ہو اس کا تعلق جرم سے ہے اور جرام کی نی
کنی اور مجرموں کو پکڑنا اور سزا دینا ہمارا کام نہیں ہے۔ قانون نافذ
کرنے والے اداروں اور عدالتی کا کام ہے۔ ہاں اگر یہ ثابت ہو گیا
کہ تم نے دانتے قوی سلامتی کے خلاف کوئی کام کیا ہے تو پھر تم
دوسرے انسانس نہ لے سکو گے“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بچ بچ بنا دیتا ہوں۔ مجھے کام دیا گیا تھا کہ

سینہ یعقوب کو فوری طور پر اس طرح ہلاک کیا جائے کہ سینہ
یعقوب کی موت حادثہ سمجھی جائے۔ ہم تو اس میں ایک پھر ہیں
چنانچہ ہم نے پلان بنایا اور پھر بھری کے ٹرک ڈرائیور کو شراب میں
ایسا نشہ ملا کر پلا دی گئی کہ وہ ہوش اور مدھوشی کے درمیان رہے۔
دوسرے ڈرائیوروں کی طرح وہ بھی کانوں میں ہیڈ فون لگا کر گانے
خنے کا عادی تھا چنانچہ اس ہیڈ فون میں خصوصی ریز تریکر لگا دیا گیا
جسے سیٹلائٹ کے ذریعے کنٹرول کیا جا سکتا تھا اور ہمارا یہ حریب
کامیاب رہا اور بھرپور سے بھرپور ٹرک نے اچانک سینہ یعقوب کی
کار کو تکریم اور وہ خود بھی سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا۔ سینہ یعقوب
ہلاک ہو گیا اور اسے سب نے حادثہ ہی سمجھا۔..... کرافٹ نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کام کی بکنگ کس نے کرائی تھی“..... عمران نے پوچھا۔
”حاس البح سمل کرنے والی بین الاقوامی تنظیم ہے۔ اس کا
بیٹ ورک پاکیشیا، کافرستان اور اس براعظم کے دیگر تمام ممالک
میں موجود ہے۔ اس کا نام وائٹ بلڈ ہے اور اس کا پاکیشیا میں
انچارج رافن ہے اور سینہ یعقوب کے قتل کی بکنگ رافن نے فون
پر کرائی تھی۔ سینہ یعقوب کا تعلق بھی وائٹ بلڈ سے تھا اور وہ رافن
کا نائب سمجھا جاتا تھا“..... کرافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کیا تمہیں اس رافن کے بارے میں معلوم ہے؟“..... عمران
نے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

”لیں باس“.....ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم اسے اٹھا کر یہاں لا سکتے ہو؟“.....عمران نے کہا۔

”لیں باس“.....ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تو جوانا کو لے جاؤ اور اس رافن کو یہاں لے آؤ تاکہ

بات ثابت ہو سکے کہ کرافٹ نے حق بولا ہے یا نہیں“.....عمران

نے کہا۔

”لیں باس“.....ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں نے سب کچھ حق بتایا ہے“.....کرافٹ نے کہا۔

”ابھی معلوم ہو جائے گا۔ کتنی دیر لگے گی تمہیں ٹائیگر“.....عمران

نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”بس آنے جانے میں جتنا وقت لگتا ہے۔ اس کے آفس کا خیہر راستہ مجھے معلوم ہے“.....ٹائیگر نے کہا۔

”اوے کے۔ جوانا تم ٹائیگر کے ساتھ جاؤ اور اس رافن کو میں یہاں زندہ سلامت دیکھنا چاہتا ہوں“.....عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں مائٹر“.....جوانا نے کہا اور پھر ٹائیگر اور جوانا دونوں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

”جوزف“.....عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”لیں باس“.....جوزف نے مودبانہ لمحے میں کہا۔

”اسے ہاف آف کر دو۔ میں فون والے کمرے میں رہوں گا۔

جب ٹائیگر اور جوانا اس رافن کو لے آئیں تو مجھے اطلاع دے دیتا،..... عمران نے جوزف کو ہدایات کرتے ہوئے کہا۔

”لیں باس“..... جوزف نے جواب دیا تو عمران پیروں دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ فون والے کمرے میں پہنچ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔
”ہوم سکرٹری آفس“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”اعظم خان سے بات کرائیں۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے اس بار مودبانہ لبجے میں

کہا گیا۔
”ہیلو اعظم خان بول ہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”آپ کا بھیجا علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں انکل“..... عمران نے کہا کیونکہ اعظم خان اس کے ذیڈی کے دور کے راشٹہ دار تھے اور دونوں کے درمیان خاصے گھرے دوستانہ تعلقات بھی تھے۔

”کیا ہوا بھتیجے کوئی خاص بات جو تمہیں فون کرنا پڑا ہے“.....

اعظم خان نے مسکراتے ہوئے لبجے میں کہا۔

”آپ کی وزارت داخلہ میں اسمگنگ کا شعبہ کس کے پار
ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہاشم رضا کے پاس۔ کیوں کوئی خاص بات“..... اعظم خان
نے چونک کر پوچھا۔

”ایک بین الاقوامی اسمگنگ کی تنظیم یہاں کام کر رہی ہے اس
کے بارے میں معلومات چاہئے تھیں آپ انہیں فون کر کے میرے
بارے میں بتا دیں اور مجھے ان کا فون نمبر دے دیں“..... عمران
نے کہا تو اعظم خان نے اسے ہاشم رضا کا فون نمبر بتادیا اور دس
منٹ بعد اسے فون کرنے کا کہہ کر رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے
رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد اس نے دوبارہ فون کا رسیور اٹھایا
اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں“..... رابطہ ہونے پر ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”یہ نمبر ہاشم رضا صاحب کا ہے“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں آپ کون بول رہے ہیں“..... دوسری طرف سے
کہا گیا۔

”میں علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ذی ایس سی۔ (اکسن) بھیجا
اعظم خان ہوم سیکرٹری بن بان خود بول رہا ہوں“..... عمران نے
مخصوص انداز میں اپنا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کو جانتا ہوں عمران صاحب۔ پرنسپل فیاض کے
ساتھ دو تین بار آپ سے ملاقات بھی ہو چکی ہے۔ ہوم سیکرٹری

نے خود فون کر کے مجھے آپ کے بارے میں بتایا تھا تب
ماہر کی کال کا منتظر تھا اس لئے میں نے فون کو بھی
ڈائریکٹ کر دیا تھا۔ فرمائیں کیا حکم ہے؟..... دوسری طرف سے
ہاشم رضا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

ہاشم رضا کو اسمبلی کرنے والی ایک بنی الاقوامی تنظیم ہے
”اس اسلحہ کو اسمبلی کرنے والی ایک بنی الاقوامی تنظیم ہے
وائٹ بلڈ۔ اس بارے میں آپ کے پاس معلومات ہیں یا
نہیں“..... عمران نے سمجھیدہ لجھ میں کہا۔
”ہاں ان کی فائل موجود ہے آپ کس طرح کی معلومات
پاہنچ ہیں“..... ہاشم رضا نے کہا۔

”آپ کی فائل کی کاپی میں ایک ایڈریس دیتا ہوں وہاں
بھجوادیں۔ وہاں جوزف نام کا ایک نگرو اے وصول کرے گا۔
نوری بھجوادیں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر“..... عمران نے
کہا۔

”اوے کے میں بھجوادیتا ہوں“..... ہاشم رضا نے کہا۔
”اور اس بات کا خیال رکھیں کہ وائٹ بلڈ کے کسی آدمی تک یہ
بات نہ پہنچ کر میں نے آپ سے یہ فائل منگوائی ہے“..... عمران نے
کہا۔

”ایسا ہی ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں آپ مطمئن رہیں“..... ہاشم رضا
نے کہا تو عمران اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔
”جوزف“..... عمران نے رسیور رکھ کر جوزف کو آواز دیتے

ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جب تک وہ کمرے میں موجود رہے گا تب تک جوزف دروازے کے باہر سائینڈ پر کھڑا رہے گا تاکہ عمران کی کال پر فوراً پہنچ سکے اور وہی ہوا۔

”لیں باس“..... عمران کے آواز دیتے ہی جوزف نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”ایک آدمی ایک فائل لے آئے گا وہ فائل اس سے لے کر مجھے دینا اگر وہ تمہارا نام پوچھتے تو بتا دینا“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس“..... جوزف نے کہا اور مژ کر کرے سے باہر چلا گیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فائل عمران کے سامنے پہنچ گئی۔ فائل زیادہ سخیم نہیں تھی۔ چار یا پانچ صفحات پر مشتمل تھی۔ عمران نے ان کو پڑھنا شروع کر دیا لیکن پوری فائل پڑھ کر عمران کے چہرے پر غصے اور کبیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔ اس میں سرسری انداز میں وائٹ بلڈ کا ذکر کیا گیا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ وائٹ بلڈ کوئی چھوٹی اور معمولی سی تنظیم ہو۔ اس میں رافن کا ذکر موجود تھا۔ رافن کے بارے میں لکھا گیا تھا کہ رافن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اس تنظیم کا چیف ہے لیکن آج تک اس کے خلاف کوئی ثبوت سامنے نہیں آیا۔

”سب ملی بھگت ہے نامن“..... عمران نے فائل بند کر کے اسے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے دور سے ایک کار کے مخصوص ہارن کی آواز سنائی دی۔ وہ سمجھ گیا کہ نائیگر اور جوانا

اپنے آئے ہیں کیونکہ ہارن مخصوص انداز میں بجا کیا تھا اور پھر
اپنے بعد نائیگر کمرے میں داخل ہوا۔
”بھو، بھو،..... عمران نے کہا تو نائیگر ایک سائینڈ پر پڑی کری
آؤ، آؤ۔“

بھو،..... آئے ہو اسے۔ بہت دیر کر دی تم نے واپس آنے
لئے کہا۔

”..... عمران نے کہا۔
”وہ اپنے خفیہ آفس میں موجود نہ تھا۔ معلوم کرنے پر معلوم ہوا
کہ وہ کافی دونوں سے آفس نہیں آ رہا اور صرف فون پر اس سے
کہ وہ ہوتی ہے اور وہ خود کہاں ہے اس کا کسی کو علم نہیں تھا۔ میں
یہ نمبر معلوم کیا اور پھر اپنے چیخ میں اپنے آدمیوں سے معلومات
نے وہ نمبر تو پڑھ لے کہ یہ نمبر ایشل کوئے کا ہے اور نواحی علاقے
محل کیں تو پڑھ لے کہ یہ نمبر ایشل کوئے کا ہے اور نواحی علاقے
کام عمار کے ایک کلب میں نصب ہے۔ اس کلب کا نام ایڈورڈ کلب
کام عمار کے وہاں چلے گئے وہاں میرے دو جانے والے موجود تھے۔
”..... ہم وہاں چلے گئے وہاں میرے دو جانے والے موجود تھے۔
”..... معلوم ہوا کہ یہ کلب رافن نے خریدا ہوا ہے اور یہاں اس
کے اپنی خفیہ نشست بنائی ہوئی ہے اور اس وقت بھی وہ اپنے
تمہوں آفس میں موجود ہے۔ اس مخصوص آفس کا خفیہ راستہ معلوم
کر کے ہم دونوں وہاں پہنچ گئے۔“

چونکہ پہلے ہی بہت دیر ہو چکی تھی اور ہمیں معلوم تھا کہ آپ
انفار کر رہے ہوں گے اس لئے میں نے بند دروازے کے کی
جلسا سے بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فائر کر دی اور پھر ماسٹر

کی کی مدد سے آفس کا دروازہ کھول کر وہاں بے ہوش پڑے رافن اور
انھا کر اس خفیہ راستے سے باہر نکال کر کار میں ڈالا اور یہاں سے
آئے ہیں۔..... نائیگر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔
”اگر پھر تو تم نے بہت کم وقت میں کافی کام کر ڈالا ہے
لیکن یہ وہاں کیوں چھپا ہوا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کسی خاص
کام میں مصروف تھے۔ بہر حال نحیک ہے اب یہ خود ہی سب کو
 بتائے گا۔..... عمران نے کہا اور انھوں کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی
نائیگر بھی انھوں کھڑا ہوا۔ عمران زیر و روم میں داخل ہوا تو وہاں
 جوزف اور جوانا میں سے صرف جوانا موجود تھا۔ جوزف موجود نہ
 تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ اب سیکورٹی چینگ روم میں چلا گیا ہونا
 البتہ رینڈ کلب کا کرافٹ وہاں موجود تھا لیکن اس کا جسم کرکی پر
 ڈھلکا ہوا پڑا تھا۔ وہ بے ہوش تھا اس کے ساتھ والی کرسی پر ایک
 اوپریز عمر آدمی ڈھلکا ہوا بیخنا تھا۔ وہ سارٹ جسم کا مالک تھا۔ سر پر
 گولڈ کلر کے لمحے دار بال موجود تھے اور چہرہ جسامت کے لحاظ سے
 خاصا بڑا اور چوڑا دکھائی دے رہا تھا۔ جوانا نے عمران کو سلام کیا۔
 عمران نے سر ہلا کر اسے جواب دیا اور پھر سامنے موجود کر سیوں
 میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ نائیگر اس کے ساتھ والی کرسی پر
 بیٹھ گیا۔

”پہلے اس کرافٹ کو ہوش میں لے آؤ تاکہ معلوم ہو سکے کہ
 واقعی رافن ہے۔..... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا تو نائیگر

اختیار چوک پڑا۔

”باں میں اے اچھی طرح پہچانتا ہوں“..... نائیگر نے
لہرے احتیاج بھرے لبجے میں کہا۔

لہرے ہمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جرام کی دنیا میں
لہرے بڑے اداکار بھرے پڑے ہیں جو ایک نام اور مختلف روپ
لہرے مختلف جگہوں پر ہوتے ہیں۔ پھر کنفرمیشن میں کیا حرج ہے۔
میں مختلف ہے کہ ایک بڑا زمیندار گھوڑے پر سوار ہو کر گھر سے باہر
ایک لطفہ ہے کہ دروازے پر اس کا ملازم موجود تھا۔ اس نے ملازم
لکلا تو گھر کے دروازے پوچھا کہ وہ کس پر سوار ہے۔ ملازم نے جواب دیا
کہ مخاطب ہو کر پوچھا کہ وہ کس پر سوار ہے۔ ملازم کے لبجے میں موجود حیرت کو
کہ زمیندار گھوڑے پر سوار ہے۔ ملازم کے لبجے میں موجود حیرت کو
محوس کر کے زمیندار نے اے کہا کہ وہ خود بھی جانتا ہے کہ وہ
گھوڑے پر سوار ہے لیکن کنفرمیشن میں کیا حرج ہے۔..... عمران نے
لطفہ سناتے ہوئے کہا تو نائیگر بے اختیار ہٹل پڑا۔ اس دوران جوانا
نے ریڈ کلب کے کرافٹ کی ناک اور منہ پر ایک ہاتھ رکھ کر اسے
چند لمحے دبائے رکھا اور کرافٹ کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار
چند لمحے دبائے رکھا اور واپس آ کر عمران کی کرسی کے ساتھ
ہونے پر جوانا نے ہاتھ ہٹایا اور واپس آ کر عمران کی شروع
کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کرافٹ کے جسم نے جھٹکے کھانے شروع
کر دیئے اور پھر وہ تن کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں شعور کی
چک ابھر آئی تھی پھر ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے رافن کو دیکھ کر
وہ اس طرح اچھلا جیسے ہائی جمپ لگا رہا ہو لیکن راؤز میں جکڑے

ہونے کی وجہ سے وہ صرف اسے لروہ کیا۔
 ”یہ یہ رافن سا بڑا یہاں“..... کرافٹ نے بھال
 ہوئے انداز میں کہا تو عمران، تائید لی طرف دیکھ لے مل رہا۔
 ”کرافٹ۔ یہ رافن ہے یا کوئی اور ہے“..... عمران نے کہا
 ”یہ رافن ہے۔ داٹ بلڈ کا پاکیشا میں انچارج لیکن ہے۔
 انہیانی خاطری انتظامات میں رہتا ہے اور صرف فون پر رابطہ
 ہے۔ کسی کے سامنے نہیں آتا اور نہ کسی کو معلوم ہے کہ یہ کہاں ہے۔
 چھر یہ اس جالت میں اور یہاں۔ حیرت ہے“..... کرافٹ
 نے ایسے انداز میں بولتے ہوئے کہا جیسے وہ بولنا تو نہ چاہتا ہو۔
 الفاظ خود بخود اس کے منہ سے نکلے جا رہے ہوں۔

”کیا یہ شروع سے ہی چھپ کر رہتا ہے یا اب چھپنے کا
 ہے“..... عمران نے کہا۔

”گزشتہ دو تین میزینوں سے یہ چھپ کر رہا ہے ورنہ پہلے تو یہ
 عام انداز میں زندگی گزارتا تھا۔ سب سے ملتا جلتا تھا“..... کرافٹ
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جوانا۔ اسے ہاف آف کر دو اور رافن کو ہوش میں لے
 آو“..... عمران نے جوانا سے کہا۔

”لیکس مائٹر“..... جوانا نے کہا اور ایک بار پھر کرافٹ کی طرف
 بڑھنے لگا۔

”مجھے مت مارو۔ تم نے وعدہ کیا تھا“..... کرافٹ نے بڑھنے

ہوئے کہا۔ وہ شاید ہاف کا لفظ نہ سن سکا تھا اور اس نے صرف آف نا تھا لیکن جوانا نے اس کی گردن پر اس انداز میں ہاتھ رکھ کر دبایا کہ شہرگ سے خون کی روائی بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی کرافٹ کے جسم نے دو تین جھلکے کھائے اور پھر اس کی گردن ڈھلک سی گئی تو جوانا نے ہاتھ ہٹایا اور رافن کی کری کے عقب میں ڈھلک کر اس نے ہاتھ اس کے منہ اور ناک پر رکھ کر دبایا۔ چند فیض کر اس نے ڈھلکے ہوئے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوتا ہوں بعد اس کے ڈھلکے ہوئے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوتا شروع ہو گئے تو جوانا نے ہاتھ ہٹایا اور واپس آ کر عمران کی کری کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ رافن نے دو تین جھلکے کھائے اور پھر وہ تن کر پیشے ہیا اس کی آنکھیں کھلیں تو ان میں حیرت کا تاثر نمایاں تھا اور وہ حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر اور سامنے دیکھ رہا تھا۔

”میں کہاں ہوں۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ اور یہ کرافٹ اور تم شاید ناٹیگر ہو۔“..... رافن نے بوکھلانے ہوئے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

”میرا نام علی عمران۔ ایم ایسی سی۔ ذی ایسی (آکسن) اور یہ جو میرے ساتھ دیو کھڑا ہے اس کا نام جوانا ہے اور یہ میرا شاگرد ناٹیگر ہے اور تمہارا نام رافن ہے اور پاکیشیا میں اسمگنگ کی بین الاقوامی تنظیم وائٹ بلڈ کے انچارج ہو اور تم نے ریٹ کلب کے اس کرافٹ کو جو کہ پیشہ در قائموں کے گروپ کا انچارج ہے اور قتل کے اتفاقی حادثہ میں تبدیل کرنے میں ماہر سمجھا جاتا ہے اپنی تنظیم کے

ایک سرخیل سینہ یعقوب کے قتل کا ناسک دیا اور کرافٹ
ناسک کو کمل کر دیا اور یہ ظاہر سو فیصد حادثہ ہی نظر آ رہا تھا
قتل تھا اس کا ثبوت بھی مل گیا۔ بہر حال تمہیں تمہارے خفیہ اڑاکے
سے اٹھا کر اس لئے یہاں لایا گیا ہے تاکہ تم ہمیں سب کو کہا کر
پتا دو کہ تم نے یہ سب کیوں کرایا ہے۔ اس سینہ یعقوب سے
کیا کیا تھا کہ تمہیں اسے قتل کرانا پڑا اور تم خود بھی اپنے اڑاکے
اٹھ کر خفیہ اڑے پر جا کر چھپ گئے..... عمران نے مسلسل
ہوئے کہا۔

”میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔ سینہ یعقوب تو میرا بھرا
دوسست تھا اس کی موت تو ایک اتفاقی حادثے سے ہوئی ہے۔
خود اس کی موت پر افسوس ہے“..... رافن نے کہا۔

”زیرو گروپ کے چیف کرافٹ کو یہاں دیکھ کر بھی تم جھوڑ
بول رہے ہو۔ وہ پہلے ہی سب کچھ بتا چکا ہے“..... عمران نے کہا
”نہیں یہ سب غلط ہے۔ ہاں میرا تعلق اسلہ اسلام کرنے والے
ایک پارٹی سے ہے۔ تم مجھے قانون کے حوالے کر دو“..... رافن نے
کہا۔

”اس وقت تم قانون کے سامنے ہو اور اس لئے کری پر بیٹھ
ہو اور تمہارا لباس جسم پر موجود ہے۔ ورنہ تمہیں قدیم دور کے مطابق
چھت سے الٹا لکھا دیا جاتا اور پھر تمہارے عربان جسم پر کوئے
مارے جاتے تب میں دیکھتا کہ تم جھوٹ کیسے بولتے ہو“..... عمران

نے نیک بجھ میں کہا۔

”تم یقین کرو میں بچ بول رہا ہوں بالکل بچ“..... رافن نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”جوانا“..... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں ماں“..... ساتھ کھڑے جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کی ناک میں سرخ مرچوں کا پاؤڈر ڈال کر اس کے تنہوں میں اوپر کی طرف پھونک مار دوتاکہ اس کا بچ اور جھوٹ سب ناک سے نکل کر یہاں فرش پر آگئے“..... عمران نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تو سراسر ظلم ہے اور تم بے گناہ پر ظلم کر رہے ہو“..... رافن نے چیختے ہوئے کہا۔

”چیخو مت اور تم ظلم کی بات کیسے کر رہے ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے اپنی اسمگنگ بیور کے انپکٹر زیری کو جس نے تمہارے خلاف انکواری کر کے دو سو صفحات کی رپورٹ تیار کی تھی۔ جس میں تمہارے سب اذوں اور آدمیوں کے بارے میں تفصیل موجود تھی تم نے زیری کو بھاری رشوت دے کر اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی لیکن وہ ایماندار آدمی تھا اس نے انکار کر دیا تو تم نے اسے بے دردی سے ہلاک کر اکر اس کی لاش کو پینکڑوں مکڑوں میں کاٹ کر کتوں کے سامنے ڈلوادما تھا۔ ت سے تمہارے خلاف کوئی

کارروائی کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا اور تم ظلم کی بات کرنے
ہو۔..... نایگر نے غراتے ہوئے بجھ میں کہا۔
”اوہ اس لئے اپنی اسمگنگ یور کی داشت بلڈ پر بنائی ہوئی
فائل تقریباً خالی ہے۔ جو انہم سے جو کہا گیا ہے وہ کرو۔..... عمران
نے کہا۔

”یہ ماسٹر۔..... جو انہا نے کہا اور مڑ کر ایک کونے میں پڑی
ہوئی لوہے کی الماری کی طرف بڑھ گیا۔

”مت مارو مجھے۔ مت مارو۔ میں سب چھ۔ دیتا ہوں۔
سے وعدہ کرو کہ تم مجھے ہلاک نہیں لرو۔“ اور نہ ہی مجھ پر کوئی غلام
کرو گے۔ مجھے قانون کے حوالے کر دو گے۔..... رافن نے طلق
لے رہا چیختے ہوئے کہا۔

”کوئی وعدہ نہیں لیکن اگر تم نے سچ بولا تو نجیج جاؤ گے لیکن اگر
ایک بار بھی جھوٹ بولا تو تمہاری حالت ایکی کر دی جائے گی کتن
اپنے جسم سے بھی صر نہ اڑا سکو گے۔“..... عمران نے سرد بجھ میں
کہا۔ اس دوران جوانا واپس آگیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں کوڑا تھا
جسے اس نے ڈبل کر کے کپڑا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ میں ایک
بوتل تھی جس پر موئی الفاظ میں لکھا ہوا تھا کہ اس میں سرخ
مرچوں کا پاؤڈر موجود ہے۔ وہ عمران کی کرسی کے قریب آ کر کپڑا
ہو گیا۔

”کیا حکم ہے ماسٹر۔..... جو انہا نے کہا۔

راک جاؤ میں ہاتا ہوں۔ سب پھر حق بتا دیا ہوں۔ اُنہیں ناک موت کی بجائے مجھے کوئی مار دینا لیکن اب میں اپنے حق بتا دوں گا۔ رافن نے خوفزدہ انداز میں خیش ہوئے لہا۔ پہنچ جانے کی جامت دیکھ کر وہ کبھی پکا تھا کہ اگر اس نے اس ناچ بوانا کی کیا حالت ہو گئی اس کے ساتھ سے جسم پر کوڑے بر سائے تو اس کی کیا حالت ہو گئی اس کے ساتھ سے جنم پر کوڑے احساس تھا کہ جب سرخ مرچوں کا پاؤ ذر اس کے دماغ سانھے کے گا تو اس کا کیا حشر ہو گا۔

چھا جائے گا تو اس کا کیا حشر ہو گا۔
ڈبلو اور مسلسل بولتے رہو اور یہ سن لو کہ مجھے تمہارے الجھے
کی معلوم ہو جائے گا کہ کب تم حق بول رہے ہو اور کب جھوٹ
کیونکہ حق بولنے والے اور جھوٹ بولنے والے کی باذی لینکنوں
کہر مختلف ہوتی ہے اور مجھے اس کی بخوبی پہچان ہے۔ عمران

نے کہا۔
”یہ درست ہے کہ کرافٹ کے ذریعے سیدھے یعقوب کو بلاک کرایا گیا ہے اور یہ بھی حق ہے کہ سیدھے یعقوب ہمارا اہم آدمی تھا لیکن اطلاعات ملی تھیں کہ سیدھے یعقوب کسی ہوٹل میں تم سے الجھے پڑا ہے اور یہ بھی اطلاعات مل رہی تھیں کہ تمہارا شاگرد نائیگر سیدھے بعقوب کے بارے میں معلومات اکٹھی کر رہا ہے۔ ہم تمہارے بارے میں جانتے ہیں کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو اور کسی بھی وقت تم ہماری تنظیم پر بجلی بن کر گر سکتے ہو اس لئے چیف کور پورٹ دی گئی اس نے تمہارے قتل کا حکم دے دیا

یہیں کسی نے تمہارے قتل کی حادی نہ بھری کیونکہ وہ سب سے اور ساتھ ہی حکم دیا کہ سینہ یعقوب کو اس طرح مار کر لایا جائے اس نے واقعی بڑے بے داغ انداز میں اسے مکمل کیا۔ نجائز تھیں کہے معلوم ہو گیا کہ یہ قتل ہے۔ رافن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ کہ تم تو طویل عرصے سے یہاں کام کر رہے ہو۔ لیکن، اب تم ایسا کیا کرنے والے تھے یا کر چکے تھے کہ تمہیں کوئی سے اس قدر خوف آنے لگا تھا کہ تم نے اپنے اہم آدمی کو ہلاک کر دیا۔ بولو کیا ایسا کام تھا؟“..... عمران نے کہا۔

”مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے سردار یا چیف کو اس کا کام ہو۔ مجھے تو یہ بتایا گیا تھا کہ دامت بلڈ کو ایک ایسا مشن سونپا گیا ہے جسے مکمل کرنے پر اسے دس گنا زیادہ معاوضہ ملے گا۔ میرا آپنے رافن نے کہا۔

”کس نے ہی مشن تمہارے سپرد کیا تھا اور یہ کس طرح کا تھیار تھا۔ تفصیل سے بات کرو“..... عمران نے کہا۔

”میں حق کہہ رہا ہوں مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے۔ سردار کو شاید معلوم ہو البتہ چیف کو یقیناً معلوم ہو گا۔“..... رافن نے جواب دئے

کہا اور عمران اس کے لبھ سے ہی سمجھ گیا کہ وہ جو بول رہا ہوئے

”کون ہے یہ سردار اور تمہارا چیف کہاں رہتا ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”میں پاکیشیا کا انچارج ہوں جب کہ سردار پاکیشیا اور کافرستان دونوں ملکوں کا انچارج ہے۔ پاکیشیا میں اس کا آفس انٹرنسنریشن مارکٹ میں سردار انٹرنسنریشن کارپوریشن کے نام سے ہے۔ وہ کارروں سے پسیئر پارٹس کی امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرتا ہے اور چیف کا ہیڈکوارٹر مستقل کافرستان میں ہے البتہ وہ پاکیشیا آتا جاتا رہتا ہے۔ جس بھی اتنا ہی معلوم ہے“..... رافن نے جواب دیا۔

”چیف کا فون نمبر بتاؤ“..... عمران نے کہا تو رافن نے فون نمبر

ہادیا۔ ”یہ نمبر تو پاکیشیائی ہے۔ تم کہہ رہے ہو کہ وہ مستقل کافرستان میں رہتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ یہ نمبر واقعی پاکیشیائی ہے۔ نجانے کیا ستم ہے کہ چیف کافرستان میں ہو، پاکیشیا میں یا کسی بھی اور ملک میں اسی نمبر اس سے بات ہو جاتی ہے“..... رافن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نمبر ملاتا ہوں بات کرو اس سے۔ ایسی بات کہ جس سے معلوم ہو سکے کہ اس وقت وہ کہاں ہے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ وہ اجنبی نمبر سے آنے والی کال انندہ نہیں کرتا البتہ کسی

پلک فون پوچھ۔ ہونے والی کال وہ اندھ کر لیتا ہے۔

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سردار کا نمبر کیا ہے؟“..... عمران نے کہا تو رافن نے اس کا نام

بھی بتا دیا۔

”تمہیں یہ معلوم ہے کہ یہ ہٹھیار پاکیشیا سے کون حاصل کر گا؟“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہے۔ میں نے سردار سے پوچھا بھی تو

میکر اس نے کہا کہ اسے بھی معلوم نہیں ہے۔“..... رافن نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تم نے چونکہ تعاون کیا ہے اس لئے تمہیں آف نہیں

کیا جا رہا لیکن تمہیں چھوڑا بھی نہیں جا سکتا کیونکہ تم نے فوراً تو

سردار اور چیف کور پورٹ کر دینی ہے سے لے پچھے عرصے کے لئے

تمہیں یہاں موجود قید خانے میں رہنا پڑے گا۔ پھر سوچیں گے کہ

تمہیں قانون کے حوالے کریں یا نہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں حلف دیتا ہوں کہ تم سے ملاقات کی کوئی بات

کسی سے نہیں کروں گا اور یہ بھی حلف دیتا ہوں کہ اب میں داشت

بلڈ سے بھی علیحدہ ہو جاؤں گا۔“..... رافن نے روپنے والے لہجے

میں کہا۔

”اوکے۔ جو ان اسے ہاف آف کر کے کسی ویران علاقے میں

ڈال دیتا“..... عمران نے جوانا سے کہا۔

”ماشر۔ اس کرافٹ کا کیا کرتا ہے“..... جواتا نے کہا۔
 ”یہ پیشہ در قاتکوں کے گروپ کا انچارج ہے اس کا مزید زندہ
 رہنا سمجھی جائیں لے سکتا ہے اس نے اسے آف کر کے کسی ویرانے
 میں پھینک دیتا“..... عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا
 پیروں دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہمیگر اس کے پیچھے تھا۔

پاکیشائی دارالحکومت کے ایک ہوٹل کے کمرے میں شارپ اور
لیزا موجود تھے۔ انہیں یہاں آئے ہوئے دو روز گزر پہنچے تھے
دونوں کے پاس ورلڈ ٹوریسٹ کارپوریشن کے کارڈ موجود تھے۔
کارڈ جس کے پاس ہوا سے ہر جگہ سیاحتی رعایت کی جاتی تھی اور
انہیں کنفرم سیاح سمجھا جاتا تھا۔ یہ ہوٹل بھی درمیانے درجے کے
سیاحوں میں بہت مقبول تھا اس لئے دارالحکومت آنے والے زیارت
تر سیاح اسی ہوٹل کا رخ کرتے تھے۔ یہاں کی سروں سے حد اعلیٰ
تھی لیکن اخراجات خاصے کم تھے۔ شارپ اور لیزا چونکہ اپنے آپ
کو سیاح ہی ثابت کرنا چاہتے تھے اس لئے دونوں سیاحوں کے
مقبول لباس یعنی جینز کی پینٹوں اور جینز کی جیکٹوں میں ملبوس تھے۔
”شارپ۔ تم نے آخر کیا پلانگ کی ہے۔ کیا ہم صرف سیاحت
ہی کرتے رہیں گے“..... لیزا نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔
”ہم نے راج گڑھ کے پہاڑی علاقے میں جانا ہے۔ جہاں

نہیں دور کا بدھا کا مجسم پہاڑی پتھروں کو کاٹ کر بنایا گیا ہے اور
نہیں دنیا میں اس کی شہرت ہے اور دنیا بھر سے سیاح اسے دیکھنے
پوری دنیا میں اس کی تصاویر بناتے ہیں۔ وہاں ایک ہی ہوٹل ہے
آئتے ہیں۔ وہاں اپنی تصاویر بناتے ہیں۔ وہاں ایک ہی ہوٹل ہے۔ کوئی
یہاں سیاح رہتے ہیں وہ اس وقت سیاحوں سے بھرا ہوا ہے۔ کوئی
یہاں خالی نہیں ہے۔ ہم چاہیں تو وہاں کسی اور ہوٹل میں بھی جا
کرہے خالی نہیں ہے۔ لیکن پھر ہماری گرانی شروع ہو جائے گی کیونکہ سافٹ ویز
ہوتے ہیں لیکن پھر ہماری گرانی سافٹ ویز کا نظام
کی جس قدر اہمیت ہے اتنا ہی سخت وہاں گرانی اور چینگ کا نظام
کی جس قدر اہمیت ہے۔

شارپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
بنایا گیا ہے۔
”تو کیا وہ سافٹ ویز اس پہاڑی علاقے میں ہے۔“ لیزا
نے چوک کر کہا۔

”ہاں۔ یہاں ایک خفیہ سور ہے۔ اس سور کی حفاظت تربیت
باند افراد کے ساتھ سامنی آلات سے بھی کی جاتی ہے۔“
شارپ نے کہا۔

”تو پھر وہاں جائے بغیر تو ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ پھر یہاں کیوں
بٹھنے ہیں۔ ہمارے پاس سیاحتی کارڈز موجود ہیں ہم پر کسی کو شک
کیوں پڑے گا۔“ لیزا نے کہا۔

”اس سور تک پہنچنا اور وہاں سے سافٹ ویز کو نکال کر لے
آتا اور اسے کافرستان پہنچانا یہ سب اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم نے
مجھو لیا ہے۔ میں نے فادر سے نام لے لیا ہے۔ ہم رات دس بجے
اس کے کلب جائیں گے اس وقت سیاح بھرے ہوتے ہیں۔ فادر

ہم سے اپنے خفیہ آفس میں ملاقات کرے گا جبکہ اس دوران،
معلومات حاصل کرے گا۔..... شارپ نے تفصیل سے بات کرے

ہوئے کہا۔ ”اب نو بجھے والے ہیں ایک گھنٹے بعد ملاقات ہو گی“..... لیزا

نے اپنی گھری دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ آدمی گھنٹے بعد اسے فون کروں گا ایک خصوصی نمبر پر۔
پھر وہاں کے لئے روانہ ہوں گے“..... شارپ نے کہا اور لیزا نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اسی طرح آپس میں باتیں کر کے اور
گھونٹ گھونٹ شراب پی کر انہوں نے وقت پورا کیا۔ شارپ تو
اطمینان اور سکون سے بیٹھا ہوا تھا لیکن لیزا بڑی بے چیلن اور
مضطرب دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اس مشن کی اہمیت کو بخوبی جانتی
تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ یہاں سے سافٹ ویز حاصل کر کے
اسے گریٹ لینڈ پہنچانے میں کامیاب ہو گئے تو وہ پوری دنیا کے
یہودیوں کے ہیرودین جائیں گے اور انہیں اتنی دولت، عزت اور
شهرت ملے گی کہ جس کا شاید اس وقت وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔

شارپ نے ہاتھ میں پکڑا ہوا گلاس میز پر رکھا اور سامنے پڑے
ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے پہلے ایک بیٹن پر لیں کر کے فون
کو ڈاٹ ارکیٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

” قادر کلب“..... رابطہ ہونے پر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

” قادر سے بات کراؤ۔ میں شارپ بول رہا ہوں“..... شارپ

نے کہا۔
”بہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پلو۔ میں قادر بول رہا ہوں۔ تم دونوں آ جاؤ میں نے ضروری معلومات حاصل کر لی ہیں۔ تم دونوں کلب پہنچ کر کاونٹر پر اپنے نام بتاؤ گے تو تم دونوں کو میرے خیرے آفس تک پہنچا یا جائے گا۔ میں انہیں ہدایت کر دوں گا“..... دوسری طرف سے بھاری آواز میں کہا گیا۔

”اوکے۔ ہم آ رہے ہیں“..... شارپ نے کہا اور رسیور رکھ کر ”اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ لیزا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد ہوٹل سے ہاڑ کی گئی کار میں سوار وہ دونوں قادر کلب کی طرف پڑھے چلے جا رہے تھے۔ شارپ کی عادت تھی کہ وہ جس جگہ مشن مکمل کرنے جاتا وہاں کے تفصیلی نقشے کو دیکھ کر مصروف راستوں کو ذہن نشین کر لیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مختلف سڑکوں سے گزرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد کار دو منزلہ ایک عمارت کے کپاونڈ گیٹ میں مڑ کر سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ عمارت پر قادر کلب کا جہازی سائز کا بورڈ موجود تھا۔ کلب میں آنے جانے والے اپنے انداز اور حلیوں سے جرام پیشہ افراد دکھائی دیتے تھے۔ البتہ دس فیصد افراد اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والے دکھائی دیتے تھے۔ شاید یہ لوگ یہاں ملنے والی مقامی شراب کے رسیا تھے اس لئے یہاں آئے تھے۔ ہال کافی وسیع تھا لیکن

صرف تین چوتھائی بھرا ہوا تھا۔ شارپ اور لیزا کو دیکھے کر وہاں موجود لوگوں کے چھروں پر جیت کے ناٹرات ابھر آئے تھے۔ شاید غیر ملکی افراد وہاں کم ہی آتے تھے۔ ایک طرف خاصاً ہدا کاؤنٹر تھا جس کے پیچے دولز کیاں اور دولز کے موجود تھے۔

”میرا نام شارپ ہے اور یہ لیزا ہے اور ہم نے قادر سے اس کے خصوصی آفس میں ملتا ہے“..... شارپ نے فون کے ساتھ کھڑی

خوبصورت لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ لڑکی نے چونک کر کہا اور پھر فون کا ”اوہ یہ۔ ایک منٹ“..... لڑکی سے تیزی سے نمبر پر یہیں مرنے شروع کر یئے۔ رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پر یہیں مرنے شروع کر یئے۔ ”کاؤنٹر سے بول رہی ہوں باس۔ پ“ کے مہمان کو ڈھر پر

”موجود ہیں“..... لڑکی نے بڑے موڈبانہ لمحے میں کہا۔ ”لیں باس“..... دوسری طرف سے بات سن کر لڑکی نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے ایک طرف کھڑے باور دی پر واٹر کا

اشارے سے بلایا۔ ”لیں میدم“..... پر واٹر نے قریب آ کر موڈبانہ لمحے میں

کہا۔ ”مہانوں کی چیف کے اپنی آفس میں رہنمائی کرو“..... لہا

نے کہا۔ ”اوہ یہ، سر آئیے“..... پر واٹر نے شارپ اور لیزا کے سامنے سر جھکاتے ہوئے کہا اور مذکر دامیں طرف بڑھنے لگا۔

”شکریہ“..... شارپ نے کاؤنٹر پر موجود لڑکی سے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لفت کے ذریعے دوسری منزل پر پہنچ کر وہ راہداری میں موجود ایک بند دروازے پر آ کر رک گئے۔ پروانہ زر نے بند دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ خود بخود کھلنے لگ گیا۔

”تشریف لے جائیں“..... پروانہ زر نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر جھکاتے ہوئے بڑے موڈ بانہ لبھ میں کہا۔

”تجھینکس“..... شارپ نے کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے لیزا داخل ہوئی۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے بڑے خوبصورت انداز میں آفس کے طور پر سجا�ا گیا تھا۔ سامنے بڑی سی آفس نیبل کے پیچھے کری پر سفید بالوں والا ایک بڑی عمر کا آدمی موجود تھا۔ اس نے اٹھ کر شارپ اور لیزا دونوں سے مصافی کیا اور پھر انہیں بیٹھنے کا کہہ کر سائیڈ پر موجود ریک میں سے ایک شراب کی بوتل اور تین گلاس اٹھا کر اپنے سامنے میز پر رکھے اور خود دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”مجھے کرنل جیکب صاحب نے کال کیا تھا۔ پھر آپ کے فون کرنے پر میں نے بہت کم وقت میں خاصی معلومات حاصل کر لی ہیں“..... قادر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ آفس محفوظ ہے یا نہیں“..... شارپ نے کہا۔

”بھی سو فیصد محفوظ ہے اس لئے تو میں نے یہاں آپ کو کال

کیا ہے۔..... قادر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور وہاں کی کیا

”اب آپ بتائیں کہ سافٹ ویر کہاں ہے۔“ اور وہاں کی کہا۔

تفصیل ہے۔..... شارپ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔
”میرا وہاں کام کرنے والے احراق نامی ایک آدمی سے رابطہ
ہوا ہے۔ یہ شخص احراق اس شور میں ہی کام کرتا ہے جہاں وہ
سافٹ ویر موجود ہے۔“ آدمی اس وقت دارالحکومت میں ہے۔
اسے منه مانگا معاوضہ پہنچی دے دیا گیا ہے۔ وہ آپ کو تفصیل
اطلب کرے گا۔ ایسی معلومات جس کا وہ خود گواہ ہے۔ اس کے
معلومات دے گا۔ ایسی معلومات تو اس سے مشن میں مدوجھی لے کر
ساتھ ہی آپ اگر چاہیں تو اس سے مشن میں مدوجھی لے کر

ساتھ ہی آپ اگر چاہیں تو اس سے مشن میں مدوجھی لے کر

بیٹھنے کے لئے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”وہ آدمی ڈبل کراس تو نہیں کرے گا۔ ہمیں بھی سب کچھ یہ
دے اور ساتھ ہی وہاں کی سیکورٹی کو بھی ارت کر دے۔“..... اس

بار لیز انے کہا۔

”نہیں میدم۔ وہ ہمیں جانتا ہے اور اسے معلوم ہے کہ ہم
دوسرے کرنے والا نہ صرف خود بلکہ اس کا پورا خاندان بھی ختم کر دے
جاتا ہے اور ہم نے اس کا منه مانگا معاوضہ دیا ہے۔“..... اس
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کتنا معاوضہ دیا گیا ہے۔“..... شارپ نے پوچھا۔

”ایک بلین ڈالر۔“..... قادر نے جواب دیا تو شارپ ادا
دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہروں پر جنم۔

ہڑات ابھر آئے۔

”اتنا زیادہ معاوضہ“..... شارپ نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

”جناب۔ اس سافٹ ویر کی اہمیت تو دیکھیں۔ اس سے چند لوگوں کو نہیں بلکہ ملکوں کو بھی تباہ کیا جا سکتا ہے۔ معاوضہ کرنے جیکب نے منظور کیا ہے جس پر میں نے اسے چیک دے دیا ہے“..... قادر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیا اس ملک میں کوئی قانون نہیں ہے کہ عام آدمی ایک بلین ڈال کا چیک لئے پھرتا رہے۔ اس سے کوئی نہیں پوچھے گا کہ اس نے اتنی بھاری رقم کہاں سے حاصل کی ہے“..... شارپ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ کثر یہودی تھا اس لئے اتنی بھاری رقم دینے پر وہ خاصاً کبیدہ نظر آ رہا تھا۔

”جناب۔ اس ملک میں سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ایسے لوگ موجود ہیں جو معمولی ما معاوضہ لے کر یہ چیک بغیر کسی اعتراض کے کیش کر دیں گے یا کسی دوسرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیں گے اور حکام کو اس کا علم تک نہ ہو سکے گا اور جناب آپ اس اسحاق سے مل لیں وہ آپ کا انتظار کر رہا ہے۔ کل صبح اس نے راج گڑھ چلے جاتا ہے وہاں اس سے تفصیلی ملاقات ممکن نہ ہو سکے گی“..... قادر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کہاں ملے گا وہ“..... شارپ نے کہا۔

”دارالحکومت کے شمال مغربی علاقے میں ایک کلب ہے جس کا

نام را ہھور کلب ہے۔ یہ کلب اسحاق کے کسی رشتہ دار کا ہے۔ آپ
کاؤنٹر پر جا کر اسحاق کا نام لیں گے اور اپنا نام بتائیں گے
اسحاق سے آپ کی ملاقات کرادی جائے گی اور پھر اسحاق آپ کو
اس طرح کے محفوظ کرے میں لے جائے گا۔ جہاں آپ محلہ
اس سے بات کر سکیں گے۔ فادر نے کہا۔

”اوکے۔ صحیح ہے اب یہ بتائیں کہ کیا آپ سیکرٹ ہرول
کے لئے کام کرنے والے علی عمران سے واقف ہیں۔“ شارپ
نے کہا تو فادر کے جسم نے ہلاسا جھٹکا کھایا۔

”اسے اور اس کے شاگرد ٹائپر کو کون نہیں جانتا۔ لیکن آپ
کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کہیں وہ آپ کے پیچھے تو نہیں ہیں۔“
فادر نے قدرے گھبراۓ ہوئے لجھے میں کہا۔

”گھبراۓ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا تعلق اطالیہ سے ہے اور
وہ مجھے جانتا ہے اور اسے معلوم نہیں ہے کہ یہاں کیا ہونے والا
ہے۔ میں یہ معلوم کرانا چاہتا تھا کہ وہ اور اس کا شاگرد آج کل کس
کیس پر کام کر رہے ہیں۔“ شارپ نے کہا۔

”وہ اور اس کا شاگرد ان دونوں اسکلنگ کی ایک تنظیم و اسکے
کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ یہ مصدقہ اطلاع ہے۔“ فادر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بس یہ خیال رکھنا کہ اسے ہمارے مشن کے بارے میں
اطلاع نہ ملے اور اگر مل جائے تو پھر ہمیں بھی اطلاع ملے۔“

جائے۔۔۔ شارپ نے کہا۔۔۔

”آپ بے فکر ہیں جناب۔ میں اور میرے آدمی اس بات کا خیال رکھیں گے۔۔۔ قادر نے جواب دیا۔

”اچھا اب یہ بتائیں کہ راج گڑھ میں سیاحوں کے پسندیدہ ہوٹل میں روم بک ہوا ہے یا نہیں۔۔۔ شارپ نے کہا۔

”جی ہو گیا ہے۔ دوسو تین نمبر کمرہ جو دوسری منزل پر ہے۔ آپ کے لئے ایک ماہ کے لئے بک کرا دیا گیا ہے۔ آپ کا ونڈر پر جا کر اپنا نام بتائیں گے تو چابی آپ کے حوالے کر دی جائے گی۔۔۔ قادر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے شکریہ۔ آپ نے واقعی بے حد مدد کی ہے۔ میں چیف کرنل جیکب سے آپ کی تعریف کروں گا۔۔۔ شارپ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی لیزا اور قادر بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر شارپ اور لیزا قادر سے مصافحہ کر کے اور رسمی نفرات کی ادائیگی کے بعد کمرے سے باہر آگئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار را ٹھوڑا کلب کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

”اگر یہ اسحاق سب کچھ حق بتا دے تو یہ واقعی ہماری کامیابی میں میں کردار ادا کرے گا۔۔۔ سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی لیزا نے کہا۔

”اس نے جتنا معاوضہ لیا ہے اس سے مجھے شاک تو بہت ہوا گیں اب میرا خیال ہے کہ یہ شخص ہم سے ذمکر کر کے اتنی بڑی رقم

سے محروم نہ ہونا چاہئے گا کیونکہ اسے بھی معلوم ہو گا کہ جو ہے۔
بڑی رقم دے سکتے ہیں وہ اسے واپس وصول بھی کر سکتے ہیں۔
شارپ نے نے جواب دیتے ہوئے کہا اور لیزا نے اثبات میں
ہلا دیا۔ پھر تھوڑی دری بعد ان کی کار دو منزلہ کلب کی پارکنگ پر
پہنچ گئی۔ شارپ اور لیزا دونوں کار لاک کر کے اور پارکنگ پر
سے کارڈ لے کر کلب کے میں گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔
کلب میں خاصا رش تھا اور تقریباً ہر طرح کے لوگ وہاں موجود
تھے۔ ہال کی سائیڈ سے گزر کر وہ دونوں ایک بڑے سے کاؤنٹر پر
پہنچ گئے جہاں دو مرد موجود تھے۔ ایک فون کال سننے اور کرنے میں
مصروف تھا۔

”لیں سر“..... نوجوان نے شارپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام شارپ ہے اور یہ میری وائf لیزا ہے۔ تم نے
اسحاق صاحب سے ملنا ہے“..... شارپ نے کہا۔

”اوہ لیں سر“..... نوجوان نے کہا اور ایک طرف کھڑے
باور دی آدمی کو بلایا۔ اس کے سینے پر سپروائزر کا شیج لگا ہوا تھا۔

”صاحب اور میڈم کو اسحاق صاحب کے پاس لے جاؤ“.....
کاؤنٹر بوانے نے سپروائزر سے کہا۔

”آئیے سر“..... سپروائزر نے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر
دو راہداریوں میں گزار کر ایک بند دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازے
کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ سپروائزر نے مخصوص انداز

تہ دیکھ دی۔

”کون ہے“..... دروازے پر موجود ذور فون میں سے ایک
مردانہ آواز سنائی دی۔

”احمق صاحب۔ آپ کے مہمان آئے ہیں ملاقات کے
لئے میں پرواز نر افضل ہوں“..... پرواز نر نے موذ بانہ لجھ میں
کہا۔

”اوے“..... احمق نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازے پر
بلنے والا بلب بجھ گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو درمیانے قد اور
درمیانے جسم کا ایک آدمی باہر آ گیا۔ اس آدمی نے عام سی شرت
اور پینٹ چینی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک نمایاں تھی۔

”شارپ اور لیزا“..... شارپ نے تعارف کرتے ہوئے
ہملے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آئیے۔ تمہارا شکریہ افضل“..... احمق نے کہا اور پھر
انہیں کمرے میں لا کر اس نے دروازہ بند کر دیا اور دروازے کے
ہاتھوی دیوار پر نصب الیکٹریک چینل پر موجود یکے بعد دیگرے دو
ٹنپریں کر دیئے۔

”آئیے جتاب۔ تشریف رکھیں۔ میرا نام احمق ہے۔ قادر نے
آپ کو تفصیل بتا دی ہو گی۔ یہ کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ آپ
مل کر باتیں کر سکتے ہیں لیکن پہلے ایک ایک گلاس شراب کا ہو
تا۔ میرے پاس کافی پرانی شراب ہے آپ کو یقیناً پسند آئے

گی۔۔۔ اسحاق نے کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے اپنے بوتل نکال کر میز پر رکھی اور پھر میز کی دوسری دراز سے تین گلزار نکال کر میز پر رکھے اور بوتل کھول کر تینوں گلاس شراب سے بھر لے اور پھر ایک گلاس اس نے شارپ کے سامنے اور دوسرا گلاس پر کے سامنے دکھ کر تیرا گلاس اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لیا۔

”سافت ویر کے سلسلے میں آپ نے کیا معلومات حاصل کی ہیں؟۔۔۔“ شارپ نے شراب کا لمبا گھونٹ لیتے ہوئے اسحاق سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ کو کس قسم کی معلومات چاہیں اور آپ کا اصل مقصد ہے؟۔۔۔“ اسحاق نے بھی سمجھیدہ لجھے میں کہا۔

”مشر اسحاق۔ منہ مانگا اس قدر بھاری معاوضہ لینے کے بعد آپ کو سوالات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ آپ نے صرف میرے سوالات کے جواب دینے ہیں۔۔۔“ شارپ نے انتہائی ہر لجھے میں کہا۔

”آپ خواہ نخواہ ناراض ہو رہے ہیں۔ میں نے یہ سوال اس لئے پوچھا تھا تاکہ جو آپ کا مقصد ہوا سے ملاحظہ رکھ کر آپ کی معلومات مہیا کر دوں۔۔۔“ اسحاق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم نے سافت ویر یہاں سے اس انداز میں اڑانا ہے کہ کو اس بارے میں معلوم ہوا۔۔۔“ سے کہا۔۔۔“

دپھر تو آپ کو واقعی تفصیل سے بتانا پڑے گا۔ راج گڑھ کے مغرب میں ایک پہاڑی ہے جس کا نام ایگل ہیڈ ہے۔ اس پہاڑی کی چوٹی کا ڈین ان قدر تی طور پر ایسا ہے کہ دور سے بھی محسوس ہوتا ہے کہ کسی بہت بڑے ایگل کا ہیڈ ہو۔ اس پہاڑی تک سڑک جاتی ہے۔ اس سڑک پر تین جگہوں پر فوجی چیک پوسٹیں ہیں۔ یہ سڑک پہاڑی کی چوٹی تک جاتی ہے۔ چوٹی پر ایک بڑا سا پتھر پہاڑی کے عام سیاہی مائل پتھروں کی بجائے براون رنگ کا ہے۔ اس پتھر پر آپ پیر کا وزن ڈالیں گے تو پتھر سے آواز لٹکے گی۔ کوڈ بتاؤ۔ جب آپ کوڈ بتا دیں گے تو کچھ دیر بعد رزلٹ سامنے آجائے گا یا تو دہاں نزدیکی چیک پوسٹ کے فوجی آجائیں گے اور آپ کو گرفتار کر لیا جائے گا یا گولی مار دی جائے گی۔..... اسحاق نے جواب دیئے ہوئے کہا۔

”اور اگر کوڈ درست بتا دیا جائے تو“..... شارپ نے کہا۔

”تو آپ کو اس پتھر کے کونے پر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے رکھنے ہوں گے۔ اگر انگوٹھوں کے نشانات درست ہوئے تو دروازہ کھل جائے گا اور آپ ایک طویل راہداری سے گزر کو لیبارٹری کے ایک مخصوص حصے میں پہنچ جائیں گے۔ پھر دہاں آپ کو ایک کارڈ دیا جائے گا جو آپ نے اپنے گلے میں ڈالنا ہے اس کے بعد آپ اس لیبارٹری میں ہر جگہ آ جاسکتے ہیں۔..... اسحاق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس راہداری میں بھی سامنی ڈیوازِ موجود ہوں۔“

شارپ نے کہا۔

”جی ہاں۔“..... اسحاق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سافت ویر اس لیبارٹری میں موجود ہے۔“..... شارپ نے

کہا۔

”نہیں جناب۔ اس لیبارٹری کے نیچے ایک اور لیبارٹری ہے۔
اس لیبارٹری میں ششے کے ایک کمرے میں سافت ویر موجود ہے۔
لیکن اس دوسری لیبارٹری تک پہنچنے کے لئے ایک ہی راستہ ہے۔
میں لیبارٹری سے سیلڈ لیبارٹری جسے لیبارٹری کی بجائے سور کا ہے
دیا گیا ہے کا راستہ کھولا جائے اور میں لیبارٹری سے اس سور پر
پہنچ جائے لیکن سافت ویر جس ششے کے کمرے میں موجود ہے
اے کسی لیبارٹری سے کھولا ہی نہیں جا سکتا۔ اسے کھولنے کے لئے
لیبارٹری کا چیف سائنس دان ڈاکٹر اسلم سیکرٹری سائنس کونون گر
گا کہ انہیں سافت ویر کی ضرورت ہے اس لئے سور کمرے
اوپن کرنے کے لئے آج کا پن کوڈ بتایا جائے۔ اس کے
عجیب کام کیا گیا ہے کہ پورے سال کے ہر دن اور ہر رات
علیحدہ علیحدہ پن کوڈ بنائے گئے ہیں اور یہ مکمل سیت سیکرٹری سائنس
کے پاس ہے۔ وہ ڈاکٹر اسلم کو مخصوص پن کوڈ بتائیں گے جسے
اسلم اپنے کمپیوٹر میں فیڈ کریں گے تو راستہ کھل جائے گا لیکن
راہداری اور سور میں نصب کئے گئے سامنی آلات پھر بھی جا

دلے کی پیکنگ کرتے رہیں گے۔ واپسی کے بعد راستہ بند کر دیا
بئے گا۔ اسحاق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہت عجیب نظام بنایا گیا ہے۔۔۔ شارپ نے کہا۔

”جی ہاں۔ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ انگوٹھے کے
عہد نہ ملنے پر چہارویں کی چنانوں پر اچانک ایسی گئیں تھیں مگی
پڑنے والوں میں وہاں موجود افراد کو بے ہوش کر دیا گی۔ یہ اس
نذر زد اثر گیس ہے کہ چاہے آپ نے کیس ماںک لگا رکھا ہوا یا
ولی میڈیسن استعمال کی ہوئی ہواں کے باوجود پڑنے والوں میں
ہیں موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے۔۔۔ اسحاق نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ اس معاملے میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں۔۔۔ شارپ
نے کہا۔

”آپ خود بتائیں میں نے جو کچھ آپ کو بتایا ہے اس کی
بیویوں میں کیا ہمیں کی جاسکتی ہے۔۔۔ اسحاق نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”سشور میں تازہ ہوا کی آمد و رفت کے لئے لازماً کوئی انتظام
ہائیا ہو گا وہ کیا ہے۔۔۔ شارپ نے کہا تو خاموش بیٹھی لیزانے
بے انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے شارپ کا یہ سوال پسند آیا ہو۔

”ہاں۔ بڑے بڑے دو ایگزاسٹ فین ہیں۔ ایک باہر سے
تو ہوا اندر کھینچتا ہے اور دوسرا اندر کی ہوا کو باہر نکالتا ہے۔ یہ خود

کار ہیں مسلسل چلتے رہتے ہیں۔۔۔ اسحاق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے پاس راج گڑھ کا نقش ہے۔۔۔ شارپ نے کہا
”ہاں۔ میں نے آپ کو سمجھانے کے لئے آج ہی خرچا
ہے۔۔۔ اسحاق نے کہا اور کوٹ کی اندر ونی جیب سے ایک تہ شدھ
نقشہ نکال کر اسے کھولا اور شارپ کے سامنے میز پر پھیلا دیا
شارپ اسے کافی دیر تک غور سے دیکھتا رہا۔

”ہاں اب بتاؤ کہ ایگزاست فین کس طرف ہیں۔۔۔ شارپ
نے کہا۔

”وہاں تو گہری کھائیاں ہیں۔ آپ وہاں کے بارے میں کیوں
پوچھ رہے ہیں۔۔۔ اس بار اسحاق نے قدرے تشویش بھرے بغیر
میں کہا۔

”اس نقشے پر جگہ مارک کریں۔ ہم نے ہر طرف کا خیال رکھا
ہوتا ہے۔۔۔ شارپ نے گول مول سے انداز میں اس کے سوال
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ اسحاق نے کہا اور نقشہ اٹھا کر اپنے سامنے
رکھا اور کافی دیر تک اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جیب سے
بال پوائنٹ نکالا اور نقشے پر ایک جگہ دائرہ ڈال دیا۔

”یہاں گہری کھائیوں میں یہ فینز موجود ہیں۔۔۔ اسحاق نے
جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر شارپ نے اس سے پے درپا

کر کے مزید کافی کچھ معلوم کر لیا۔ پھر شارپ نے اس سے
دلات لی اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں سوار ہو کر واپس
اہازت رہائش ہوٹل کی طرف بڑھنے لگے۔

اپنے دیسی رہی یہ ملاقات۔ کیا یہ آدمی مجھ بول رہا تھا،..... لیزا
نے کہا تو شارپ بے اختیار ہنس پڑا۔

”اپنی طرف سے اس نے ہمیں بے وقوف بنا کر بھاری رقم
حاصل کر لی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اس قدر سخت حفاظتی
انظامات کے باوجود سافٹ ویر حاصل کرنے کا راستہ مل گیا ہے۔
اب ہم کل راج گڑھ جائیں گے اور مجھے یقین ہے کہ دو تین روز
کے اندر یہ سافٹ ویر حاصل کر لیا جائے گا۔..... شارپ نے
پڑے یقین بھرے لبجے میں کہا تو لیزا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

سردار اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل سامنے رکھے اسے پڑھ رہا تھا۔ وہ لمبے قد اور قدرے فربہ جسم کا ماں ک تھا۔ اس کی بڑی بڑی موصوفیتیں اسے کوئی بڑا جاگیر دار ظاہر کرتی تھیں پھر اس کا نام بھی سردار تھا اس لئے پہلی بار اس سے ملنے والے یا اسے صرف دیکھنے والے اسے واقعی کوئی بڑا جاگیر دار سمجھتے تھے لیکن سردار بزنس میں تھا۔ اس کے والد نے کاروں کے سپئر پارٹس کی امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس شروع کیا تھا جو بے حد کامیاب ہوا۔ پھر والد کی وفات کے بعد سردار نے اس بزنس کو سنبھال لیا اور وہ اس بزنس کو عروج پر لے گیا لیکن یہ کاروبار تو محض دکھاوا تھا کیونکہ اس کا اصل بزنس حساس اسلیے کی اسمگنگ تھی اور سردار میں الاقوامی اسمگنگ تنظیم دائنٹ بلڈ کے چند بڑوں میں شامل تھا۔ وہ کافرستان اور پاکیشیا دونوں ملکوں میں اسمگنگ کا ہیڈ تھا۔ اس سے اوپر صرف چیف تھا جس کا ہیڈ کوارٹر تو کافرستان میں تھا لیکن پاکیشیا کے

ہارے میں فیصلے کرنے کے لئے اس نے اپنا وفتر پاکیشیا اور
 کافرستان کی سرحد پر ایک سرحدی گاؤں جو پاکیشیا میں واقع تھا اور
 بس کا نام مناپل تھا میں بنایا ہوا تھا۔ وہ کافرستان میں ہی رہتا تھا
 لیکن سردار سمیت کوئی بھی نہ جانتا تھا کہ واسٹ بلڈ کا چیف ڈونلڈ
 کافرستان میں کہاں رہتا ہے۔ پوری تنظیم سے اس کا رابطہ صرف
 نون پر ہوتا تھا البتہ وہ کسی ضروری کام سے پاکیشیا آتا تھا یا اس
 نے پاکیشیا کے بارے میں کوئی اہم فیصلہ کرنا ہوتا تھا تو وہ مناپل
 سرحدی گاؤں میں موجود آفس میں بیٹھتا تھا۔ ان دنوں واسٹ بلڈ
 تنظیم ایک عجیب سی کشمکش کا شکار ہو رہی تھی کیونکہ چیف نے کسی
 ملک کی ایجنسی سے معاونت کا معاملہ کیا تھا۔ وہ ایجنسی ایک ہتھیار
 ان کے ذریعے پاکیشیا سے نکال کر کافرستان اور پھر وہاں سے
 گریٹ لینڈ لے جانا چاہتی تھی۔ وہ چونکہ اس سارے علاقوں میں
 کام کرتے تھے اس لئے واسٹ بلڈ کو ایسے خفیہ راستوں کے بارے
 میں علم تھا جن سے اور کوئی واقف نہ تھا۔ ویسے بھی اسٹانگ میں
 واسٹ بلڈ کا نام زیر زمین دنیا میں بہت معروف تھا۔ سردار اپنے
 بآفس میں بیٹھا فائل پڑھ رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی
 گھنٹی بج اٹھی تو سردار نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
 ”لیں“..... سردار نے کہا۔

”ڈیوڈ کا فون ہے۔ وہ آپ کو کوئی اہم رپورٹ دینا چاہتا
 ہے“..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی موذبانہ آواز سنائی دی۔

”کراو بات“..... سردار نے کہا۔ ڈیوڈ اس کا خاص آدمی تھا۔
 ”باس۔ میں ڈیوڈ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک موڑ پر
 مردانہ آواز سنائی دی۔

”کوئی خاص بات“..... سردار نے کہا۔

”ہاں باس۔ ایک اہم اطلاع دینی ہے۔ ریڈ کلب کے مالک
 اور زیر و گروپ کے چیف کرافٹ کی لاش ایک ویران علاقے سے
 ملی ہے۔ وہ اپنے کلب سے بغیر کسی کو کچھ بتائے غائب ہو گیا تھا
 اب اس کی لاش ملی ہے لیکن اس پر تشدد کے نشانات نہیں ہیں۔“
 دوسری طرف سے ڈیوڈ نے روپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے سینکڑوں دشمن ہوں گے کسی نے اسے ختم کر دیا ہوا
 اس میں ہمارے لئے کیا خاص بات ہے“..... سردار نے منہ بنا کر
 ہوئے کہا۔

”آپ کو تو معلوم ہے کہ سینہ یعقوب کو اسی کرافٹ کے ذریعے
 ہلاک کرایا گیا تھا اور واقعی اس نے اس انداز میں کام کیا تھا از
 پویس نے بھی اسے حادثہ قرار دے دیا ہے۔“..... ڈیوڈ نے کہا۔
 ”ہاں لیکن تم یہ باتیں کیوں کر رہے ہو۔ اصل بات کرو۔“
 سردار نے قدرے جھنجلائے ہوئے لبھ میں کہا۔

”عمران کا شاگرد نائیگر سینہ یعقوب کی موت کو حادثہ نہیں سمجھا
 تھا اور وہ اسی تک دو میں تھا کہ کسی طرح اصل حقیقت معلوم کر
 سکے اور پھر خصوصی طور پر یہ اطلاع ملی کہ نائیگر اور عمران دونوں اُ

کرافٹ کے کلب میں آتے جاتے دیکھا گیا ہے۔ ناپسے کہ وہ
کرافٹ سے بھی تہائی میں ملے تھے اور اب اچانک اس کی لاش
مانے آئی ہے۔ ذیوڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو
اس بار سردار کے چہرے کے تاثرات تبدیل ہو گئے اور پریشانی کے
ہڑات نمایاں ہو گئے تھے۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے دیری بیڈ۔ ہمیں اس معاملے کی پوری
آگھی حاصل کرنا پڑے گی۔ او کے تمہارا شکر یہ۔ سردار نے کہا
اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے دونببر پریس کر
دیئے۔

”لیں باس۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔ یہ اس کی فون سیکرٹری تھی۔

”رفتن چہاں بھی ہو میری اس سے فوری بات کرو۔ سردار
نے کہا۔

”لیں باس۔ فون سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا تو
سردار نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”یہ ناگزیر خطرناک ہوتا جا رہا ہے اس کا بھی خاتمه ضروری
ہے۔ سردار نے بڑپڑاتے ہوئے انداز میں کہا اور پھر اس کی
ففریں فائل پر جم گئیں لیکن پھر اس نے ایک جھٹکے سے فائل بند کر
کے اسے میز کی دراز میں رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو
النے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... سردار نے کہا۔

”جناب رافن سے بات کریں“..... دوسری طرف سے کہا۔

”کراو بات“..... سردار نے کہا۔

”ہیلو۔ رافن بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد رافن کی آمد

سالی دی۔

”سردار بول رہا ہوں رافن“..... چند لمحوں بعد رافن کی آمد

سالی دی۔

”اوہ۔ لیں سر حکم“..... رافن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے ابھی ابھی روپورٹ ملی ہے کہ ریڈ کلب کے مالک اور زیارت گروپ کے چیف کرافٹ کی لاش کسی ویرانے سے ملی ہے اور اس بھی بتایا گیا ہے کہ عمران اور اس کا شاگرد نائیگر بھی ریڈ کلب میں دیکھے گئے ہیں اور انہوں نے کرافٹ سے ملاقات بھی کی ہے کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ کرافٹ سے سینٹھ یعقوب کے قتل کے سلسلے میں چھان بین کی جا رہی ہو اور اگر ایسا ہوا ہے تو اس نے یقیناً ہمارے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہو گا“..... سردار نے تیز تر انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم کرنا پڑے گا صاحب“..... رافن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

”کتنے دن لگاؤ گے“..... سردار نے قدرے طنزیہ لمحے میں کہا۔

”صرف ایک دو گھنٹوں میں کام ہو جائے گا سردار صاحب“.....

اے پاہ رافن کا لیجہ قدرے تھے تھا۔

”اوے۔ میں آفس میں ہوں اور تمہاری کال کا انتظار کروں
گا۔“ سردار نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”چیف نجانے کیوں اس کی تعریف کرتا رہتا ہے اور جناب کے
مزاج ہی نہیں لٹھکانے پر۔“ سردار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور بھر
ایک فائل انٹھا کر وہ اس کے صفات اٹ پلٹ کرنے لگا۔ پھر تقریباً
ڈھانی تین سخنے بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو سردار نے رسیور انٹھا لیا۔
”لیں۔“ سردار نے اپنے مخصوص لجھ میں کہا۔

”جناب۔ رافن سے بات کیجیے۔“ دوسری طرف سے اس کی
ڈون سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کراو پاٹ۔“ سردار نے کہا۔

”رافن بول رہا ہوں جناب۔“ چند لمحوں بعد رافن کی موددانہ

آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے رافن۔“ سردار نے ایسے لجھ میں کہا جیسے
اسے یقین ہو کہ رافن کہے گا کہ وہ ابھی کچھ نہیں معلوم کر سکا۔

”سب کچھ معلوم ہو گیا ہے جناب۔“ دوسری طرف سے

رافن نے کہا تو سردار بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا معلوم ہوا ہے۔“ سردار نے قدرے اوپھی آواز میں کہا۔

”کرافٹ کو اس کے کلب سے نائیگر انٹھا کر لے گیا تھا اور اس

کی لاش جس آدمی نے پیٹکی ہے اس کے بارے میں ایک یعنی شاہد

نے بتایا کہ یہ لاش گاڑی سے چینکنے والا ایکری جبھی تھا اور یہ تمہارے
کا ساتھی ہے۔..... رافن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں نے کرافٹ
ہمارے بارے میں معلوم کر لیا ہو گا۔..... سردار نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ ایسا نہ ہو کیونکہ کرافٹ کو تو اس بارے میں کوئی
معلوم نہیں ہے۔..... رافن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم احمق تو نہیں ہو گے۔ تم نے کرافٹ کو سینئھے یعقوب کے قتل
کا آرڈر دیا اور نائیگر سینئھے یعقوب کے قتل کی ہی انکو اڑی کرتا پھر تم
تھا۔ انہوں نے لامحالہ کرافٹ سے ہمارے بارے میں معلوم کر لیا
ہو گا۔..... سردار نے کہا۔

”ہاں۔ آپ کی بات درست ہے۔ اب جیسے آپ حکم دیں۔.....
رافن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم چیف سے بات کرو وہ کیا کہتے ہیں۔..... سردار نے کہا۔
”یہ انتہائی اہم معاملہ ہے جناب۔ بہتر ہے کہ آپ خود ان سے
بات کر لیں۔..... رافن نے کہا۔

”جو تفصیل تم بتا سکتے ہو وہ میں نہیں بتا سکتا۔ اس لئے تم خود
بات کرو پھر مجھے رپورٹ دے دینا۔ میں تمہاری کال کا انتظار کروں
گا۔..... سردار نے کہا۔

”لیکن جناب چیف سے رابطہ تو کم از کم دو گھنٹے بعد ہوئے
گا۔ آپ کو طویل انتظار کرنا پڑے گا۔..... رافن نے کہا۔

”میں انتظار کر لوں گا۔ میں آفس میں ہی ہوں“..... سردار نے بواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سردار نے بھی رسیور رکھ دیا اور انٹھ کر ایک طرف موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں موجود شراب کی ایک بوتل اٹھائی اور اسے میز پر رکھ کر وہ مڑا اور الماری کے نچلے خانے میں موجود گلاسوں میں سے ایک گلاس اٹھا کر میز پر رکھ کر اس نے الماری بند کر دی۔ پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے بوتل کھولی اور گلاس میں شراب ڈال کر اس نے بوتل کو بند کر کے میز پر رکھا اور پھر گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا لیکن ابھی اس نے آدھا گلاس ہی ختم کیا تھا کہ اچانک اس کا ذہن کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھونمنے لگا۔

”یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ مجھے تو کبھی نہ نہیں ہوا“..... سردار کے ذہن میں یہ الفاظ گونجے اور پھر اس کا ذہن گھپ اندر ہرے میں ڈوبتا چلا گیا۔

راج گڑھ پہاڑی علاقہ تھا لیکن یہ تمام پہاڑ درختوں سے ذرا
 ہوئے تھے اور وہاں اس قدر بیزہ تھا کہ یوں لگتا تھا جیسے یہ مر
 پہاڑ پتھروں اور چنانوں کی بجائے بیز رنگ کے کسی میزیل
 بنائے گئے ہوں۔ یہاں سیاحوں کا بھی اچھا خاصاً رش تھا۔ متن
 لوگ بھی تھے اور ان کی تعداد بھی خاصی تھی۔ شارپ اور لیزا اونٹر
 آج صحی یہاں پہنچے تھے اور یہاں کے ایک ایسے ہوٹل میں ان
 کمرہ پہلے سے بک تھا جس میں سیاحوں کا ہر وقت رش رہتا تھا
 ”اب کیا پروگرام ہے“..... لیزا نے ہاتھ میں پکڑے ہر
 گلاں میں موجود شراب کا چھوٹا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔
 ”پروگرام وہی ہے جو ہم نے دارالحکومت میں بنایا تھا۔ ہمار
 یہاں تک کے ایگزاسٹ فیز م موجود ہیں۔ آج ہم نے وہاں کو
 کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں سیاحت کرنی ہے اور ہماری
 ایک مقامی گائیڈ نے کرنی ہے۔ وہ ایک پیشہ درگائیڈ ہے اور

کے ذریعے اس کا انظام کیا گیا ہے اس کا نام اعظم ہے۔ میں اس کا انتظار کر رہا ہوں تاکہ آج اس گائیڈ کے ساتھ جا کر وہاں کا چکر لگا آؤں۔ پھر ہم سافٹ ویر وہاں سے نکلنے کا حتیٰ پلان بنائیں گے۔..... شارپ نے کہا تو لیزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شارپ نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ روم نمبر ون زیر دن سے شارپ بول رہا ہوں“

شارپ نے کہا۔

”کاؤنٹر سے بول رہا ہوں سر۔ آپ کا گائیڈ اعظم یہاں موجود ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے“..... دوسرا طرف سے موڈبائنہ لجھے میں کہا گیا۔

”اے بھیج دو“..... شارپ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو شارپ نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر لمبے قد اور ورزشی اور سخت جسم کا مالک ایک مقامی آدمی کھڑا تھا۔

”میرا نام اعظم ہے جناب“..... آنے والے نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”آؤ بیٹھو“..... شارپ نے ایک طرف بٹتے ہوئے کہا تو اعظم نے اندر داخل ہو کر شارپ اور لیزا دونوں کو سلام کیا اور پھر شارپ کے سامنے موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہم ایگل ہیڈ پہاڑی اور اس بے کے ارد گرد کے علاقے کی

سیاحت کرنا چاہتے ہیں۔ کہا تو یہی جاتا ہے کہ وہ بے حد خطرناک

164

پہاڑیاں ہیں۔ شارپ نے کہا۔ ”جی ہاں۔ خطرناک تو یہیں البتہ اس کی چوٹی تک کسی کو جانے نہیں دیا جاتا کیونکہ وہاں حکومت کی کوئی خفیہ نیکثری ہے۔ عظم

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو ہمیں وہاں نہیں جانا چاہئے۔ گوہمارے پاس میں الاقوامی سیاحتی کارڈ موجود ہیں لیکن پھر بھی ہمیں مقامی قوانین پر عمل

کرنا چاہئے۔ شارپ نے کہا۔

”نہیں شارپ۔ میں نے اس علاقے کی فلم دیکھی ہے۔ وہاں بے حد خوبصورت پائیں ہیں۔ چلو ہم ایگل ہینڈ پر نہیں جائیں گے اس پہاڑی کی طرف چلے جائیں گے جہاں کہا جاتا ہے کہ گہری اور خطرناک کھائیاں ہیں اور ہم ان کی فلم بنائیں گے۔ لیزانے کہا۔

”کیا ہم وہاں تک جاسکتے ہیں مسٹر عظم۔ شارپ نے کہا۔

”جی ہاں۔ بالکل جاسکتے ہیں۔ وہاں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے لیکن ایک مخصوص درے سے آگے نہیں جانے دیا جاتا۔ وہاں باڑ لگا دی گئی ہے تاکہ کوئی سیاح ان خوفناک گہرا بیوں میں نہ گر جائے کیونکہ پھر ان کھائیوں سے کوئی باہر نہیں آ سکتا۔ عظم

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم خیال رسمیں گے۔ شارپ نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ آپ جو بھی پروگرام بنائیں میں حاضر ہوں،“..... عظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں سے کتنا فاصلہ ہو گا؟“..... شارپ نے پوچھا۔

”چار پانچ گھنٹوں کی ڈرائیور ہے“..... عظم نے کہا۔

”اوکے۔ تم لابی میں بینچ کر ہماری طرف سے کچھ کھاؤ پیو۔ ہم تیار ہو کر ایک گھنٹے بعد یہاں سے روانہ ہو جائیں گے“..... شارپ نے کہا تو عظم انہا اور سلام کر کے کمرے سے باہر چلا گیا۔

”یہ آدمی رکاوٹ بنے گا شارپ“..... لیزا نے کہا۔

”آج ہم اس کے ساتھ جائیں گے اور سب کچھ چیک کر کے واپس آ جائیں گے اس کے بعد اکیلے جا کر مشن مکمل کریں گے“..... شارپ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور لیزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ دونوں جیپ میں سوار ہو کر کھائیوں والی پہاڑی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جیپ کا انتظام عظم نے مقامی سیاحت آفس کے ذریعے کیا تھا۔ جس کی مہمت شارپ نے کی تھی۔ جیپ جدید ترین ماذل کی اور اچھی حالت میں تھی۔

”یہ جیپ خرید نہ لی جائے لیزا۔ اچھی جیپ ہے کام آئے گی جاتے ہوئے فروخت کر دیں گے“..... شارپ نے لیزا سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی آنکھ سے مخصوص اشارہ کر دیا کہ وہ دانتے یہ بات ڈرائیور گ سیٹ پر بیٹھنے کا یہ عظم کو ٹرپ کرنے کے لئے کہہ

رہا ہے۔

”ہاں۔ یہ جیپ تو مجھے بھی پنڈ آئی ہے لیکن احالیہ اور یہاں
ٹرینک ایک دوسرے سے اٹ ہے ہم اسے ہم اسے ہم اسے
گے“ لیزا نے کہا۔

”چلا تو ہم دیے بھی نہیں سکتے کیونکہ ہمارے پاس ڈرائیور مل
لائنس نہیں ہے۔ عظم بہت اچھی ڈرائیورگ کرتا ہے۔ اسے اس
وقت تک ہاڑ کر لیں گے جب تک ہم یہاں ہیں اور جاتے ہوئے
جیپ بھی عظم کو دے جائیں گے۔ ہم نے کیا کرنا ہے اسے
فروخت کر کے“.....شارپ نے کہا۔

”جناب۔ یہ سب سے اچھا ماذل ہے۔ دیے میں قدرے سنتی
دلا دوں گا“.....عظم نے سرت بھرے لہجے میں کہا۔
”کتنی قیمت میں مل جائے گی یہ“.....شارپ نے کہا۔

”جناب۔ مقامی کرنی کے مطابق نہیں جیپ پندرہ لاکھ کی ہے۔
یہ ایک سال چلی ہوئی ہے یہ آنھ لاکھ میں مل جائے گی اور میں
آپ کا ایک فائدہ اور بھی کراں سکتا ہوں کہ اس ڈیل کو مکمل کرنے کی
صورت میں مجھے کیش تقریباً ایک لاکھ روپے ملے گا۔ وہ بھی میر
آپ کو دے دوں گا اس طرح آپ کو یہ جیپ بے حدستے دامن
تقریباً سات لاکھ میں مل جائے گی“.....عظم نے کہا۔

”ٹھیک ہے جب ہم واپس جائیں گے تو تم یہ جیپ اپنے؟“
سے خرید لینا۔ رقم ہم دیں گے البتہ ہم اسے اس وقت تک اپنے

ہیں رسمیں گے جب تک ہم یہاں راج گڑھ میں ہیں۔۔۔۔۔ شارپ
نے کہا۔

”بے حد شکر یہ جناب۔ آپ واقعی دریا دل واقع ہوئے ہیں۔
میں ہمیشہ آپ کا احسان مند رہوں گا۔۔۔۔۔ عظم نے مرتب بھرے
لبخ میں کہا تو شارپ نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ لیزا کے
ہونٹوں پر طنزیہ مکراہٹ تیر رہی تھی۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل
اور خطرناک ڈرائیوگ کے بعد وہ پہاڑی راستوں سے گزر کر عین
کھائیوں کے اوپر والے حصے پر پہنچ گئے۔ یہاں آگے راستہ نہ تھا۔
ایگل ہیڈ چوٹی اور اس جگہ کے درمیان واقعی انتہائی گہری کھائیاں
تھیں۔ البتہ کھائیوں کے سرے پر فولادی راڑز کی باقاعدہ باڑ آکاہی
گئی تھی تاکہ کوئی اتفاقاً بھی گہری کھائی میں نہ گر جائے۔
چونکہ یہاں تک نہ آسکتی تھی۔ اس لئے عظم نے اسے کافی
ایک مخصوص پہاڑی کی اوٹ میں روک کر لاک کر دیا تھا۔۔۔۔۔
بنوں پیدل چلتے ہوئے کھائیوں تک پہنچتے۔

”اس کھائی کی گہرائی کتنی ہو گی۔۔۔۔۔ شارپ نے مذکور
سے پوچھا۔

”پتہ نہیں جناب۔ ویسے کہا تو یہی جاتا ہے کہ یہ انتہائی
کھائیاں ہیں۔۔۔۔۔ عظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے پاس رسی کا بندل تھا وہ کہاں ہے۔۔۔۔۔ شارپ
لوپ چھا۔

”وہ تو جیپ میں ہی موجود ہے۔ میں نے ایک جنگی کے لئے رکھا ہوا ہے۔ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔“..... عظم نے چونک کر کھا رکھا ہوا ہے۔ میں صرف سیاح ہی نہیں ہوں کوہ پیانا بھی ہوں۔ دنیا کی کسی بڑی چوٹیاں نے سر کر رکھی ہیں۔ تم وہ بندل لے آؤ پھر بات ہو گی۔“..... شارپ نے کہا تو عظم سر ہلاتا ہوا مڑا اور واپس جیپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”تم کرنا کیا چاہتے ہو؟“..... لیزا نے حیرت پھرے لجھے میں کہا۔

”میں رسی کو فولادی راڑ کے ساتھ باندھ کر کرسی کی مدد سے نیچے اتروں گا تاکہ چیک کر سکوں کہ یہ کھائی کتنی گہری ہے اور ساف دیر جس کمرے میں ہے اس میں تازہ ہوا کی آمد اور اندر کی ہوا کی نکاسی کے لئے جو ایگزاست فین لگائے گئے ہیں وہ کتنے بڑے ہیں۔ کیا میں ان کو اکھاڑ سکتا ہوں یا نہیں۔ یہ تمام جائز لینے کے بعد ہی ہم مشن مکمل کر سکیں گے۔“..... شارپ نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم کوہ پیانا کرتے رہے ہو لیکن پھر بھا اسے ایزی نہ لینا ہر طرح سے اپنا خیال رکھنا۔“..... لیزا نے کہا۔

”تم فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔“..... شارپ نے کہا اور لیزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ اس طرح چوکی میں اچانک اسے کوئی خیال آگیا ہو۔

”کیا ہوا کوئی خاص بات یاد آ گئی ہے کیا؟“..... شارپ۔

اے چونکتے دیکھ کر کہا۔

”مجھے خیال آیا ہے کہ کہیں یہ اعظم پولیس یا فوج کو یہ نہ بتا دے کہ تم اس طرح نیچے گئے تھے اور تم نے کوئی جائزہ لیا ہے“..... لیزانے کہا۔

”اسی لئے تو میں نے اسے جیپ دینے کی بات کی ہے۔ اب وہ ہمارے بارے میں کسی سے کوئی ایسی بات نہیں کہہ گا جس سے ہمیں نقصان پہنچے“..... شارپ نے کہا اور لیزانے اس بار بڑے اطمینان بھرے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد اعظم واپس آگیا۔ اس کے ہاتھوں میں انہٹائی مضبوط رسی کا بڑا بندل موجود تھا۔

”یہ لیجئے جتاب۔ لیکن پلیز آپ مجھے بتائیں کہ آپ اس رسی سے کیا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ آپ کوہ پیا بھی ہیں لیکن یہاں آپ کوہ پیا کیسے کریں گے اور کیوں“..... اعظم نے کہا تو شارپ بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں اس کھائی کی ایسی فوٹو گرافی کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی فوٹو گرافی اور کوئی نہ کر سکے۔ میں رسی کو فولادی ریلینگ سے باندھ کر رسی کی مدد سے نیچے اتروں گا اور اس کھائی کے تمام مناظر کی فوٹو گرافی کروں گا، تم فخر مت کرو جیسا تم سوچ رہے ہو ایسا کچھ نہیں ہو گا“..... شارپ نے کہا۔

”ٹھیک ہے جتاب۔ میں تو آپ کو صرف خطرے سے آگاہ کر

سکتا ہوں جو میں نے کر دیا ہے۔۔۔۔۔ عظم نے کہا تو شارپ نے اس کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے اپنی کمر سے ری کے ایک سرے کو باندھا اور پھر ری کے دوسرے سرے کو اس نے فولادی رینگ سے باندھا اور پھر رینگ پر چڑھ کر وہ ری کی مد سے اس طرح نیچے اترتا چلا گیا جیسے کوہ پیما بلندی سے نشیب کی طرف اترتے ہیں۔ چند لمحوں بعد وہ نظروں سے غائب ہو گیا البتہ ری مسلسل بندل سے نکل کر نیچے جا رہی تھی۔ پھر ری ختم ہو گئی تو لیزا اور عظم کے چہروں پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے لیکن وہ کر بھی کیا سکتے تھے اس لئے خاموش کھڑے رہے۔ کچھ دیر بعد ری کا سخنچا ڈھیلا پڑنے لگا تو وہ سمجھ گئے کہ شارپ اب واپس اوپر چڑھ رہا ہے۔ کافی دیر بعد پہلے اس کا سر نظر آیا پھر اس نے رینگ کو پکڑا اور قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

”سمال ہے جناب۔ آپ تو واقعی کوہ پیمائی میں بے حد ہیں۔۔۔۔۔ عظم نے واقعی خلوص بھرے لجھ میں کہا۔

”لیکن تمہاری یہ کھائیاں بے کار ہیں۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ فزو گرفتی کے لئے بہترین ثابت ہوں گی لیکن یہ تو عام سی کھائیاں ہیں جیسی عام پہاڑیوں میں ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ شارپ نے ایسے انداز میں منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اسے بڑی مایوسی ہوئی ہو۔

”چلو دریش تو ہو گئی اب چلو واپس“۔۔۔۔۔ لیزا نے ہنتے ہوئے کہا۔

”ہاں چلو۔ عظیم یہ ری کھول کر لپینو اور واپس گئے تو۔ بد دنوں جیپ کی طرف جا رہے ہیں۔“.....شارپ نے کہا۔

”لیں سر“.....عظیم نے کہا اور رینگ کی طرف بڑھ گیا تا۔
ری کھول سکے جبکہ شارپ اور لیزا دونوں مزکر جیپ کی طرف پڑے۔

”کیا ہوا۔ کام بنا، یا نہیں“.....لیزا نے آہستہ سے کہا۔

”ہاں۔ ہم کامیاب رہیں گے۔ میں نے پوری چیکنگ کر لی
ہے۔“.....شارپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مشن پر کام کب کرنا ہے“.....لیزا نے کہا۔

”ایک دو روز میں ہم مشن مکمل کر لیں گے لیکن پہلے مجھے یہاں
سے ساف ویر کو کافرستان شفت کرنے کا ایسا پلان بنایا ہو گا کہ
کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے کہ ساف ویر کہاں گیا“.....شارپ
نے کہا اور لیزا نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

نائیگر کی کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوتی دارالحکومت کے
 مضافات میں واقع بلیو اسکائی کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔
 وہ گزشتہ دو گھنٹوں سے سردار کو تلاش کرتا پھر رہا تھا لیکن وہ اپنے
 معمول کے اذوں میں سے کہیں بھی موجود نہ تھا اور نہ ہی کسی کو
 معلوم تھا کہ وہ کہاں موجود ہے۔ وہ اپنے بنس آفس میں بھی
 موجود نہ تھا اور نہ ہی اس اڈے پر جس کے بارے میں رافن نے
 بتایا تھا۔ اب نائیگر بلیو اسکائی کلب کے مالک اور جزل منیر گاندھی
 سے ملنے جا رہا تھا۔ گاشا ایکریمین تھا لیکن طویل عرصے سے " "
 پاکیشیا میں بلیو اسکائی نامی کلب چلا رہا تھا اور نائیگر کو معلوم تھا کہ
 اندر ورلد میں کاشا کا نیٹ ورک سب سے زیادہ وسیع اور فعال ہے
 اس لئے اسے یقین تھا کہ اگر گاشا چاہے تو سردار کو ٹریس کر کر
 ہے۔ اسے صرف اس بات کی فکر تھی کہ کہیں گاشا اور سردار
 آپس میں دوستانہ تعلقات نہ ہوں کیونکہ دونوں اندر ورلد میں نہ

کام کرتے تھے لیکن چونکہ عمران نے سردار کو ٹریس کرنے کا کام
ٹائیگر کے ذمے لگایا تھا اس لئے وہ ہر صورت میں یہ کام کرنا چاہتا
تھا۔ بلیو اسکائی کلب خاصے و سعی رقبے پر پھیلا ہوا تھا۔ یہاں کا
ہاول بے حد اچھا تھا۔ دارالحکومت کے اعلیٰ گمراہوں کے لوگ
رات گئے تک یہاں بیٹھے گپ شپ لگانے کے ساتھ ساتھ پینے
پلانے میں بھی مصروف رہتے تھے۔ ایک طرف جو اکھیلنے کے لئے^{لے}
کافی بڑا ہاں تھا جہاں یہیں میں میںوں کے علاوہ باقاعدہ تاش اور دیگر ہر
تم کا جو اکھیلا جاتا تھا لیکن یہاں بڑے داؤ لگائے جاتے تھے اور
چھوٹے داؤ کھینے والے کو میز سے اٹھا دیا جاتا تھا اس جو ہاں کا
انچارج ٹائیگر کا دوست رافت تھا۔ حالانکہ ٹائیگر جوانہ کھیلنا تھا لیکن
رافٹ نے کئی بار اسے جو اکھیلنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھیں
ٹائیگر نے صاف انکار کر دیا۔ ٹائیگر کو اچاک رافت کا خیال آگیا
اور اس نے گاثا سے پہلے رافت سے ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ تھوڑی دری
بعد وہ رافت کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ رافت کا عیحدہ آفس
تھا جہاں بیٹھ کر وہ کلب کے جو خانے کے امور کی گمراہی کرتا تھا۔

”ارے۔ اودہ ٹائیگر تم اچاک یہاں خیریت تو ہے نا۔“.....

رافٹ نے اٹھ کر ٹائیگر کی طرف مصافحوں کے لئے ہاتھ بڑھاتے
اہئے کہا۔

”ملنے تو کسی اور سے آیا تھا لیکن اچاک تمہارا خیال آگیا تو
میں تمہاری طرف چلا آیا۔ میں نے ڈسرب تو نہیں کیا تھیں۔“.....

ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ مجھے تو خوشی ہوئی ہے تم سے مل کر۔ یولوکا یا پسند کرو گے۔“..... رافٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہیں معلوم تو ہے کہ میں صرف اپل جوں لیتا ہوں۔“
ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے۔“..... رافٹ نے کہا اور سائیڈ پر موجود انٹر کام کا ریم
انٹھا کر دو بیٹن پر لیں کئے اور کسی کو اپل جوں لانے کا کہہ کر ریم
رکھ دیا۔

”ہاں اب بتاؤ کیسے آنا ہوا۔“..... رافٹ نے آگے کی طرز
جھکتے ہوئے کہا۔

”مجھے واٹ بلڈ کے سردار کی تلاش ہے۔ میں نے سوچا کہ
تمہارے چیف سے پوچھ لوں کیونکہ اس کا فیٹ ورک بہت وسیع اور
بہت تیز ہے لیکن پھر میں نے سوچا کہ براہ راست گاشا کے پار
جانے سے پہلے تم سے مل لوں۔ چنانچہ میں ادھر آگیا۔“..... ٹائیگر
نے کہا۔ اس دوران ایک نوجوان اپل جوں کا ایک گلاں ٹائیگر کے
سامنے رکھ کر جا چکا تھا۔ ٹائیگر نے اپنی بات ختم کر کے مانے
موجود گلاں انٹھالیا۔

”تمہارا واٹ بلڈ سے کیا تعلق۔ وہ تو اسلخ کی اسمگنگ ہے
وابستہ ہے۔“..... رافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں بھی انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہوں۔ مجھے بھی تو نہلک

ہاسک حاصل کرنے ہوتے ہیں۔۔۔ نایگر نے ہسپ پر لیتھ ہوئے کہا۔

”تم یہ معلومات سردار کے خلاف استعمال کئے یا تھے میں“۔۔۔ رافٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو“۔۔۔ نایگر نے لہا۔

”تاکہ معلوم ہو سکے کہ تمہیں سردار سے ملوایا جائے یا نہیں“۔۔۔ رافٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ سردار کہاں ہے“۔۔۔ نایگر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم نہیں لیکن میں معلوم کر سکتا ہوں۔ چیف گاشا تو انکار کر دے گا کیونکہ گاشا اور سردار دونوں بہت سے معاملات میں اکٹھے کام کر رہے ہیں اور میں بھی تمہاری دوستی کی خاطر اپنی اور اپنے خاندان کی زندگیاں واو پر نہیں لگا سکتا“۔۔۔ رافٹ نے کہا تو نایگر بے اختیار ہس پڑا۔

”میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ تم اپنی اور اپنے خاندان کی زندگیاں واو پر مت لگاؤ۔ گاشا جانے اور میں۔ تم نے مجھے بتا دیا کہ اسے یعنی طور پر معلوم ہو گا۔ اس لئے اب یہ میرا کام ہے کہ میں اسے کیسے ٹریس کرتا ہوں“۔۔۔ نایگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ناراض ہو گئے ہو اور میں تمہاری دوستی کی قدر کرتا ہوں۔

یہ بتا دوں کہ گاشا تمہیں کچھ نہیں بتائے گا البتہ میں تمہیں اشارہ کر سکتا ہوں بشرطیکہ میرا نام درمیان میں نہ آئے۔۔۔ رافٹ نے کہا
”تم جانتے ہو کہ میں دوستوں کے ساتھ تو کیا دشمنوں کے
ساتھ بھی اصول پسندی سے چلتا ہوں۔ پھر بھی تم اسکی بات کر
رہے ہو۔۔۔“ نائیگر نے کہا۔

”تو پھر سنو جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ چیف گاشا کو بھی معلوم
نہیں۔ ہمارا نیٹ ورک پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ دارالحکومت
میں یہ نیٹ ورک چار حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک حصہ میرے افواز
ہے۔ اس حصے کا فیلڈ انچارج میرا بھائی کارل ہے اور یہ بھی یہ
دوں کہ کارل پہلے سردار کے ساتھ کام کرتا تھا پھر دونوں کے
درمیان اختلاف ہوا تو کارل نے گاشا کے ذریعے سردار سے علیحدگی
اختیار کر لی تب سے وہ سردار کے بارے میں بے حد محاط رہتا ہے
کیونکہ اسے معلوم ہے کہ سردار بے حد انتقام پسند انسان ہے۔“
انسانوں کو چیزوں کی طرح مسلسل دیتا ہے۔ سردار کا ایک بنس
آفس ہے۔ تمہیں معلوم ہو گا۔۔۔ رافٹ نے کہا۔

”ہاں۔ میں وہاں گیا بھی ہوں لیکن وہاں بھی سردار نہیں
تھا۔۔۔“ نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جب وہ سب کی نظر دیں سے چھپتا چاہتا ہے تو وہ زیر وہاؤں
میں شفث ہو جاتا ہے۔ آج کل وہ زیر وہاؤں میں ہے۔۔۔“
رافٹ نے کہا۔

”اچھا۔ اسے کیا خطرہ ہے“.....ٹائیگر نے پوچھا۔

”یہ تو مجھے معلوم نہیں کوئی اندر درلڈ کا مسئلہ ہو گا۔ بہر حال میں نے یہ رپورٹ چیف تک نہیں پہنچائی“.....رافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ زیر و ہاؤس کہاں ہے“.....ٹائیگر نے کہا۔

”اس کے بزنس آفس کے نیچے۔ اس کا راستہ دوسری طرف میں شریٹ میں ہے“.....رافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس دروازے کی کوئی خاص نشانی“.....ٹائیگر نے پوچھا۔

”ہاں۔ لوہے کے اس گیٹ نما دروازے پر خوبصورت بنا نے والی کمپنی کا بورڈ لگا ہوا ہے لیکن یہ بتا دوں کہ اگر سردار وہاں ہے تو پھر وہاں انتہائی سخت نگرانی ہو رہی ہو گی البتہ تمہیں تو بہت سے لوگ پہچانتے ہیں“.....رافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے صرف اس سے ملتا ہے اور بس“.....ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ رافٹ کا شکریہ ادا کر کے مڑا اور اس کے آفس سے باہر آ گیا۔

توہڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے اس علاقے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں سردار کا بزنس آفس تھا۔ وہ چونکہ پہلے یہاں کا چکر لگا گیا تھا اس لئے اسے یہاں کے بارے میں بکچھ معلوم تھا۔ کار چلاتے چلاتے اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے کار کی رفتار کم کی اور پھر اسے سڑک کے کنارے روک کر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے اس نے نمبر

پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد فون کی تھنٹی نج اٹھی پھر دوسری طرف سے فون اٹھ کر لیا گیا۔

”ایس۔ علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“..... رابطہ ہونے پر عمران نے اپنے مخصوص خوشنوار لب میں کہا۔

”نائگر بول رہا ہوں باس۔“..... نائگر نے کہا۔

”تمہارا نام سیل فون کی سکرین پر موجود ہے۔ بولو کیا ہوا اس سردار کا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے لبجے میں کہا تو نائگر نے ساری تفصیل بتا دی۔

”تو تم نے اب کیا فیصلہ کیا ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”باس۔ میں نے اسے اخوا کر کے رانا ہاؤس لے جانے کا فیصلہ کیا ہے لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ آپ سے پوچھ لوں جیسے آپ حکم دیں۔“..... نائگر نے کہا۔

”اس کے اس طرح چھپ کر رہنے کا مطلب ہے کہ اسے کسی سے شدید خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ رافن نے اسے سب کچھ بتا دیا ہو۔ میں نے رافن کو اس لئے رہا کر دیا تھا کہ یہ بعد میں ہمارے کام آ سکے گا۔ ایسے لوگوں کو ایسی تنظیموں میں انساں کو پیدیا کی حیثیت ہوتی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”آپ درست کہہ رہے ہیں باس۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے۔“..... نائگر نے پوچھا۔

”ٹھیک ہے۔ اسے ہاں سے اٹھا کر راتا ہاؤس لے آؤ پھر مجھے
کال کر لینا میں پہنچ جاؤں گا“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس“..... نائیگر نے کہا اور رابطہ ختم کر کے فون جیب
میں ڈالا اور پھر کار آگے بڑھا دی۔ اس علاقے میں پہنچ کر نائیگر
نے کار پیلک پارکنگ میں روکی اور پھر کار کی عقبی سیٹ کو اس طرح
اٹھایا جیسے صندوق کا ڈھکن اٹھایا جاتا ہے اور پھر اس میں سے ایک
عہس پھل نکال کر جیب میں ڈال لیا۔ مشین پھل پہلے ہی اس
کی جیب میں موجود تھا۔ سیٹ بند کر کے اس نے کار کا دروازہ کھولا
اور پنج اتر کر اس نے کار کو لاک کیا تو اسی لمحے پارکنگ بوائے
اس کے پاس آ گیا۔ اس نے ایک کارڈ کار کی سائیڈ میں پھنسایا
اور دوسرا کارڈ نائیگر کو دے کر واپس مڑ گیا۔

”ارے پیسے تو لے لو“..... نائیگر نے کہا تو وہ آدمی مڑا۔

”سر۔ پچھلے ایک ہفتے سے پارکنگ فری ہو چکی ہے“.....
نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا تو نائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
نوجزوی دیر بعد وہ پیدل چلتا ہوا اس سڑک پر پہنچ گیا جہاں سردار کا
نیپہ اڑہ تھا۔ سڑک پر خاصاً ٹریفک تھا اور رفت پاتھ پر بھی خاصے
افراد چل رہے تھے۔ نائیگر بھی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا
گیا۔ اسے اندازہ نہ تھا کہ سردار کے بُرنس آفس کا عقبی حصہ کہاں
ہو سکا ہے۔ اس رافت نے بتایا تھا کہ زیر و ہاؤس کے گیٹ پر کسی
خوشبو بنانے والی کمپنی کا بورڈ لگا ہوا ہے اور نائیگر اسی بورڈ کو تلاش

کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور پھر اسے ایک بورڈ سرخ رنگ کا
 گیٹ پر نظر آ گیا۔ یہ واقعی خوبی فروخت کرنے والی کمپنی کا ملک
 تھا۔ نائیگر اس گیٹ کے قریب سے گزرا اور اس نے ایک عین فلم
 میں اس گیٹ اور اس کے ارد گرد کا بغور جائزہ لے لیا۔ گیٹ بننے
 اور یوں لگتا تھا کہ شاید یہ گزشتہ کئی سالوں سے بند ہے لیکن گیٹ
 وہ حصہ جہاں تالا لگا ہوا تھا اور اسے باہر سے مخصوص چابی سے کھلا
 جاسکتا تھا وہاں ایسے نشانات تھے کہ جیسے کی ہوں کو مسلسل اور بہر
 زیادہ استعمال کیا جا رہا ہو۔ نائیگر کافی آگے جا کر مڑا اور پھر
 چھانک سے پہلے مڑ کر اس نے بوٹ کا تسمہ سیٹ کرنا شروع کر دیا
 لیکن دراصل وہ ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا لیکن کوئی آدمی اسے ایسا
 نظر نہ آیا جس پر وہ شک کر سکتا ہو کہ وہ وہاں کی گمراہی کر رہا ہے۔
 وہ سیدھا ہوا اس نے جیب سے ماشر کی نکالی اور گیٹ کی طرف
 اس طرح بڑھ گیا جیسے اس کا تعلق اس کمپنی سے ہو۔ اس نے مابر
 کی کوئی ہول میں ڈالا اور پھر دائیں باائیں مخصوص انداز میں گھما
 تو چند لمحوں بعد کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی چھانک کھلتا چلا گیا۔
 نائیگر نے چابی نکالی اور گیٹ کو دھکیل کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک
 چھوٹا سا صحن تھا جس کے دائیں طرف ایک راہداری اندر جا رہی
 تھی۔ نائیگر نے گیٹ بند کیا اور اس راہداری کی طرف بڑھنے لے
 لیکن پھر اس نے راہداری میں جانے کا خطرہ مول نہ لینے کا فیصلہ
 کیا کیونکہ رافٹ نے اسے بتایا تھا کہ سردار نے اپنے اس اون

میں سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں اور لا محالہ یہ انتظامات راہداری میں بھی ہوں گے۔ اس نے جیب سے گیس پبلل نکالا اور اس کا رخ راہداری کی طرف کیا ہی تھا کہ یہ لذت چھٹ سے چنگ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی نائیگر کا ذہن کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومنے لگا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا اور اس کے ذہن پر گہری ہار کی پھیلتی چلی گئی۔ پھر جس طرح گھپ اندر میرے میں بچلی چکتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی کی لمبیں سی دوڑنے لگیں اور پھر کچھ دیر بعد نہ صرف اس کا شعور جاگ اٹھا بلکہ اس نے بے اختیار اٹھنے کی بھی کوشش کی تو اسے احساس ہوا کہ اس کا جسم کری کے ساتھ رسیوں سے بندھا ہوا ہے۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود تھا۔ سامنے ایک کری پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جبکہ ایک پہلوان نما آدمی اس کے قریب کسی دیو کے انداز میں کھڑا تھا۔ بیٹھے ہوئے آدمی کو دیکھتے ہی نائیگر پہچان گیا کہ وہ وائٹ بلڈ کا سردار ہے کیونکہ وہ پہلے بھی کئی بار اس سے مل چکا تھا۔ اس کو چونکہ اسمگنگ سے کوئی دلچسپی نہ تھی اس نے اس لئے اس کے خلاف کبھی کوئی کام نہ کیا تھا۔

”تم نائیگر ہو عمران کے شاگرد۔ وہ عمران جو پاکیشیا سیکرٹ مردوں کے لئے کام کرتا ہے لیکن تم یہاں کیوں آئے ہو اور تمہیں یہاں کے بارے میں کس نے بتایا ہے؟“..... سردار نے انتہائی سخت

لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا جبکہ اس دوران نائیگر بندھی بھل رسی کو چیک کرتا رہا۔ اس کے دونوں ہاتھوں کو اس کے عقب میں کر کے پاندھا گیا تھا کیونکہ اس طرح بندھا ہوا شخص معمولی کی لمبی حرکت نہ کر سکتا تھا۔ زور آزمائی کی صورت میں اس کے دونوں بازوؤں کی ہڈیاں بیک وقت ٹوٹ سکتی تھیں لیکن نائیگر نے اس فہر کو اس کے ماہرین سے باقاعدہ سیکھا ہوا تھا اس لئے چند لمحوں بعد دیکھنے اور اندازہ لگانے کے بعد اس کی انگلیاں مخصوص انداز میں حرکت میں آگئیں تاکہ عقب میں بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ کو کھول سکے۔

”میں تو تم سے ملنے آیا تھا۔ میں نے کال بیلز دیں لیکن تم نے گیٹ نہ کھوتا تو میں نے دیے ہی گیٹ کو دھکیلا تو گیٹ کھلتا چلا گیا لیکن پھر برآمدے میں پہنچنے پر چھت سے چنگ کی آواز سنائی دی اور میں بے ہوش ہو گیا۔..... نائیگر نے بڑے پرسکون لجھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ اس کی انگلیاں جو اس کی پشت کی طرف تھیں تیزی سے حرکت کر رہی تھیں۔ اسے کچھ وقت چاہئے تھا جو اس نے اس طرح گفتگو کرنے میں گزارنے کا فیصلہ کیا تھا۔

”تم اپنے علاوہ باقی سب کو احمد سمجھتے ہو۔ تم نے کسی ماسٹر کی سے چھانک کھولا اور پھر تم نے اندر آ کر بے ہوش کرنے والے گیس پسل سے اندر گیس فائز کرنے کی کوشش کی لیکن اسی وقت نے

پریز فائز ہوئی اور تم بے ہوش ہو گئے۔ تمہاری جیب میں شین پبل بھی موجود تھا لیکن یہ بتاؤ کہ یہاں کا ایڈریس تمہیں کس نے دیا ہے۔ اگر تم مجھ سے بتا دو گے تو میں وعدہ کرتا ہوں میں تمہیں رہا کر دوں گا۔..... سردار نے کہا۔

”تم نے یہاں اس انداز کے حفاظتی انتظامات کے ہیں جیسے نہاراً تعلق کسی سیکرٹ ایجنٹی سے ہو۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے۔..... ہائگر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے خود سوال کرتے ہوئے کہا۔

”تم شاید میرے نرم روئے کی وجہ سے میری باتوں کا جواب نہیں دے رہے۔ ڈیول۔ کوڑا اٹھا لاؤ۔..... اس بار سردار نے زیب کھڑے پہلوان نما آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں باس۔..... اس آدمی نے جس کا نام ڈیول تھا، جھٹکے دار لجے میں کہا اور مژکر کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ ہائگر چونکہ ایسے مجرموں کی فطرت سے بخوبی واقف تھا اس لئے اس نے فوری طور پر ایکشن میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ دوسرے لئے وہ اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اس کے ہاتھ رہی سے بندھ لیا ہوں کیونکہ وہ رسی کی فائل ناٹ کو چیک کر چکا تھا اس لئے ایکشن میں آنے کا فیصلہ کرتے ہی اس نے ایک جھٹکے سے گانٹھ کھول دی اور دوسرے لئے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ۔ یہ کیا۔..... سامنے بیٹھے ہوئے سردار نے ٹائیگر کو اٹھتے

دیکھ کر حلق کے بل چختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے
مشین پسل نکالنے کی کوشش کی لیکن نائیگر نے یکنخت جسپ لگایا اور
اس کے دونوں پیر پوری قوت سے سردار کے سینے پر پڑے اور وہ
چختا ہوا پشت کے بل عقبی دیوار سے جا ٹکرایا جبکہ ڈیول اسی وقت
الماری سے ہنڑ نکال کر مز رہا تھا۔ نائیگر نے سردار کے سینے پر
ضرب لگا کر اپنے جسم کو تیزی سے موڑا اور اس کا اوپر کا جسم ندا
میں گھومتا ہوا تیزی سے ڈیول سے جا ٹکرایا۔ اس ضرب سے ڈیول
چختا ہوا اور لڑکھراتے ہوئے قدموں سے پیچھے ہٹ گیا تھا لیکن
نیچے نہ گرا تھا۔ نائیگر ضرب لگا کر ایک دھماے سے فرش سے جا
ٹکرایا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح اچھلا جیسے اس کے جسم
میں ہڈیوں کی بجائے سپرنگ لگے ہوئے ہوں۔ اسی لمحے ڈیول کا
جسم بکھل کی سی تیزی سے گھوما اور شزاداپ کی تیز آواز کے ساتھ ہی
ہنڑ پوری قوت سے نائیگر کے جسم سے ٹکرایا اور نائیگر کے منہ سے
نہ چاہنے کے باوجود چیخ نکل گئی۔ نائیگر چختا ہوا پیچھے کی طرف ہٹا۔
اسی لمحے ڈیول نے ایک بار پھر ہنڑ گھما�ا لیکن اس دوران نائیگر
سنجل چکا تھا اس لئے وہ تیزی سے پیچھے ہٹا اور پھر جیسے ہی ہنڑ
اس کے جسم سے ٹکرائے بغیر گھومتا ہوا آگے کی طرف گیا تو نائیگر
نے یکنخت چھلاگ لگائی اور ڈیول کے اس ہاتھ پر ضرب لگائی جس
میں اس نے ہنڑ پکڑا ہوا تھا۔ ضرب لگنے سے ہنڑ ڈیول کے ہاتھ
سے نکل گیا۔ ڈیول بکھل کی سی تیزی سے جھک کر اسے اٹھانے تک

لگا تھا کہ نائیگر کا گھومتا ہوا جسم اس کی سائینے سے لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کے دامیں ہاتھ کی الگیوں کا پنج ڈیول کی دونوں آنکھوں پر پڑا اور اس کے ساتھ ہی ڈیول چینا ہوا ایک طرف کو آنکھوں پر رکھنے ہوئے تھے جبکہ اس مڑا۔ اس نے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھنے ہوئے تھے جبکہ اس کا جسم تیزی سے اچھل رہا تھا جبکہ سردار، نائیگر کے دونوں ہاتھوں کی مخصوص انداز میں لگائی گئی ضرب سے دیوار سے گلرا کر فرش پر لئے اس کی طرف سے کوئی مداخلت نہ ہوئی تھی اور نائیگر کو موقع ہی لئے اس کی طرف توجہ دیتا لیکن اب ڈیول کی آنکھوں میں نہ ملا تھا کہ وہ اس کی طرف چکا تھا۔ نائیگر تیزی سے فرش پر بے ہوش پڑے سردار بے بس ہو چکا تھا۔ نائیگر تیزی سے فرش پر بے ہوش پڑے سردار کی طرف بڑھ گیا جس کی پینٹ کی ایک سائینہ پر ہو شر لگا ہوا تھا جس میں مشین پسل بھی موجود تھا۔ شاید ڈیول یہی مشین پسل نکالنا چاہتا تھا لیکن اسے اس کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔ نائیگر مشین پسل لینے کے لئے جھک گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ سیدھا ہوا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسل موجود تھا۔ ادھر ڈیول نے اب آنکھوں سے ہاتھ ہٹا لئے تھے لیکن اس کی آنکھیں نہ کھل رہی تھیں اور وہ گہری سرخ ہو گئی تھیں۔

”تم اندر ہے ہو چکے ہو ڈیول اس لئے موت تمہارے لئے تھنھے ہے“..... نائیگر نے کہا اور دوسرے لمحے تردد اہٹ کی تیز آواز کے

ساتھ گوایوں کی بوجھاڑ ڈیول کے جسم پر پڑی اور وہ چیختا ہوا
 گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا تو نائیگر نے اپر
 ملولیں سانس لیا اور پھر اس نے فرش پر پڑے سردار کو چیپس پر
 بینے پر لگنے والی بھرپور ضرب نے اسے بے ہوش کر دیا تھا اور
 کی بخشش ہتا رہی تھی کہ ابھی چار پانچ گھنٹوں تک اسے خود بخوبی
 نہیں آ سکتا تھا۔ سردار کی طرف مطمئن ہونے پر وہ مشین ہٹا
 اٹھائے کرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے معلوم ہو گیا
 اس نچلے حصے میں سردار اور ڈیول رہتے تھے جبکہ اس کے بالکل اپر
 اس کا بڑا آفس تھا۔ فون سیکرٹری اور دوسرے جو لوگ بڑا آفس
 میں بیٹھتے ہیں وہی یہاں کے کام کو سنبھالتے ہیں۔ یہاں پر
 صرف سردار اور ڈیول موجود تھے البتہ ایک چھوٹے سے کمرے میں
 حفاظتی سامنے آلات کو مانیزٹر کرنے والی مشینیں موجود تھیں۔ انہیں
 کنٹرول سردار کے آفس سے کیا جاتا تھا جبکہ آفس میں ہی ایک
 سکرین موجود تھی جس پر اس تمام ایریا کے مناظر عیینہ عیینہ نظر
 آتے تھے۔ نائیگر اب ساری صورتحال کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا از
 لئے اس نے ان سامنے آلات کو آف کر دیا اور پھر واپس ار
 کرے میں آ گیا جہاں سردار بے ہوش پڑا تھا۔ نائیگر نے اسے
 اٹھا کر کاندھے پر لادا اور اسے لے کر پیر ونی گیٹ پر آ گیا۔ نائیگر
 نے سردار کو وہاں ایک کونے میں ڈالا اور پھر اندر سے چھانک کھل
 کر باہر آ گیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ پیک پارکنگ میں ہٹا

اور وہاں سے اپنی کار لے کر وہ واپس اس چھانک کے سامنے پہچا۔
 اور کھول کر اس نے کار اندر لے جا کر روکی اور پھر چھانک کو
 چھانک سے بند کر دیا اور پھر سردار کو اٹھا کر اس نے عقیبی سیٹوں کے
 اندر سے بند کر لیا اور پھر سردار کو اٹھا کر اس نے عقیبی سیٹوں کے
 درمیان خالی جگہ پر لٹا کر اس پر چادر ڈال دی تاکہ باہر سے اسے
 کوئی دیکھنے سکے۔ پھر کار کو باہر نکال کر اس نے چھانک بند کیا اور
 کار لے کر وہ رانا ہاؤس کی طرف بڑھ گیا۔ ایک بار اسے خیال آیا
 کہ ڈیول کی لاش کو بھی کار میں ڈال کر وہ باہر لے آئے اور اسے
 کہیں ویران علاقے میں پھینک دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل
 دیا کیونکہ ڈیول اس قدر لمبا، چوڑا اور موٹا تھا کہ عقیبی سیٹوں کے
 درمیان اس کے جسم کو ٹھونسا بھی نہ جا سکتا تھا اور اس طرح سردار
 بھی دب کر ہلاک ہو سکتا تھا البتہ اس نے سوچا تھا کہ رانا ہاؤس جا
 کر سردار کے بنس آفس میں فون کر کے انہیں نیچے موجود ڈیول کی
 لاش کے بارے میں بتا دے گا پھر وہ خود ہی اسے ٹھکانے لگاتے
 رہیں گے۔

عمران سینئری بگ طارگٹ

منظہ ہر قسم ایم اے



شارپ اور لیزا ایک فلیٹ میں رہا۔ شپر تھے۔ یہ دو کمروں کا
جدید ساخت کا فلیٹ تھا۔ ہوٹل میں انہیں چیک ہونے یا گمراہی کا
خداشہ رہتا تھا اس لئے انہوں نے اعظم کے ذریعے یہ فلیٹ کب
کرایا اور پوری رقم ایڈوانس ادا کر کے وہ ہوٹل سے یہاں منت ہو
گئے تھے۔ یہ علاقہ ٹورست ونچ کہلاتا تھا۔ یہاں بے شمار ایسے
فلیٹ کے ایک کمرے میں شارپ اور لیزا بیٹھے شراب پینے میں
مصروف تھے کہ میز پر موجود فون کی گھنٹی بج آئی تو شارپ نے

رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ شارپ بول رہا ہوں“..... شارپ نے اپنے مخصوص

لبخے میں کہا۔

”کرنل رابرت بول رہا ہوں۔ فون محفوظ ہے تمہارا“.....

طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

”لیں سر۔ مکمل طور پر محفوظ ہے آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں۔“ شارپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا پیش رفت ہوئی ہے۔ کافی دن ہو گئے ہیں تمہیں وہاں پہنچ ہوئے۔ تم تو تیز رفتاری سے کام کرنے میں مشہور ہو۔“ چیف نے تیز لمحے میں کہا۔

”یہاں بھی تیزی سے کام ہو رہا ہے چیف لیکن ہم نہیں چاہتے کہ کسی کو ہم پر معمولی سائیکل پڑے۔“ شارپ نے بھی منہ پہنچتے ہوئے جواب دیا۔

”تم اشارتاً پیش رفت بتاؤ تاکہ میں اسرائیل کے صدر کو مطمئن کر سکوں۔ وہ روزانہ رپورٹ طلب کر رہے ہیں۔“ کرغل رابرٹ نے کہا تو شارپ نے انہیں پہاڑیوں میں بطور سیاح جانے اور گھری کھائی میں رسی کی مدد سے اتر کر جائزہ لینے کی تفصیل بتا دی۔

”گذ۔ تم نے اچھا راستہ اپنایا ہے ورنہ براہ راست لیبارٹری میں داخلے کو تو ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ تم نے یکورٹی کی جو تفصیل بتائی ہے اس نے مجھے خیران کر دیا ہے لیکن اب تم نے فائل ایشن کب کرنا ہے۔“ کرغل رابرٹ نے کہا۔

”چیف۔ سافٹ دیر کو پاکیشا سے نکالنے کے لئے میں کوئی فول پروف انتظام چاہتا ہوں۔ اس بارے میں غور کیا جا رہا ہے۔ دیسے آپ پریشان نہ ہوں میں سافٹ دیر نکال لاوں گا اور کسی کو پڑھنے نہ چلے گا۔“ شارپ نے مسکراتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”مجھے پاکیستانی دارالحکومت سے جو اطلاعات مل رہی تھیں ان
مطابق پاکیستانی سیکٹ سروس کے لئے کام کرنے والا خطرہ
سیکٹ ایجنت عمران اور اس کا شاگرد نائیگر حركت میں تھا۔ تم
نے پہلے پاکیشا اور کافرستان میں حاس اسلئے کی اسٹینکٹ کرنے
والی انتہائی باوسائل تنظیم و ائٹ بلڈ سے معاهدہ کیا تھا کہ سافٹ ویر
ہمارے ایجنت حاصل کریں گے اور پھر یہ سافٹ ویر وائٹ بلڈ
کے حوالے کر دیا جائے گا اور وہ اپنے خفیہ راستوں سے اسے
کافرستان لے جائیں گے اور وہاں سے اسے گریٹ لینڈ پہنچا دیا
جائے گا لیکن پھر اطلاعات ملنے لگیں کہ عمران وائٹ بلڈ کے خلاف
کام کر رہا ہے اس پر ان سے معاهدہ ختم کر دیا گیا اور یہ ذمہ داری
تم نے اپنے ذمے لے لی۔..... کرٹل رابرٹ نے تفصیل سے بات
کرتے ہوئے کہا۔

”ہمارا کوئی رابطہ وائٹ بلڈ سے نہیں ہے۔ یہاں ہم گروپ
لے کر بھی نہیں آئے صرف لیزا میرے ساتھ ہے۔ میں سافٹ ویر
کو لیبارڈی سے نکال کر کسی ایسے راستے سے کافرستان یا آر ان
لے جانا چاہتا ہوں جس کے بارے میں کسی کو علم نہ ہو لیکن یہاں
وہ گروپ موجود نہیں ہے جس کے بارے میں مجھے خیال آیا تھا کہ
وہ میری مدد کرے گا۔ وہ گروپ ختم ہو چکا ہے اس لئے اب میں
خود اپنے طور پر اس بارے میں پلانگ کر رہا ہوں۔..... شارپ
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو بڑا مسئلہ بن گیا۔ تم نے کہا تھا کہ تم خود اسے لے آؤ۔ اس لئے میں خاموش ہو گیا تھا کہ تم نے یقیناً دہاں جانے سے پہلے اس بارے میں کام کیا ہو گا۔ وائٹ بلڈ کی طرف ہم رخ نہیں کر سکتے اور کسی کا پتہ کرنا پڑے گا۔ نحیک میں تمہیں پندرہ منٹ بعد فون کروں گا“..... کرنل رابرٹ نے کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا تو شارپ نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”یہ واقعی مسئلہ ہے اور اسے پہلے حل ہونا چاہئے۔ اعظم سے معلوم کرو شاید کوئی اچھی ٹپ مل جائے“..... لیزانے کہا۔
”اوہ نہیں۔ وہ عام سا سیدھا سادہ آدمی ہے۔ وہ یہ بات کسی نہ کسی کے سامنے اگل دے گا اور ہم مارے جائیں گے۔ ویسے بھی ہمیں سافٹ ویر حاصل کرنے سے پہلے انہی پہاڑیوں میں لے کر اسے ہلاک کرنا ہو گا تاکہ وہ کسی کو ہمارے بارے میں بتا نے سکے“..... شارپ نے کہا تو لیزانے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر نہیں من بعد فون کی سمجھنی نج اٹھی تو شارپ نے رسیور اٹھالیا اور لیزا کی وجہ سے اس نے پہلے کی طرح اس بار بھی لاڈُر کا بیٹن بھی پر لیں کر دیا تھا۔

”پہلو“..... دوسری طرف سے کرنل رابرٹ کی آواز سنائی دی۔
”یہ چیف۔ میں شارپ بول رہا ہوں“..... شارپ نے مُوڈبانہ لجھے میں کہا۔
”شارپ۔ میں نے انتظام کر لیا ہے۔ پاکیشائی دار الحکومت

میں ایک گروپ ہے جس کا نام لعل ماسٹر ہے۔ یہ گروپ صرف دس افراد پر مشتمل ہے لیکن یہ لوگ انجاتی تینڈ طواری ہیں۔ اسکے کی اسکلنگ کے ساتھ فضیلت کی اسکلنگ بھی کرتے ہیں لیکن انہوں نے اپنے آپ کو سمیت کر رکھا ہوا ہے۔ اس گروپ کا انجارج ایک آدمی رینڈو ہے۔ اس گروپ کے بارے میں سوائے چند افراد کے اور کسی کو علم نہیں ہے اس لئے کوئی ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرے گا۔

”یہ رینڈو صاحب کہاں ملیں گے“..... شارپ نے لیزا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”دارالحکومت میں ایک کلب ہے جسے ماشر کلب کہا جاتا ہے۔ اس کلب کا مالک اور جزل مینٹر رینڈو ہے۔ یہ آدمی ایکریسمن ہے لیکن گزشتہ پندرہ سالوں سے پاکیشیا میں سیٹل ہے۔ باعتمار آدمی ہے تم اس سے مل لو۔ اپنا اصل نام اور ساتھ ہی میرا نام بطور حوالہ بتا دینا پھر وہ تمہاری مرضی کے مطابق کام کرے گا۔ اسے بھاری دنیا پھر وہ معاوضہ آن لائیں چہچا دیا جائے گا۔“..... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”اوکے۔ آپ اس قدر مطمئن ہیں تو لازماً وہ کام کا آدمی ہو گا۔ میں اس سے ملتا ہوں۔ گذ بائی۔“..... شارپ نے کہا اور رسیدور کو دیا۔

”چلو اٹھو۔ اس رینڈو سے ملاقات کر لیں“..... شارپ نے کہا تو لیزا سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

”یہ دس افراد کے اسمگنگ کرتے ہوں گے“..... کار میں بیٹھتے ہی لیزا نے کہا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ وہی طور پر مطمئن نہیں ہے۔

”میرے خیال میں یہ ہمارے کام کے آدمی ثابت ہوں گے۔ عام انداز سے ہٹ کر کام کرنے والا ذہین ہوتا ہے“..... شارپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہم خود کوئی راستہ تلاش کر لیں البتہ رینڈو جیسے آدمیوں کی مدد لی جاسکتی ہے“..... لیزا نے کہا۔

”تم فکر مت کرو ایسا ہی ہو گا“..... شارپ نے مسکراتے ہوئے کہا تو لیزا کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر ایک گھنٹے کی ڈرائیورگ کے بعد کار دار الحکومت کے نواجی علاقوں میں پہنچ گئی۔ پھر جیسے ہی شارپ نے کار موزی، سامنے دو منزلہ کلب کی عمارت تھی۔

”یہ لعل ماشر کلب کیسے ہو سکتا ہے۔ میں سمجھی تھی کہ کوئی چھوٹا سا ایک کمرہ ہو گا جسے لعل ماشر کلب کہا جاتا ہو گا“..... پارکنگ میں کار رکنے کے درمیان لیزا نے کہا تو شارپ بے اختیار نہیں پڑا۔

”یہ صرف ماشر کلب ہے۔ لعل ماشر گروپ کا نام ہے“..... شارپ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر پارکنگ بوائے سے پارکنگ کارڈ لے کر وہ کلب کے میں گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔

ہال خاصا بڑا تھا اور اس وقت لوگوں سے تقریبا بھرا ہوا تھا۔ عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی اور سب جرائم پیشہ افراد لگ رہے تھے۔ کھلے عام شراب پی جا رہی تھی۔ مشایات کا بھی کھلے عام استعمال کیا جا رہا تھا۔ شارپ اور لیزا کو ہال میں آتے دیکھ کر تقریبا سب کے سب حیرت بھری نظروں سے انہیں دیکھنے لگئے ان کے دیکھنے کے انداز ایسا تھا جیسے انہیں یقین ہو کہ یہ دونوں غلط جگہ پر آگئے ہیں جبکہ شارپ اور لیزا ان کی نظروں کی پرواہ کئے بغیر سیدھے ہے۔

کاؤنٹر پر پہنچ گئے جہاں ایک لڑکی اور دو مرد موجود تھے۔

”لیں سر“..... ایک نوجوان نے شارپ اور لیزا سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”جزل نیجر رینڈو سے ملتا ہے میرا نام شارپ ہے اور یہ بھر مز لیزا ہے۔ ملاقات کے لئے کرنل رابرت کا حوالہ دیا جائے۔

”..... شارپ نے بڑے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”لیں سر ہمیں آپ کے بارے میں ہدایات مل چکی ہیں۔“

کاؤنٹر میں نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر کاؤنٹر کی سمتیہ موجود ایک پادری آدمی کو اشارے سے اپنی طرف بلایا۔

”لیں سر“..... اس آدمی نے کاؤنٹر کے قریب آ کر کہا۔

”مگر یہی انہیں جزل نیجر صاحب کے اچھل آفس نہیں“

”او“..... کاؤنٹر میں نے اس آدمی سے کہا۔

”آئیے جناب“..... مگر یہی نے شارپ سے نسب

اور پھر وہ شارپ اور لیزا کو اپنے ساتھ لے کر ایک فٹ کے
ڈریئے نیچے ایک تہہ خانے میں آیا۔ پھر ایک بندوقاں کے
ساتھ پہنچ کر وہ رُک گیا۔

”تشریف لے جائیں۔ باس انہوں نے دعاویز پر جعلے والا بزر
رمی کا بلب بتا رہا ہے۔“ گریگ نے سینے پر پاٹھ رکھ کر ایک
قدم بیچھے بیٹھنے ہوئے کہا۔

”جیک یو۔“ شارپ نے کہا اور ایک قدم آگے بڑھ کر اس
نے دعاویز کو دیلایا تو دعاویزہ کھلا چلا گیا۔ شارپ اور لیزا دونوں
کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصاً بڑا کمرہ تھا جس کے
انداز میں سچالیا گیا تھا۔ ایک طرف ایک بڑا ساریک موجود تھا جو
شراب کی بوتوں سے بھرا ہوا تھا۔ ساتھ طویل دعیریں آفس نسل
کے بیچے لوٹی پشت دلیل ریواں لوگ کری پر ایک اوچی عمر آدمی بینجا
بوا تھا جس کا سر بالوں سے بکسر خالی تھا البتہ اس کے چہرے پر
بڑی بڑی موجود تھیں۔ شارپ اور لیزا کے انہوں داخل
ہوتے ہی وہ اوچی عمر آدمی انٹھ کھڑا ہوا۔

”میرا نام رینڈو ہے اور میں اس کلب کا مالک اور جرل سخن
ہوں۔“ اوچی عمر آدمی نے شارپ کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے
کہا۔

”میرا نام شارپ ہے اور یہ میری مز لیزا ہیں اور کمل رائٹ
حوالے طود پر۔“ شارپ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو رینڈو کے

چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ اس نے ریک سے ”بیٹھیں“..... رینڈو نے کہا اور مژ کر اس پر رکھے اور پھر تمیوں شراب کی ایک بوتل اور تین گلاس اٹھا کر تمیبل پر رکھے اس شارپ کے سامنے گلاسوں میں شراب ڈال کر اس نے ایک گلاس شارپ نے میر دوسرا لیزا کے سامنے اور تیسرا اپنے سامنے رکھ لیا پھر اس نے میر کے کنارے پر موجود کئی بین پر لیں کر دیئے۔ بین پر لیں ہوتے ہر کی تیز آواز کے ساتھ اس کر کے کے دونوں دروازوں پر فولادیں ہیں آگئیں۔

”اب آپ بے فکر ہو کر بات کر سکتے ہیں۔ اب کوئی ہمارا باتمیں نہ سن سکے گا اور نہ ہی کوئی شیپ کر سکے گا“..... رینڈو نے شراب کو منہ سے لگا کر بڑا گھونٹ لینے کے بعد کہا۔

”کرنل صاحب نے آپ سے کیا کہا ہے؟“..... شارپ نے کہا

”انہوں نے کہا ہے آپ کوئی ہتھیار پا کیشیا سے خپڑے طور پر کافرستان بھجوانا چاہتے ہیں“..... رینڈو نے کہا۔

”ہاں یہ ایک ساف ویر ہے۔ زیادہ بڑا یا پھیلاو والا نہیں البتہ نازک بے حد ہے۔ معمولی سی ضرب بھی اسے لگ گیا ہمارے لئے ناکارہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے اسے بے حد افلاط لے جانا ہو گا“..... شارپ نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں ہم اسے اس انداز میں لے جائیں۔“
وہ بالکل صحیح سلامت رہے گا لیکن یہ ساف ویر ہے کہا

نے کہا۔
”بھی تو ہم نے اسے حاصل کرنا ہے لیکن حاصل کرنے کے
لئے ایک منٹ بھی یہاں نہیں رکنا بلکہ جس قدر جلد ممکن ہو
کافرستان پہنچانا ہے اس لئے آپ ہمیں بتائیں کہ آپ اسے
اس راستے سے لے جائیں گے ہم پہلے اس راستے کو آپ کے
مانو خود چیک کریں گے۔ اطمینان ہونے پر وہ سافٹ ویر آپ کو
اپنے گا۔“..... شارپ نے کہا۔

”تھیک ہے آپ کا حق ہے کہ آپ اس بارے میں اچھی طرح
لپڑاں کریں لیکن اس کے لئے ہمیں راج گڑھ جانا ہو گا۔ وہاں
اہرے گروپ لعل ماسٹر نے پہاڑوں کے اندر ہی اندر ایک قدر تی
انڈ دیافت کیا ہے جس کا علم ابھی تک صرف لعل ماسٹر ز کو ہی
ہے راستہ راج گڑھ سے کافرستان کے سرحدی شہر گوپی ناتھ
لہا ہے اور گوپی ناتھ میں ہمارا خفیہ اڈہ موجود ہے۔ وہاں سے آپ
کافرستان میں جہاں چاہیں آ جا سکتے ہیں“..... رینڈو نے جواب
بنے ہوئے کہا۔

”کتنے آدمی سفر کریں گے اور وہیکل پر سفر ہو گا اور کتنا وقت لگتا
ہے راج گڑھ سے گوپی ناتھ تک پہنچنے میں“..... شارپ نے تفصیل
بنے ہوئے کہا۔

”ٹاک تو راجن والی ایک چھوٹی جیپ ہے جس کا نام راک جیپ
ہے اس جیپ کے ذریعے ہم یہ راستہ طے کرتے ہیں اور وہاں

پہنچنے میں ہمیں زیادہ سے زیادہ چیز کھینچنے لگے کہتے ہیں۔۔۔۔۔ رینڈو

”کیا وہاں کوئی دوسرا داخل نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ شارپ نے کہا۔۔۔۔۔ نے کہا۔۔۔۔۔

”کیا وہاں کوئی دوسرا داخل نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ شارپ نے کہا۔۔۔۔۔

”ایجنسی، اس بارے میں تائسیں“۔۔۔۔۔ شارپ نے کہا۔۔۔۔۔ ایجنسی، اس بارے میں تائسیں“۔۔۔۔۔ شارپ نے کہا۔۔۔۔۔ ”کسی کو اس راستے کا علم ہی نہیں ہے کیونکہ ہم نے اس راستے کے بہت سے حصے خود تیار کرائے ہیں۔۔۔۔۔ ہم ان تیار کردہ راستوں کو بند رکھتے ہیں اس لئے ان راستوں کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔۔۔۔۔ جب ہمیں ضرورت ہوتی ہے تو ہم ان راستوں کو اوپت کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔ رینڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

”ہیں“۔۔۔۔۔ رینڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

”مگر، اب آخری بات کہ ہم نے سافٹ ویر آپ کو ماں

گڑھ میں دینا ہے یا کسی اور جگہ پہنچانا ہے؟۔۔۔۔۔ شارپ نے کہا۔۔۔۔۔

”کم الازم چیز کھنتے پہلے آپ مجھے اطلاع دیں گے پھر ہم را

کریں گے کہ اس سافٹ ویر کو آپ کہاں پہنچا دیں“۔۔۔۔۔ رینڈو

نے کہا۔۔۔۔۔

”نہیں ایسا ممکن نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں نے پہلے بتایا ہے کہ حاصل کرنے کے بعد اسے ایک منٹ بھی یہاں نہیں رکنا پڑتا۔۔۔۔۔

”میں اور میری سر ساتھ جائیں گے“۔۔۔۔۔ شارپ نے کہا۔۔۔۔۔

”آپ کب تک اسے حاصل کر سکتے ہیں کوئی وقت باہر“۔۔۔۔۔

”آپ کے ذہین میں ہو گا“۔۔۔۔۔ رینڈو نے کہا۔۔۔۔۔

”ہم کل راج گڑھ پہنچیں گے پھر میں آپ کو فون کر لے“۔۔۔۔۔

پتا دوں گا۔۔۔۔۔ شارپ نے کہا۔

”ٹھیک ہے پھر میں آپ کو وہ جگہ بتا دوں گا وہاں ملاقات ہو جائے گی اور کام آگے بڑھ جائے گا۔ آپ مُکرمت کریں سب اونکے ہو جائے گا۔۔۔۔۔ رینڈو نے کہا تو شارپ اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوے کے اس راستے کے آغاز پر ملاقات ہو گی۔۔۔۔۔ شارپ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو لیزا بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور رینڈو بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے شارپ اور لیزا سے مصافحہ کیا اور پھر وہ انہیں دروازے تک چھوڑنے آیا۔ اس نے ہاتھ میں موجود ایک آلے کا بٹن پر لیس کیا تو سر کی آواز کے ساتھ ہی دروازوں کے سامنے سے فولادی چادریں غائب ہو گئیں تو رینڈو نے خود دروازہ کھولا اور پھر باہر موجود اس باوردی آدمی کو اشارے سے بلا یا جو شارپ اور لیزا کو یہاں لے آیا تھا۔

”لیس ماسٹر۔۔۔۔۔ اس نے آگے آ کر انتہائی مُودبانہ لمحے میں کہا۔

”مہانوں کی رہنمائی کرو۔۔۔۔۔ رینڈو نے کہا اور پھر ایک بار پھر شارپ اور لیزا سے مصافحہ کر کے واپس وہ اپنے آفس میں چلا گیا جبکہ شارپ اور لیزا اس آدمی کی رہنمائی میں واپس ہال کی طرف چل پڑے۔

عمران نے کار رانا ہاؤس کی ویجع و عریض پارکنگ میں روکی تو
جوزف اور جوانا دونوں نے تریب آکر سلام کیا۔

”کیسی جا رہی ہے تم دونوں کی جوڑی؟..... عمران نے سلام کا
جواب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”باس یہ جوانا عجیب و غریب باتیں کرتا ہے۔ بے سرے گانے
گاتا ہے۔ اس پر کسی چار آنکھوں والی چڑیل کا سایہ ہو گیا ہے۔۔۔
جوزف نے بڑے سنجیدہ لمحے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
”ماستر اس پر ہی کسی پاگل بھوت کا سایہ ہو گیا ہے۔ میں تو
قدیم ایکریمین زبان میں گانے گاتا ہوں اور یہ مانتا ہی نہیں کر سکتا
کوئی گانا گا رہا ہوں۔..... جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اگر اس نے تمہیں افریقہ کے قدیم گانے سنانے شروع کر
دیئے تو تم زندگی سے بیزار ہو جاؤ گے اس لئے دونوں کے گانے
آج سے بند۔..... عمران نے دونوں ہاتھ انداخت کر ان دونوں کو

کرتے ہوئے کہا۔

ملٹ "جنم کی تقلیل ہو گی بس"..... جوزف نے موڈبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"لیں ماشر"..... جوانا نے بھی سر جھکاتے ہوئے کہا اور عمران ستراتا ہوا زیر و روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں یقیناً نائیگر موجود ہو گا کیونکہ اس نے کال کر کے اسے بتایا تھا کہ وہ سردار کو لے آیا ہے اور یقیناً سردار بے ہوشی کے عالم میں راذز میں جکڑا ہوا ہو گا۔ اس لئے جوزف اور جوانا زیر و روم سے باہر موجود تھے۔ عمران جب زیر و روم میں داخل ہوا تو نائیگر نے کرسی سے اٹھ کر اسے سلام کیا۔ سامنے راذز والی کرسی پر ایک اوہیزہ عمر آدمی جکڑا ہوا تھا۔ اس کا جسم ڈھلکا ہوا تھا۔

"یہ سردار ہے بس۔ واسٹ بلڈ کا پاکیشیا اور کافرستان کا انچارج"..... نائیگر نے عمران کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا کیسے لے آئے ہو اسے"..... عمران نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو نائیگر نے شروع سے آخر تک پوری تفصیل بتا دی۔

"مگر تم نے بر وقت اور موثر کارروائی کی۔ جوانا اسے ہوش میں لے آؤ"..... عمران نے نائیگر سے بات کرتے کرتے سائیڈ پر کھڑے جوانا سے کہا۔

"لیں ماشر"..... جوانا نے کہا اور سردار کی کرسی کے عقب میں

پہنچ کر اس نے ایک ہاتھ سردار کے منہ پر رکھ کر اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد سردار کے جسم میں حرکت کے آثار شمودار ہونے لگے تو جوانا نے ہاتھ ہٹایا اور واپس مڑ کر عمران اور ٹائیگر کی کرسیوں کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ سردار کے جسم میں حرکت کے آثار اب خاصے خیز ہو چکے تھے اور پھر اس نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ پہلے وہ چند لمحوں تک اس کی آنکھیں خالی خالی نظر آئیں پھر ان میں شعور کی چک ابھر آئی۔

”تمہارا نام سردار ہے اور تم واٹ بلڈ کے پاکیشیا اور کافرستان کے انچارج ہو۔“..... عمران نے سنجیدہ لبجے میں کہا۔

”تم کون ہو اور یہ۔ اوہ ہاں یہ خفیہ اڈے میں زبردستی داخل ہا۔“ تھا پھر یہ اچانک رسیوں سے آزاد ہو گیا اور اس نے مجھے ضرب لے کر بے ہوش کر دیا تھا اور اب میں یہاں ہوں یہ کون کی جگہ ہے اور تم کون ہو۔“..... سردار نے اس انداز میں بولتے ہوئے کہا۔ مجھے بولنے کی خواہش کے باوجود بولنے پر مجبور ہو۔

”تم مجھے اچھی طرح پہچانتے ہو سردار۔ کئی بار تم سے ملاقات ہو۔“..... سردار نے کہا۔

”مجھے تمہارا چہرہ شناسا سا لگتا ہے مجھے یاد نہیں آ رہا کہ تم کتنا ہو۔“..... سردار نے کہا۔

”میرا نام علی عمران ایم ایس۔ ذی ایس سی (آکسن) ۴“

”بھرا شاگرد ناٹیڈ ہے“..... عمران نے پہنچ تھیں سے بیکھ دلت

اپنا اور ناٹیڈ کا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو تم ہو عمران اور یہ ناٹیڈ ہے کاش مجھے پہنچے مم ہو جاتا“..... سردار نے اسی سامان سی لیتے ہوئے کہا۔

”پہلے معلوم ہو جاتا تو تم کیا کرتے“..... عمران نے کہا۔

”اسے پکڑ کر کرنی پر می سے باندھنے کی بجائے گون و گون دینا“..... سردار نے کہا۔

”گند۔ تمہاری یہ صاف اور دلوں کی بات مجھے پہنچ آئی ہے۔

بہر حال تم یہ تباہ کہ وائٹ بلڈ کیا ہوا ہے کہ اس کا ہر آدمی انہر غراؤ نہ ہو گیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”تمہاری وجہ سے ہمارا یہ حال ہوا ہے“..... سردار نے جواب

دیا تو عمران اور ناٹیڈ دلوں چونکہ پڑے۔

”ہماری وجہ سے، کیا مطلب“..... عمران نے چونکہ کر پوچھا۔

”ظاہر ہے تم نے مجھے بلاک کر دیا ہے پھر میں کیوں کچھ

تباہ کیا“..... اچانک سردار کا ذہن پلٹ گیا تھا۔

”جوانا آگے ہو ہو اور سردار صاحب کو تباہ کہ موت کے کہتے

ہیں“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”لیں ماشر“..... جوانا نے کہا اور آگے ہو ہونے لگا۔

”یہ تمہارے تصور سے ہزاروں گنا زیادہ طاقتور ہے“..... ناٹیڈ نے کہا۔

”بب۔ بب۔ پتا تا ہوں اسے روکو۔“..... سردار نے یک لخت چیخ

ہوئے کہا۔
”اس کے قریب رک جاؤ جو انہا مجھے ہی یہ کسی بات کا جواب
دینے سے انکار کرے اس کی گردان توڑ دینا۔“..... عمران نے سر

لجھ میں کہا۔
”یہ ماسٹر۔“..... جوانا نے کہا اور پھر وہ سردار کی کری کے

قریب رک گیا۔
”پتا تو تفصیل شاید اس طرح تم نجع جاؤ۔“..... عمران نے کہا تو
سردار کی آنکھوں میں امید کی چمک ابھر آئی۔

”میں جو جانتا ہوں سب کچھ بتا دوں گا۔ پلیز مجھے من
مارو۔“..... سردار نے کہا۔

”تم تفصیل پتاو۔“..... عمران نے کہا۔

”ہم اسلحہ کی اسمگنگ کرتے ہیں۔ پاکیشیا اور کافرستان میں
ہمارے کئی خفیہ اڈے ہیں۔ ہمارے چیف کا ہیڈ کوارٹر کافرستان میں
ہے۔ ہمارے گروپ کو اطلاع دی گئی کہ ہمارا کسی غیر ملکی تنظیم سے
معاہدہ ہوا ہے کہ وہ ہمیں کوئی بگ ٹاسک دیں گے جو ہم نے خود
طور پر پاکیشیا سے باہر نکال کر کافرستان اس انداز میں پہنچانا ہے کہ
کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ ہم الٹ ہو گئے کیونکہ اس بگ
ٹاسک کو پورا کرنے پر ہمیں اربوں ڈالرز ملنے والے تھے۔ ہمیں
خاص طور پر تم سے محتاط رہنے کا حکم دیا گیا۔ پھر تمہارے باب

میں اطلاعات ملنا شروع ہو گئیں کہ تم نے ہمارے خاص آدمی سینہ پیغمبر سے ملاقات کی ہے جس پر ہم چونکہ پڑے اور ہم نے پہلے تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی لیکن تمام نارگٹ کلر گروپس نے اپا کرنے سے انکار کر دیا وہ سب تم سے خوفزدہ تھے چنانچہ ہم نے سینہ پیغمبر کا خاتمه کر دیا۔ پھر ہمیں اطلاع ملی کہ گریٹ لینڈ کے ایک اخبار کے ایڈٹر نے اس بارے میں سوری اپنے اخبار میں شائع کرنے سے انکار کر دیا ہے اور یہ سوری گپٹ نارگٹ کے بارے میں تھی۔ مجھے چونکہ ذاتی طور پر گپٹ نارگٹ کے بارے میں تجسس تھا اور گریٹ لینڈ کے اس اخبار میں میرے ذاتی دوست موجود تھے اس لئے میں نے ان کے ذریعے گپٹ نارگٹ کے بارے میں تفصیل معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے معلوم ہوا کہ اس اخبار کے ایچیشن رپورٹر آرٹلڈ کو اخبار کی طرف سے ایکریمیا کی ایک ریاست گارشیا بھجو دیا گیا ہے۔ وہ ایسی چگہ ہے جہاں جانا اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے۔ آرٹلڈ یقیناً کسی کی پناہ میں ہو گا۔ ورنہ اسے ایئر پورٹ پر ہی گولی مار دی جاتی۔ اس لئے نہ میں وہاں جا سکتا تھا اور نہ وہاں ہمارا کوئی آدمی تھا۔ البتہ اخبار میں میرے دوست کو ایک اور اطلاع ملی کہ ایچیشن رپورٹر آرٹلڈ کو یہ سوری گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجننسی ریڈ سرکل کے چیف کے سکرٹری راجر نے دی تھی۔ لیکن چونکہ راجر کا تعلق سرکاری ایجننسی سے ہے اس لئے میں نے اس سے ملنے کی کوشش نہیں کی اس لئے مجھے یہ معلوم

نہیں ہو سکا کہ جب بارگت کیا ہے۔..... میردار نے کہا۔
”تم چیزیں ہوئے کیوں تھے۔..... عمران نے پوچھا۔

”ہم احصاءات مل رہی تھیں کہ تم اور تمہارا شاگرد نائیگر حرب کر
تھے جس ایجنسی سے ہمارا معاہدہ ہوا تھا وہ نہیں چاہتی تھی
کہ داشت بند کا کوئی آدمی تمہارے ہاتھ گئے اس لئے میں اپنے
خوبیوں پر چلا ہمیا محرنجانے اس نائیگر کو کیسے معلوم ہو گیا۔“

میردار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے چیف کا کیا نام ہے۔..... عمران نے کہا۔

”میونٹلے۔..... میردار نے جواب دیا۔

”کہاں رہتا ہے وہ۔..... عمران نے پوچھا۔

”آج تک کسی کو معلوم نہیں ہو سکا۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ
کافرستان میں رہتا ہے البتہ جب کوئی میشگ ہو یا کوئی باہمی فیصل
ہرہ ہو تو وہ کافرستان اور پاکیشیا کے سرحدی شہر منڈلہ میں ہائے
محیے افس میں آ جاتا ہے۔ دیسے وہ بے حد باخبر رہتا ہے۔ اور
یہ ہو سکتا ہے کہ اب تک اسے میرے انہوا کا علم ہو گیا ہو اور ان
نے میرے ذمہ آرڈر زدہ جاری کر دیئے ہوں۔“..... میردار نے کہا۔

”اس کا فون نمبر کیا ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

”اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ اس نے اُس کا
نیو ہوا ہے اور مخفیگ کا تزوہ متناہی نہیں اور یہ نمبر کافرستان
کی مواصیتی سیارے کا ہے۔..... میردار نے کہا۔

”تم نمبر تو بتاؤ“..... عمران نے کہا تو سردار نے نمبر بتا دیا۔

”میں نمبر ملا دیتا ہوں تم اس سے بات کرو کہ وہ پاکیشیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”وہ صرف مخصوص نمبروں سے کی گئی کالز پاپلک فون سے کی جانے والی کال ہی سنتا ہے“..... سردار نے کہا۔

”ٹائیگر۔ اس کو آف کر کے بر قی بھٹی میں ڈال دینا“..... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں گگ ٹارگٹ چھایا ہوا تھا۔

راج گڑھ کی پہاڑیوں کے درمیان ایک ٹنگ پہاڑی راستے پر
ایک چھوٹی لیکن طاقتور انجمن والی راک جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی
آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیورنگ سیٹ پر لعل ماشر
گروپ کا ایک آدمی آرٹھر موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر لیزا اور جیپ
کی عقبی سیٹ پر لعل ماشر کا ایک آدمی کرافٹ اور شارپ بیٹھے
ہوئے تھے۔ آرٹھر انتہائی ماہرا نہ انداز میں جیپ ڈرائیور کر رہا تھا۔ وہ
اس قدر ٹنگ اور خطرناک راستے پر اس اطمینان سے جیپ چلا رہا

تھا جیسے کسی موڑوے پر چلا رہا ہو۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے
”کیا سارا راستہ اسی طرح اوپن ہے“

شارپ نے آرٹھر سے پوچھا۔
”دنبیں سر۔ راستے میں بہت سی سرگیں ہیں۔ چند کریکس بھی
ہیں۔ ایک سرگ تو بے حد طویل اور خطرناک موڑوں پر مبنی ہے۔
راستے میں دو پہاڑی نالے بھی آتے ہیں جہاں اکثر طغیانی آتا“

ہوئی ہوتی ہے اور گزرننا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔..... آرٹر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے ماسٹر بتا رہا تھا کہ کچھ کریکس اور سرگنگیں تم لوگوں نے خود بنائی ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہے؟..... شارپ نے کہا۔

”جی ہاں۔ اسی طرح طویل سرگنگ میں دوسروں ایسے ہیں جو بند تھے۔ ہم نے بم مار کر انہیں کھولا اور پھر ہم نے چنانوں کے ذریعے انہیں دوبارہ اس طرح بند کر دیا کہ خصوصی یعنیکی انداز میں انہیں کھولا اور دوبارہ بند کیا جا سکتا ہے۔..... آرٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ۔ پھر تو تم لوگ خاصا کام لیتے ہو گے۔ جب پڑے جانے کا خطرہ نہ ہو تو آدمی کامیاب بنس کر سکتا ہے۔..... شارپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ اسی لئے ہم نے اپنا گروپ محدود رکھا ہوا ہے۔..... آرٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جب تم کسی مشن پر اس راستے سے کافرستان جاتے ہو تو کیا تمہاری واپسی بھی اسی راستے سے ہوتی ہے یا واپسی کے لئے کوئی اور راستہ اختیار کرتے ہو؟..... اس بار لیزا نے کہا۔

”واپسی کے لئے ہم دوسرے کم خطرناک راستے اختیار کرتے ہیں۔..... آرٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کرافٹ۔ تم کب سے اس گروپ میں کام کر رہے ہو؟.....

شارپ نے اپنے ساتھ خاموش بیٹھے کرافٹ کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا تو کرافٹ چونک پڑا۔ کرافٹ نے مسکراتے ”تقریباً پندرہ سال ہو گئے ہیں“..... ہوئے کہا۔

”کبھی کسی سرکاری ایجنسی کی گرفت میں بھی تم لوگ آئے ہو یا نہیں“..... شارپ نے کہا۔

”نہیں سر۔ اول تو اس راتے کا علم ہی کسی ایجنسی یا سرکاری ادارے کو نہیں ہے۔ دوسرا ہم ان اداروں کو ماہانہ بھاری رشوت دیتے ہیں اس لئے وہ ہماری طرف رخ ہی نہیں کرتے“..... کرافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم پاکیشاں سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانے ہو“..... شارپ نے پوچھا۔

”لیں سر۔ میں جانتا ہوں“..... ڈرائیور آرٹھر نے کہا جبکہ کرافٹ نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف لفظی میں سرہلا دیا۔

”کیسے جانتے ہو“..... شارپ نے چونک کبر پوچھا۔

”سیکرٹ ایجنت علی عمران کا شاگرد نائیگر میرا اچھا دوست ہے۔ وہ اکثر اپنے استاد عمران کی تعریف کرتا رہتا ہے۔ دو چار باراں سے مختلف کلبوں میں ملاقات بھی ہو چکی ہے“..... آرٹھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم نے انہی سے بچنا ہے“..... شارپ نے کہا۔

”اس حد تک معاملہ نہیں پہنچے گا آپ بے فکر رہیں“..... آخر
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً ایک سخنے کے کٹلے سفر کے
بعد جیپ ایک سرگ میں داخل ہو گئی۔ یہ سرگ انسانی ہاتھوں کی
پہلی ہوئی نہ تھی بلکہ قدرتی دکھائی دے رہی تھی اور پھر یہ سرگ
واقعی کافی طویل ثابت ہوئی۔

”کیا یہ وہی طویل سرگ ہے جس کا ذکر تم نے پہلے کیا
تھا“..... شارپ نے آخر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں جناب۔ وہ اس کے بعد ہے“..... آخر نے جواب دیا۔
جیپ کی ہیڈ لائس کی روشنی سرگ میں پھیلی ہوئی تھی۔ پھر اچانک
ایک ٹنگ موڑ کاٹنے کے ساتھ آگے سرگ بند نظر آنے لگی۔ آخر
نے جیپ کی رفتار آہستہ کی اور بند حصے تک پہنچ کر اس نے جیپ
رک دی اور جیپ سے ریموٹ کنٹرول جیسا ایک آلہ بکال کر اس
نے اس کا رخ سرگ کے بند حصے کی طرف کیا اور پھر یکے بعد
دیگرے کئی بُن پر لیں کر دیئے تو گز گز آہست کی تیز آواز کے ساتھ
بند راستہ درمیان سے پھٹ کر دونوں سائیڈوں میں سمنٹا چلا گیا۔
درمیان میں جیپ سے خاصا بڑا راستہ وجود میں آگیا۔

”گُل۔ تم واقعی ذہین لوگ ہو۔ یہ کسی طرح بھی موسویابل دیوار
نہ لگ رہی تھی۔ چٹانوں سے بند قدرتی لگ رہی تھی“..... شارپ
نے کہا تو آخر نے تھینکس کہہ کر جیپ آگے بڑھا دی۔ اسی طرح
نہ کرتے کرتے وہ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر کھلے پہاڑی علاقے

میں آگئے۔

”گوپی ناتھ کافرستانی علاقہ ہے یا پاکیشیائی؟“ شارپ نے پوچھا۔

”کافرستانی علاقہ ہے جناب۔ پاکیشیائی شہر قریب ہی ہے اس کا نام مناپل ہے۔“ اس بار کرافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ادھر کوئی چیک پوسٹ نہیں ہے۔“ شارپ نے کہا۔

”ہے لیکن ایک اور راستے پر ہے۔ ہمارے اس راستے پر کوئی چیک پوسٹ نہیں ہے کیونکہ اس راستے کا کسی کو علم نہیں ہے۔“

آرٹھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری یہ جیپ انہیں نظر نہیں آتی ہو گی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ شارپ نے الجھے ہوئے الجھے میں کہا۔

”اس لئے جناب کہ ایسی جیسیں سیاحوں کو لئے ادھر ایک پہاڑیوں پر گھومتی پھرتی نظر آتی رہتی ہیں۔ جنہیں کافی آگے جا کر چیک پوسٹ سے گزرنا پڑتا ہے جبکہ ہم کافی پہلے ہی گوپی ناتھ میں داخل ہو جائیں گے۔“ آرٹھر نے جواب دیا۔

”گوپی ناتھ سے کافرستان کا دارالحکومت کتنے فاصلے پر ہے؟“ وہاں پہنچنے میں کتنا وقت لگتا ہے؟“ شارپ نے چند لمحوں کا خاموشی کے بعد کہا۔

”وہاں سے دارالحکومت طویل فاصلے پر موجود ہے۔ تقریباً ۱۰۰ کھنڈوں کی ڈرائیونگ ہے البتہ گوپی ناتھ سے دو کھنڈوں کی ڈرائیونگ

کافرستان کا ایک شہر تاسلا ہے وہاں سے فرین دار الحکومت کے نئے مل جاتی ہے جس سے صرف چار گھنٹوں میں دار الحکومت پہنچا جا سکتا ہے۔ آرٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نمیک ہے۔ اب ہم کہاں جا رہے ہیں“..... شارپ نے ایک ٹوپی سائنس لیتے ہوئے کہا۔

”دھوپی ناتھ میں اپنے اڑے پر“..... آرٹر نے جواب دیا۔

”وہاں کے لوگ تمہیں کیا سمجھتے ہیں“..... شارپ نے کہا۔

”وہ سارا علاقہ ہی سملکروں کی آماجگاہ ہے اس لئے کوئی کسی ایسے سوال نہیں کرتا“..... آرٹر نے ہنستے ہوئے جواب دیا تو شارپ بھی ہنس پڑا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کی مزید ڈرائیورگ کے بعد وہ ایک چھوٹے سے قبے نما شہر میں داخل ہوئے۔ یہاں زیادہ تر چیزوں ہی سڑکوں پر نظر آ رہی تھیں۔ پھر ایک احاطے میں لے جا کر آرٹر نے جیپ روک دی۔

”آئیے جناب۔ کھانا کھا لیں اور آرام کر لیں پھر واپسی ہو گی“..... آرٹر نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا تو شارپ، لیزا اور کرافٹ مینوں جیپ سے اتر آئے۔ احاطے میں ایک اوہیزہ عمر آدمی موجود تھا۔ اس نے ان کا استقبال کیا اور وہ سب جو بری طرح تھک چکے تھے آرام کرنے کے لئے آرام دہ کرسیوں پر تقریباً لیٹ سے گئے۔

”کیا تم مسلمان ہو“..... لیزا نے جواب تک خاموش رہی تھی

شارپ سے آہستہ آواز میں پوچھا۔

”ہاں۔ ہم بغیر کسی کی نظر دوں میں آئے ہیاں تک پہنچ جائیں گے اور پھر سافٹ دیر لے کر یہاں سے ناسلا اور وہاں سے ٹرین کے ذریعے دارالحکومت پہنچ کر وہاں پہلے سے چارڑہ طیارے سے گریٹ لینڈ پہنچ جائیں گے اور مشن نئیم،“..... شارپ نے بھی

سرگوشیاں لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب مسئلہ صرف اس سافٹ دیر کو اس لیبارٹری سے اس طرح اڑانا ہے کہ کسی کو کانوں کا ن خبر نہ ہو۔ یہ سب سے بڑا اور سب سے خطرناک مسئلہ ہے،“..... لیزانے کہا۔

”میں نے لیبارٹری کے ہوا دنوں کو اچھی طرح چیک کر لیا ہے اس لئے یہ بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں قبلے اس ہوا دنوں کے ذریعے بے ہوش کر دینے والی سریع الاثر غیس اندر فائر کروں گا تاکہ اندر موجود ہر آدمی بے ہوش ہو جائے۔ پھر اس ہوا داں کو توڑ کر آسانی سے سافٹ دیر کو باہر نکالا جا سکتا ہے اور تمہیں تو معلوم ہے کہ ہم اپنے کاموں میں خاصی مہارت رکھتے ہیں اس لئے بے فکر رہو،“..... شارپ نے کہا تو لیزانے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اس کرافٹ کو ساتھ نہ رکھنا۔ وہ عمران شیطان صفت آدمی یا جاتا ہے۔ کہیں اسے ہمارے ساتھ دیکھ کر وہ چونک نہ پڑے“..... لیزانے کہا۔

”کیا مطلب۔ اسے کیسے شک ہو گا۔ ہم تو سیاح ہیں“

شارپ نے کہا۔

”سیاح ایسے مجرموں سے نہیں ملا کرتے“..... لیزا نے منہ پھانے ہوئے کہا تو شارپ بے اختیار نہ پڑا۔

”اوکے۔ تمہاری بات میں وزن ہے“..... شارپ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو لیزا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ خویزی دیر بعد کھانا تیار ہو گیا اور وہ سب کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ کھانے کے بعد شارپ نے اس آدمی سے جو وہاں مستقل رہتا تھا سوالات کرنے کے ادھر ادھر کے بارے میں خاصی تفصیلات حاصل کر لیں کیونکہ اس کا پروگرام سافٹ دیر کو اکیلے یہاں لانے کا تھا اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی قسم کی معمولی سی بھی گڑبرڈ

ہو۔ ”یہ سافٹ دیر تم شاپر میں رکھو گے یا کہیں اور رکھو گے“..... لیزا نے ایک بار پھر اپنے سوالات کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے کہا۔

”جب سافٹ دیر باہر آئے گا تو پھر سوچوں گا۔ ابھی کیا کہا جا سکتا ہے“..... شارپ نے ایسے لمحے میں جواب دیا کہ لیزا نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ اب وہ مزید ایک لفظ بھی نہیں بولے گی۔

ایکریمیا کی ریاست گارشیا ایکریمیں دارالحکومت سے دور دراز
 واقع ریاست تھی۔ اس ریاست میں اکثریت نیگروز کی تھی۔ وہاں
 سفید فام بھی رہتے تھے لیکن ان کی تعداد نہ ہونے کے باہر تھی اور
 یہ سفید فام وہاں بے حد محتاط زندگی گزارتے تھے کیونکہ ان کے
 خیال کے مطابق نیگرو ان سے شدید نفرت کرتے تھے اور انہیں جگ
 کرنے یا زخم کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔
 دیسے یہ حد تک حقیقت بھی تھا کہ نیگرو ہر وقت سفید فاموں کے
 درپے رہتے تھے۔ گارشیا کے شمال میں ایک علاقہ کوششا تھا جہاں
 قدیم ترین دور کے آثار موجود تھے جنہیں دیکھنے کے لئے دنیا بھر
 سے سیاح وہاں آتے رہتے تھے۔ ان سیاحوں کی وجہ سے کوششا نہ
 صرف گارشیا کے دارالحکومت سے زیادہ آباد تھا بلکہ وہاں زیادہ نہ
 کلب اور ہوٹل سفید فاموں کے تھے اور وہاں ان کی اکثریت تھی۔
 یہاں ایک چھونا ائرپورٹ بھی تھا جہاں سے ایکریمیا کے اندرولی

ملاں تک ہیلی کا پڑ اور چھوٹے طیاروں کی سروں موجود تھی تاکہ
ملاں والے سیاحوں کو سہولت ہو سکے۔ آرنلڈ کو کوشیا کے
نے جانے والے معلومات حاصل تھیں اور وہ جانا بھی دیں چاہتا تھا لیکن
ہرے میں معلومات کو شیانہ گیا تھا کہ وہاں اسے آسانی سے چیک کیا جاسکتا
ہے اس لئے کوشیا نہ گیا تھا کہ وہاں اسے آسانی سے چیک کیا جاسکتا
ہے اس لئے چونکہ رپورٹ کے سلسلے میں اور دیے بھی سیاحت کے
فنا، وہاں وہ چونکہ رپورٹ کے سلسلے میں اور دیے بھی سیاحت کے
ثون پورا کرنے کے لئے اکثر آتا جاتا رہتا تھا اس لئے یہاں کے
کلبوں کے مالک اور منیر اور ایسے ہی دوسرے لوگ اس سے اچھی
طریق و اتفاق تھے جبکہ گارشیا کے دارالحکومت میں اسے کوئی نہ جانتا
فہالتا ہے وہاں رہنے کے لئے اندر ورلڈ کے ایک آدمی جیکب
مارشل کے لئے کوئی پہ مانگی تو جیکب نے دارالحکومت کے
سے وہاں کے لئے کوئی پہ مانگی تو جیکب نے دارالحکومت کے
ب سے خطرناک آدمی مارشل کی پہ دی۔ مارشل خود بھی نیگر و تھا
اور اس کے گروپ کے تمام افراد بھی نیگر و تھے۔ جیکب کے بقول
مارشل گارشیا کا ہنگ تھا۔ بے شمار کلبوں اور ہوتلوں کا مالک ہونے
کے ساتھ ساتھ وہ کئی بڑے گروہوں کا بھی سربراہ تھا۔ مارشل چونکہ
جیکب کا بھپن کا دوست تھا اس لئے جیکب نے اسے مارشل کی پہ
دی تھی اور مارشل کو فون کر کے آرنلڈ کے بارے میں تفصیل بھی بتا
دی تھی۔ مارشل نے وعدہ کیا تھا کہ آرنلڈ جب تک اور جس طرح
پہنچے گارشیا میں قیام کرے۔ اس کا بال بھی بیکا نہ ہو گا اس لئے
آرنلڈ اس وقت گارشیا کے ائیر پورٹ پر موجود تھا۔ وہ ابھی طیارے
سے اتراتھا اور اس کی منزل مارشل کلب تھا جہاں اس نے پہلے

مارشل سے ملنا تھا اور اس سے مل کر آئندہ کا لائچی عمل طے کرنا تھا
چنانچہ ائیرپورٹ سے باہر آ کر اس نے نیکی شینڈ سے نیکی کی ہزاری
اور اسے مارشل کلب جانے کا کہہ دیا۔
”سوری سر۔ میں وہاں نہیں جا سکتا“..... ڈرائیور نے مخدود
کرتے ہوئے کہا۔

”سیکوں۔ کیا ہوا“..... آرنلڈ نے چونک کر اور حیرت بھرے

لہجے میں پوچھا۔

”سر۔ وہاں صرف نیگروز کو ہی جانے دیا جاتا ہے۔ وائٹ میں
کو وہ برداشت نہیں کرتے۔ آپ کوئی نیگرو ڈرائیور لے لیں ورنہ
میری نیکی بتاہ کر دی جائے گی اور مجھے بھی مارا پینا جائے گا۔“
نیکی ڈرائیور نے جواب دیا۔

”اوکے“..... آرنلڈ نے کہا اور نیکی سے نیچے اتر آیا۔ کوئی
فاسطے پر ایک نیگرو نیکی ڈرائیور موجود تھا۔

”مارشل کلب جانا ہے“..... آرنلڈ نے اس سے مخاطب ہو کر
کہا۔

”لیں سر۔ بیٹھیں“..... نیکی ڈرائیور نے کہا اور آرنلڈ کو بھاکر
وہ خود بھی ڈرائیور نگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”آپ وہاں کس سے ملنے جا رہے ہیں“..... چند لمحوں بعد
ڈرائیور نے پوچھا۔

”کیا یہ بھی بتانا ضروری ہے“..... آرنلڈ نے قدرے نافذ کیا۔

لنجھ میں کہا۔

”سوری سر۔ میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ وہ سفید فاموں کے لئے خطرناک علاقہ ہے اس لئے بڑے بڑے دل والے سفید قام بھی وہاں جانے سے گریز کرتے ہیں“..... ڈرائیور نے مغدرت بھرے لنجھ میں کہا۔

”مارشل سے ملنے جا رہا ہوں۔ اس سے میری ملاقاتات طے ہے“..... آرنلڈ نے کہا۔

”اوہ۔ پھر اگر کوئی غلط بات کرے تو آپ اسے مارشل کا حوالہ دے دیں۔ وہ دوبارہ آپ کی طرف دیکھے گا بھی نہیں“..... اس بار ڈرائیور نے اطمینان بھرے لنجھ میں کہا اور آرنلڈ بے اختیار مسکرا دیا۔ ویسے اسے یقین تھا کہ مارشل کی ٹپ اس کے لئے بہت کام آئے گی۔ مارشل کلب چار منزلہ عمارت پر مشتمل تھا اور خاصے وسیع ایریے میں پھیلا ہوا تھا۔ آنے جانے والوں میں تقریباً ننانوے نیصد افراد نیگرو تھے جبکہ ایک نیصد غیر ملکی سیاح تھے جنہوں نے سیاحوں کے لئے مخصوص ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں اس لئے وہ دور سے ہی سیاح نظر آتے تھے۔ ایکریمیا میں سیاحوں کے تحفظ کے لئے انتہائی سخت قوانین موجود تھے اور ان پر انتہائی سختی سے عمل بھی کیا جاتا تھا اس لئے نیگرو بھی سیاحوں پر ہاتھ ڈالنے سے گریز کرتے تھے۔ نیکسی ڈرائیور نے نیکسی اندر لے جانے کی بجائے باہر ہی روک دی۔

"سوری سر۔ کپاؤنڈ میں لیکسی لے جانے کی اجازت نہیں ہے"..... ذرا سیور نے کہا تو آرنلڈ اثبات میں سر بلاتا پیچے اترنا اور اس نے میٹر دیکھ کر ذرا سیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر کپاؤنڈ سے گزر کر وہ کلب کے میں گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ کلب کا ہال بے حد و بیع و عریض تھا۔ وہاں نیگروں مرد اور عورتیں بھری ہوئی تھیں۔ کافی پھر شور مچا ہوا تھا۔ آرنلڈ پختا بچاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"آپ نے کہاں جانا ہے"..... اچانک ایک لمبے ترین ٹھیکرو نے آرنلڈ کو روکتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں گن بھی موجود تھی۔

"میری ملاقات تمہارے چیف مارشل سے ٹھے ہے"..... آرنلڈ نے قدرے فخریہ لجھ میں کہا تو اسے روکنے والا نیگرو بے اختیار چونکہ پڑا۔

"اوہ۔ اچھا آئیے میرے ساتھ"..... نیگرو نے کہا اور پھر وہ آرنلڈ کو اپنے حصار میں لے کر دسیع و عریض کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں چار آدمی کام کر رہے تھے۔ ان میں کوئی عورت نہ تھی۔

"مسٹر ڈولڈ۔ ان کی ملاقات چیف باس سے ٹھے ہے۔ ان کی ملاقات کراؤ"..... آرنلڈ کے ساتھ آنے والے نیگرو نے کاؤنٹر میں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کا نام کیا ہے جناب"..... کاؤنٹر میں نے آرنلڈ سے پوچھا۔

”میرا نام آرنلڈ ہے اور میں گریٹ لینڈ سے آیا ہوں“.....
آرنلڈ نے کہا تو ڈونلڈ نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر
پیس کرنے شروع کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے ڈونلڈ بول رہا ہوں جناب۔ گریٹ لینڈ سے ایک
صاحب آرنلڈ آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ چیف بس سے ان کی
ملاقات طے ہے“..... ڈونلڈ نے موادبائی لجھے میں کہا۔ پھر دوسری
طرف کی بات سن کر اس نے یہ سر کھہ کر رسیور رکھ دیا۔

”میں نے میجر سے بات کی ہے۔ وہ ابھی چیف سے بات کر
کے کال کریں گے“..... کاؤنٹر میں ڈونلڈ نے کہا اور آرنلڈ نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج آئی تو ڈونلڈ نے
رسیور اٹھا کر اپنا نام بتایا۔

”اوے سر“..... اس نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور
رسیور رکھ دیا۔

”چیف کے آفس تک ان کی رہنمائی کرو“..... کاؤنٹر میں ڈونلڈ
نے اس نیگرڈ سے کہا جو اسے ساتھ لے آیا تھا۔

”آئیے جناب“..... اس بار نیگرڈ نے زیادہ موادبائی لجھے میں کہا
اور پھر آرنلڈ اس کی رہنمائی میں تیری منزل پر ایک بند دروازے
پہنچ گیا۔

”جائیے جناب۔ چیف اندر ہیں۔ سبز بلب دروازے پر جل رہا
تھا“..... اس نیگرڈ نے رکتے ہوئے کہا تو آرنلڈ سر ہلاتا ہوا آگے

بڑھ دو اس نے دروازہ دبایا تو دروازہ بے آواز انداز میں کھلتا چلا
گیا۔ یہ یک دستی دعیریض کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں سجا یا گیا
تھا۔ رہنے والی پنج پشت والی روپا لوگ کری پر مجھے سر، چوڑے
چہرے اور دیوبھی جسم کا مالک ایک ادھیز عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔
”وو..... اس نے گرجدار بجھے میں کہا تو آرنلڈ اندر داخل ہو
گیا۔

”میرا نام آرنلڈ ہے اور میرے بارے میں گریٹ لینڈ کے
جیب نے بات کی ہو گئی۔“..... آرنلڈ نے اندر داخل ہوتے ہوئے
کہا۔

”ہا اسی لئے تو تم یہاں تک پہنچے ہو بیٹھو۔“..... مارشل نے کہا
تو آرنلڈ سامنے کری پر بیٹھ گیا۔

”اس بیلب کا شکریہ۔“..... آرنلڈ نے کہا۔

”تمہارے بارے میں بتایا گیا ہے کہ تم گریٹ لینڈ کے بہت
معروف صحافی ہو۔ پھر تم یہاں کیوں پھر رہے ہو۔“..... مارشل نے
کہا۔

”میں اپنی رپورٹر ہوں۔ میرا کام ایسی سوریز بریک کرنا ہے
جو بے حد سختی خیز ہوں۔ میں نے ایک سوری پاکیشیا کے بارے
میں دی۔ وہ اس لئے شائع نہ کی گئی کہ اس میں اسرائیل، گریٹ
لینڈ، کافرستان اور دوسرے ممالک بھی شریک تھے اور پاکیشیا سکرٹ
سروں کے خطرناک ایجنت مجھے گریٹ لینڈ میں تلاش کر سکتے ہیں۔“

اس لئے مجھے حکم دیا گیا کہ میں تین ماہ تک کارشیا جا کر رہوں جب
معاملہ ختم ہو جائے تو پھر واپس آ جاؤں ورنہ میری جان بھی لی جا
سکتی تھی اس لئے میں یہاں آیا اور آپ سے پناہ طلب کی۔.....
آرلنڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم فکر مت کرو گارشیا میں تمہاری طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی
نہیں دیکھے گا۔ یہاں دارالحکومت میں میرا نیٹ ورک بہت پھیلا ہوا
ہے۔ تمہارے بارے میں تفصیل تمہاری تصوری سیست ان تک پہنچا
دی جائے گی پھر ہر لمحہ تمہاری حفاظت کی جائے گی۔ تم کہاں مٹھرو
صح،..... مارشل نے کہا۔

”وائٹ شارکلب میں کرہ بک کرایا ہے یہاں سے وہاں
جاوں گا“..... آرلنڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے بے فکر ہو کر رہو۔ اب تم جا سکتے ہو“..... مارشل
نے کہا تو آرلنڈ نے ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا اور سلام کر
کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھا وائٹ
شارکلب جا رہا تھا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان اور سکون کے
تاثرات نمایاں تھے۔

عمران فلیٹ پر موجود تھا۔ سلیمان بازار گیا ہوا تھا اس نے عمران
فیٹ میں آکیا تھا۔ وہ فون کے نمبر پر میں کرنے میں مصروف تھا
اور اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ وائٹ بلڈ کے رافن
اور سردار نے جس بگ نارگٹ کا ذکر کیا تھا وہ اس کی تفصیل چاہئے
چاہتا تھا لیکن ان دونوں کو اس کی تفصیل کا علم نہ تھا اور عمران ان
کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ وہ بچ بول رہے ہیں۔
پھر وہ بگ نارگٹ کیا تھا جسے یہ لوگ پاکیشیا سے باہر نکالنا چاہئے
تھا۔ وائٹ بلڈ چونکہ صرف اسلحہ سملگل کرنے والی تنظیم تھی۔ اس
لئے یہ بات تو طے تھی کہ بگ نارگٹ کا تعلق بھی کسی ہتھیار سے
ہے۔ یہی بات وہ جانا چاہتا تھا۔ اسلئے اس نے سردار سے بات
کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور اس وقت وہ انہیں ہی کاں کر رہا تھا۔
”ہیلو داور بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد رابطہ ہونے
سردار کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران۔ ایم ایس کی۔ ڈی ایس کی (اکسن) بول رہا
ہوں۔..... عمران کی سنجیدگی سرداور کی آواز سننے ہی جیسے کہیں غائب
ہوتی تھی۔

”اچھا تو اب تم بزرگوں کے سامنے بولنے بھی لگ گئے ہو۔.....
سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”واہ۔ اسے کہتے ہیں ویر آید درست آید یعنی آئے تو ویرے سے
ہوں یعنی پھر بھی درست ہے۔ چھپی جان کو ساری عمر یہی حسرت رہی
کہ آپ جلدی جلدی بزرگ بن جائیں تاکہ وہ بزرگ کی بیوی کہلوا
سکیں مگر انہیں آپ ہے ہمیشہ یہی لگہ رہا کہ آپ طویل عرصے سے
جو ان ہی چلے آ رہے ہیں۔..... عمران کی زبان روائی ہو گئی۔

”چلو اب بولنے لگ گئے ہو تو پھر بولتے ہی جاؤ۔..... سرداور
نے کہا۔

”الگتا ہے آج آپ کے پاس کام نہیں ہے فارغ ہیں آپ۔
ایسا ہے تو دفتر سے چھٹی لیں اور میرے ساتھ چلیں آپ کو ایسی ایسی
خلوق سے ملاؤں گا کہ آپ دوبارہ جوان بلکہ نوجوان بننے کی
خواہش کرنا شروع کر دیں گے۔..... عمران نے کہا۔

”اس مخلوق کو تم خود ہی سنبھالو میں تو کام کر رہا ہوں۔ تمہارے
نوں کی وجہ سے کچھ ریث مل گیا ہے ورنہ جب تک زندگی ہے کام
ختم نہیں ہو سکتے۔..... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سرداور ایک غیر ملکی ایجنسی پاکیشاں سے کوئی ہتھیار یا اس کا

فارمولہ اڑانا جاہتی ہے۔ یہاں سے اسے نکلنے کے لئے اسمگنگ کرنے والی تنظیم وائٹ بلڈ کے ذمے لگایا گیا ہے۔ اسے وہ بگ نارگٹ کہتے ہیں لیکن یہاں کسی کو معلوم نہیں ہے کہ بگ نارگٹ ہے کیا اس لئے آپ کو فون کیا ہے۔ عمران نے اس بار سمجھیدہ لمحے میں کہا۔

”بگ نارگٹ یہ کیا نام ہوا۔ ہمارے لئے تمام ہتھیار اور فارمولے بگ نارگٹ ہو سکتے ہیں۔“ سرداور نے کہا۔

”کوئی ایسا فارمولہ یا ہتھیار جسے آپ بھی بگ نارگٹ قرار دے سکیں۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں ایسا کوئی نہیں ہے۔“ سرداور نے دونوں لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا سب لیبارٹریز کو حکم جاری کر دیں کہ وہ ریڈ الٹ ریں۔“ عمران نے کہا۔

”وہ پہلے ہی ریڈ الٹ رہتے ہیں لیکن پھر بھی کہہ دوں گا۔“ سرداور نے کہا اور عمران نے شکریہ اور سلام کر کے رسیور رکھ دیا۔

”یہ تو مسئلہ ہو گیا اب اس چیف ڈومنڈ کو تلاش کیا جائے۔ وہ یقیناً بگ نارگٹ کے بارے میں جانتا ہو گا۔“ عمران نے بڑیاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور انٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ سرداور نے اسے یہ نمبر بتایا تھا اور اس نمبر سے پہلے کوڈ کے جو ہندسے تھے ان سے معلوم

ہوتا تھا کہ یہ کافرستانی موصفاتی سیارے سے لنک ہے اور نہیں ہے۔ پاکیشی سے فون کرنے والے کو کافرستان کوئی معلومات دیتے ہے لئے تیار نہ ہو گا اس لئے اس نے براہ راست کال کی تھی۔ دوسرا طرف تھی بھتی رہی اور پھر خاموش ہو گئی۔ عمران نے دوبارہ کال کی تیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا تو اس نے گریٹ لینڈ کی انکوائری کا نمبر پر لیں کرنا شروع کر دیا۔

”لیں انکوائری پلیز“..... رابطہ ہوتے ہی دوسرا طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کریل رابرٹ چیف آف ریڈ سرکل کا نمبر دیں میں پولیس پورہ سے چیف بول رہا ہوں“..... عمران نے گریٹ لینڈ کے مخصوص لمحے میں کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پر لیں کر دیے۔ دوسرا طرف چند لمحوں تھی بھتی رہی پھر بند ہو گئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ خود ہی کال ڈسکنک کی گئی ہے۔ عمران سمجھ گیا کہ چیف کے فون کے ساتھ چینگ کمپوزر لگایا گیا ہو گا جس نے کال ٹریں کر کے بتا دیا ہو گا کہ کال کہاں سے کی جا رہی ہے اور ظاہر ہے کال کا مقام پاکیشیا معلوم ہونے انہوں اسے ڈسکنک ہی کرنا تھا۔ عمران چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا پھر اچاک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر گریٹ

لینڈ انکوائری کے نمبر پر لیں کر دیئے۔

”لیں انکوائری پلیز“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف
ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”گریٹ لینڈ نام نیوز بھپر کے چیف ائینیٹر کا نمبر دیں“
عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے
کریڈل دبایا اور پھر نون آنے پر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے
”لیں“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں کافرستان سے بات کر رہا ہوں۔ ایشیش روڈ آرٹلڈس
بات کرنی ہے۔ میرا نام رابرٹ ہے“..... عمران نے سمجھدہ لمحہ میں
بات کرتے ہوئے کہا۔

”سوری سر۔ مسٹر آرٹلڈ طویل رخصت پر گئے ہوئے ہیں اور کوئی
معلوم نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں“..... دوسری طرف سے جواب
دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا۔

”اب سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ دائیں بلڈ کے چیز
ڈونلڈ کے ٹھکانے کا پتہ چلایا جائے“..... عمران نے ہڑپڑانے
ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پر لیں کرنے
شروع کر دیئے۔

”ناٹران بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی ناٹران کی آواز
سنائی دی۔

”علیٰ عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدھان خوا

اے ہوں،..... عمران نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔
اے،..... عمران صاحب۔ آج کا دن کتنا مبارک ہے کہ آپ نے مجھے
نائزراں نے کہا۔

اے کیا ہے؟..... لئے مبارک ہے تمہارے لئے نہیں کیونکہ تمہیں کام
کرنا پڑے گا اور میرا یہاں بیٹھے بیٹھے کام ہو جائے گا،..... عمران
نے جواب دیا تو دوسری طرف نائزراں بے اختیار ہس پڑا۔
”حکم فرمائیں عمران صاحب“..... نائزراں نے کہا۔

”اللہ سمجھ کرنے والی ایک تنظیم وائٹ بلڈ جو پاکیشیا اور
ہزارستان دونوں ملکوں میں کام کر رہی ہے۔ یہ تنظیم پاکیشیا کے
فاف کوئی سازش کر رہی ہے اس کے پاکیشیا میں دو اہم آدمی تھے
ایک رافن اور دوسرا سردار دونوں کو ہم نے کور کر لیا ہے لیکن ان
ہے اصل سازش کا علم نہیں ہو سکا ان کا چیف جس کا نام ڈوبلڈ ہے
ہزارستان میں رہتا ہے اس کا فون نمبر مجھے معلوم ہے لیکن یہ نمبر
ہزارستان کے موصلاتی سیارے سے لٹک ہے۔ میں نے کوشش کی
لیکن بات نہیں بن سکی۔ تم اسے فون کرو ظاہر ہے تم کافرستان سے
فون کرو گے اس لئے وہ ائینڈ کر لے گا۔ ہمیں جلد از جلد اس کا
پڑھانا ہے تاکہ اس سازش کو ناکام بنا جاسکے“..... عمران نے
قصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب میں وائٹ بلڈ اور ڈوبلڈ کے بارے میں جانتا
ہوں۔ آپ کو ایک گھنٹے کے اندر اس بارے میں تازہ ترین

معلومات حاصل کر کے رپورٹ دیتا ہوں۔ آپ کو فون کروں یا چیف کو۔۔۔ ناصران نے کہا۔

”نی الحال یہ معاملہ چیف تک نہیں پہنچا کیونکہ اصل بات سامنے نہیں آ رہی اس لئے مجھے فون کرنا میں انتظار کروں گا۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدھاں خود بول رہا ہوں۔“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔
”ناصران بول رہا ہوں عمران صاحب۔۔۔ دوسری طرف سے ناصران کی آواز سنائی دی۔

”لیں کیا رپورٹ ہے۔۔۔“..... عمران نے کہا۔
”ڈونلڈ کافرستان اور پاکیشیا کے سرحدی شہر مناپل میں اپنے اڈے پر گیا ہوا ہے۔ وہاں اس کی مینگ ہے۔ وہ دو تین روز مزید وہاں رہے گا۔ مناپل میں اس کا پتہ چالیں نمبر بلڈنگ ہیرات روڈ ہے۔ وہاں تخت حفاظتی انتظامات موجود ہیں۔۔۔“..... ناصران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ کنفرم اطلاعات ہیں۔۔۔“..... عمران نے کہا۔
”لیں سو فیصد کنفرم۔۔۔“..... ناصران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”او کے۔۔۔ شکریہ۔۔۔“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور مڑ کر ڈرینگ روم کی طرف بڑھنے لگا تھا کہ تیزی سے واپس مڑا۔

اور ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”وہاں تکہر بول رہا ہوں بس“..... رابطہ ہوتے ہی نائگر کی آواز

خانی دی۔
”وہاں تکہر کافرستان اور پاکیشیا کے سرحدی علاقے میں ایک ٹاؤن
مناپل نام کا ہے کیا تم نے دیکھا ہوا ہے“..... عمران نے کہا۔
”وہاں بس میں کتنی بار وہاں گیا ہوں“..... نائگر نے جواب
دیئے ہوئے کہا۔

”وہاں پہنچنے کے لئے کون ساراستہ شارب کٹ ہے اور کیا
راستہ ہے“..... عمران نے کہا۔

”وہاں جانے کے لئے ہیلی کا پڑ سروں بھی مل سکتی ہے اور ہم
ایک گھنٹے کے اندر وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ ورنہ جیپ کے ذریعے
جانے پر آٹھ دس گھنٹے لگ جائیں گے“..... نائگر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”یہ ہیلی کا پڑ سروں وہاں کس سلسلے میں جاتی ہے“..... عمران
نے ہیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”وہاں قریب ہی ایک پہاڑی وادی ہے جس کا نام رابت ہے
وہاں ہزاروں سال پہلے کے آثار موجود ہیں اور سیاح اس ہیلی کا پڑ
سروں کے ذریعے وہاں آتے جاتے ہیں“۔ نائگر نے جواب دیا۔
”اوے۔ ایک ہیلی کا پڑ بک کراؤ۔ جانے اور واپس آنے کے

لئے وہاں دو تین گھنٹے دیتے بھی کرنا ہو گا اور تم نے بھی ساتھ جانا

ہے۔” عمران نے کہا۔

”ایس پاس لیکن مناپل میں ہم نے جانا کہاں ہے تاکہ وہاں

کے لئے کار بھی بک کر ادؤں۔“ نائیگر نے کہا۔

کے لئے کار بھی بک کر ادؤں۔“ نائیگر نے کہا۔

”چالیس نمبر بلڈنگ آئیرات روڈ۔“ عمران نے کہا۔

ہے۔ وہ وہاں کوئی مینگ کر رہا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اوے کے باس۔ میں ابھی پندرہ منٹ میں انتظامات کر کے آپ

کو کال کرتا ہوں۔“ نائیگر نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر

رسیور رکھا اور اپنیل روم کی طرف بڑھ گیا۔ اسے یاد آگیا تھا کہ

ناڑان نے اسے بتایا تھا کہ مناپل میں وائٹ بلڈ کے اڈے کا

حافظتی نظام بے حد سخت ہے چنانچہ اس نے اپنیل سپر زیرو میشن

حافظتی نظام بے حد سخت ہے چنانچہ اس نے اپنیل سپر زیرو میشن

حافظتی نظام بے حد سخت ہے چنانچہ اس نے اپنیل سپر زیرو میشن

حافظتی نظام بے حد سخت ہے چنانچہ اس نے اپنیل سپر زیرو میشن

حافظتی نظام بے حد سخت ہے چنانچہ اس نے اپنیل سپر زیرو میشن

حافظتی نظام بے حد سخت ہے چنانچہ اس نے اپنیل سپر زیرو میشن

حافظتی نظام بے حد سخت ہے چنانچہ اس نے اپنیل سپر زیرو میشن

حافظتی نظام بے حد سخت ہے چنانچہ اس نے اپنیل سپر زیرو میشن

حافظتی نظام بے حد سخت ہے چنانچہ اس نے اپنیل سپر زیرو میشن

حافظتی نظام بے حد سخت ہے چنانچہ اس نے اپنیل سپر زیرو میشن

حافظتی نظام بے حد سخت ہے چنانچہ اس نے اپنیل سپر زیرو میشن

حافظتی نظام بے حد سخت ہے چنانچہ اس نے اپنیل سپر زیرو میشن

لنجھ میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”کچھ مصالحے ایک ہفتہ چلیں گے۔ کچھ دو تین روز اور چند
نہیں ایسے ہیں جو میں صرف ٹٹ کے لئے لے آیا ہوں“.....
سلیمان نے بڑے اطمینان بھرے لنجھ میں کہا۔

”واہ واہ اسے کہتے ہیں سیلیقہ مندی کرٹ کے نام پر مفت
سماں لے آیا ہے“..... عمران نے بچوں کی طرح خوش ہوتے
ہوئے کہا۔

”جی نہیں مفت تو آج کل مشورہ بھی کوئی نہیں دیتا“..... سلیمان
نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کچن میں چلا گیا جبکہ عمران مسکراتا ہوا
ستگ رومن میں اپنی مخصوص کری پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی^{نیچے}
تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھالیا۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بے زبان خود
بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ ہیلی کا پڑ اور کار بک کرا لی گئی
ہے۔ اب میں نے کہاں پہنچنا ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”تم میرے فلیٹ پر آ جاؤ پھر یہاں سے اسکٹھے ہیلی پیڈ جائیں
گے اور ہاں بے ہوش کر دینے والی گیس کا پیغام بھی ساتھ لے
لیں“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور
رکھ دیا۔

وائٹ بلڈ کا چیف ڈومنڈ ادھیزر عمر آدمی تھا۔ وہ یورپی نژاد تھا۔
 اس نے گہرے نیلے رنگ کا سوت پہننا ہوا تھا۔ وہ مہاتمی کی بڑی
 سے آفس نیبل کے پیچے روایا لوگ جیسرا پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک فائل
 اس کے سامنے میز پر پڑی تھی لیکن وہ فائل پر توجہ دینے کی بجائے
 بار بار فون کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک فون کی گھنٹی نج اٹھی تو
 اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انٹھا لیا۔

”یہ..... ڈومنڈ نے غراتے ہوئے لبھ میں کہا۔

”جناب سردار اپنے خیہ اڈے سے اچانک غائب ہو گئے ہیں
 اور اب کسی جگہ بھی نہیں نہیں ہو رہے۔ بہرحال ان کی تلاش جاری
 ہے۔..... دوسری طرف سے انتہائی موبدانہ لبھ میں کہا گیا۔

”رافن کہاں ہے۔..... ڈومنڈ نے پوچھا۔

”وہ یہاں پہنچنے والا ہے۔ راستے میں ہے۔..... دوسری طرف
 سے کہا گیا تو ڈومنڈ نے رسیور رکھ دیا۔

”سردار کو کیا ہوا ہے وہ تو انہائی ذمہ دار آدمی ہے اور اس کے
آفس تک تو اس کی اجازت کے بغیر مکھی بھی داخل نہیں ہو
سکتی“..... ڈونلڈ نے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال آنے پر
نے فون کا رسیور انٹھایا اور ایک نمبر پر لیں کر دیا۔
اٹا نے ”لیں چیف“..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مودبانہ

آواز سنائی دی۔

”اگریٹ لینڈ میں کرٹل رابرٹ سے میری بات کراؤ لیکن
سکرٹ لائیں پر“..... ڈونلڈ نے کہا۔
”لیں چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈونلڈ نے رسیور
رکھ دیا۔ پھر تقریباً میں منٹ بعد فون کی گھنٹی بج آئی تو ڈونلڈ نے
رسیور انٹھا لیا۔

”ڈونلڈ بول رہا ہوں پاکیشیا سے“..... ڈونلڈ نے کہا اسے
معلوم تھا کہ دوسری طرف کرٹل رابرٹ ہو گا۔ ریڈ سرکل کا چیف اور
وہ ایسے موقع پر کرٹل رابرٹ کو ناراض نہ کرنا چاہتا تھا۔
”کرٹل رابرٹ بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک سخت
اور سردی آواز سنائی دی۔

”وہ بُک نارگٹ کا کیا ہوا۔ ہم تو اپنا سب کام چھوڑ کر ہاتھ پر
ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ آپ جلدی کریں کیونکہ ہم نے اپنے بنس
کی ایک بہت بڑی ڈیل مکمل کرنی ہے“..... آرٹلڈ نے کہا۔

”یہ ملکوں کے سائل ہیں مسٹر ڈونلڈ۔ عام ہتھیار نہیں کہ ڈیل

چند روز میں مکمل ہو جائے۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس بارے میں یہ متوجہ ہوا س لئے کام ہو رہا ہے اور کسی بھی وقت مکمل ہو سکتا ہے۔ آپ ہر وقت تیار اور مستعد رہیں۔ معاوضہ آپ تک پہنچ چکا ہے ہم آپ کو فکر کیوں ہے؟..... کرنل رابرٹ نے قدرے نارانجی رنج میں کہا۔

”کام کرنے والے آدمی کو فارغ بیٹھنا پڑے تو اس سے زیداً بوریت کوئی نہیں ہوتی“..... ڈومنڈ نے اس بار قدرے مسکرا کر کہا۔ ”ہاں یہ بات صحیک ہے بہر حال جلد ہی گب نارگٹ آپ ر پاس پہنچ جائے گا۔ او کے گذ بائی“..... دوسری طرف سے بھر ر بار قدرے مسکراتے ہوئے بھجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ تو رابطہ ختم ہو گیا تو ڈومنڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیر رہ دیا۔

”ہاں معاوضہ تو میری توقع سے بھی زیادہ ملا ہے اور مجھے تقریب ابھی یہ بھی میرے آدمیوں کو نہیں معلوم اس لئے جو ہوں گا“..... انہیں ماننا پڑے گا اور جو دوس گا وہی لینا پڑے گا۔ ڈومنڈ نے بڑی بڑی تھی اور پھر وہ فائل پر جھک گیا۔ کچھ دیر بعد فون ر گھنٹی نکلی اُنھی تو ڈومنڈ نے رسیور انحالیا۔

”لیں“..... ڈومنڈ نے فراتے ہوئے بھجے میں کہا۔

”جناب رافن حاضری چاہتے ہیں“..... دوسری طرف سے مودہانہ بھجے میں کہا گیا۔

”دوس منٹ بعد سچ دینا“..... ڈونلڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر
اوی نے میز کی دراز کھوئی اور ایک بڑا سوچ بورڈ نکال کر اپنے
سائنس رکھا اور اس پر موجود مختلف بٹن پر لیں کرنے شروع کر
لیئے۔ تقریباً میں کے قریب بٹن پر لیں کرنے کے بعد اس نے
بورڈ کا رخ موڑا اور ایک بار پھر سوچ دبانے شروع کر دیئے اس پار
بھی تقریباً میں سوچ بر لیں کر کے اس نے بورڈ کو واپس میز کی دراز
میں رکھ دیا۔ یہ یہاں موجود خفاظتی انتظامات کے سوچ تھے۔ اگر وہ
اپنے مخصوص انداز میں پر لیں نہ کرتا تو رافن زندہ یہاں تک نہ پہنچ
سکتا جبکہ اب وہ نہ صرف یہاں پہنچ جائے گا بلکہ واپس جاتے
ہوئے اسے انتظار نہ کرنا پڑے گا کیونکہ اب صرف میں ڈیو اس
اپنے رکھی گئی تھی باقی بند تھیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور
رافن اندر داخل ہوا اور پھر رسی سلام دعا کے بعد رافن میز کی دوسری
لڑنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سمجھی ٹاری
نمیں۔

”مردار کہاں ہے رافن۔ کیا تمہیں معلوم ہے“..... ڈونلڈ نے
برادرخت لجھے میں رافن سے مخاطب ہو کر کہا۔
”نہیں سروہ اپنی مرضی کے ماں کی ہیں“..... رافن نے جواب
لیتے ہوئے کہا۔

”یہیں اس طرح اچانک وہ غائب کہاں ہو گیا ہے۔ تمہارا نیٹ
کیا کہتا ہے“..... ڈونلڈ نے کہا۔

”چیف یہ اطلاع ملی ہے کہ آخری بار اس کے خیرم اوسے سے
قریب عمران کے اندر درلڈ میں کام کرنے والے شاگرد نائیگر کو
دیکھا گیا ہے“..... رافن نے کہا تو ڈونلڈ اچھل پڑا۔
”نائیگر کو وہاں دیکھا گیا ہے۔ تمہارا مطلب ہے کہ سردار ان
کے ہاتھ چڑھ گیا ہوگا“..... ڈونلڈ نے کہا۔

”وہ ہمارے خلاف کام تو کر رہے ہیں چیف اور وہ ایک بار کسی
کے پیچے لگ جائیں تو پھر اسے اس وقت تک نہیں چھوڑتے جب
تک وہ مطمئن نہ ہو جائیں“..... رافن نے جواب دیتے ہوئے کہا
”یہ چیف وہاں کے بھی نائیگر نے دو چکر لگائے ہیں لیکن
جب اسے کچھ معلوم نہیں ہو سکا تو وہ سائینڈ پر ہٹ گیا۔

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب ابھی تک کچھ ہوا ہی نہیں تو
پھر وہ ہمارے پیچے کیوں لگ گئے ہیں۔ پہلے سینٹھ یعقوب کے پیچے
لگ گئے تھے اب تمہارے اور سردار کے ارگردنظر آتا شروع ہو گئے
ہیں“..... ڈونلڈ نے کہا۔

”چیف وہ ایسے ہی کام کرتے ہیں اگر ہم ری ایکشن نہ دیں تو
وہ خود ہی پیچے ہٹ جاتے ہیں۔ دراصل وہ صرف ہمارے سامنے
آتے ہیں اور ہم خود ہی افرا تفری کا شکار ہو کر ان کی نظروں میں
مشکوک ہو جاتے ہیں“..... رافن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے کے تم جاؤ میں نے آج شام یہاں دو خصوصی میٹنگز کرنی
ہیں اور ہاں مزید معلومات ملیں تو مجھے ضرور بتانا“..... ڈونلڈ نے کہا

نورافن انہ کھڑا ہوا۔ اس نے سلام کیا تو ڈونلڈ بھی اس بار اپنی
مادت کے خلاف انہ کھڑا ہوا اور اس نے باقاعدہ رافن سے ہاتھ
ملایا۔ رافن مژ کر آفس سے باہر چلا گیا تو ڈونلڈ واپس اپنی کرسی پر
پہنچ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سمجھی طاری تھی۔ اسے یوں
محوس ہو رہا تھا۔ جیسے چاروں طرف سے خطرہ بادلوں کی طرح اس
کے گرد اکٹھا ہو رہا ہے پھر اس نے فون کے رسیور کی طرف ہاتھ
بڑھایا ہی تھا کہ یکنہت دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی رافن کے
باہر جانے کے بعد بند ہونے والا دروازہ کھل گیا اور دو آدمی بجلی
سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے اس کی طرف بڑھے اور پھر اس سے
پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا۔ اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

”معلوم ہوا ہے کہ اس بلڈنگ میں سخت حفاظتی انتظامات ہیں“..... عمران نے ہیلی کا پڑ بند ہوتے ہی نائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس میں کئی سال پہلی اس بلڈنگ میں کسی سے ملاقات کے لئے گیا تھا۔ وہاں واقعی قدم قدم پر سامنی حفاظتی انتظامات موجود تھے۔ اب کا مجھے علم نہیں ہے۔ میں کم از کم دو سال پہلے کی بات کر رہا ہوں“..... نائیگر نے موڈبانہ لجھے میں کہا۔

”تم عمارت کے اندر گئے تھے“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس سے ملنے گئے تھے اور اس عمارت میں کون سا بند ورک کام کر رہا تھا“..... عمران نے کہا۔

”اس بلڈنگ کی ایک تنظیم تھی اس کا ایک آدمی اچانک غائب گیا تھا۔ رائٹ بلڈ مختلف تنظیم تھی اس لئے عام خیال ہی تھا کہ“

ان کے پاس ہے۔ اس وقت یہاں ایک آدمی رائٹور بیٹھتا
ہوئا جو وائٹ بلڈ کا اہم آدمی تھا۔ میں نے اس سے بات چیت کا
ٹانک لیا تھا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ آدمی ایک اور پارٹی کے
ہمکار تھا،..... نائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
”اہا،..... اس عمارت کا بیردنی نقشہ بتاؤ پھر اندر ونی“..... عمران
پہلے

نے کہا۔
”میں عمارت میں داخل ہوتے ہی ایک سائینڈ پر ایک کمرہ ہے
جسے آفس بتایا گیا ہے۔ ملاقات کے لئے جانے والے کو پہلے وہاں
لے جایا جاتا ہے اور پھر ساتھ والے کمرے میں موجود فون سیکرٹری
کو فون پر اطلاع دی جاتی ہے اور پھر بس سے اجازت ملنے کے
بعد اس کی ملاقات کرتی ہے اور اس آدمی کو ایک ٹنگ سی گلی میں
بے عذار کرایک بہت وسیع و عریض آفس میں لے جایا جاتا ہے اور
پھر وہاں بس سے ملاقات ہوتی ہے پھر واپسی بھی اسی طرح ہوتی
ہے۔..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ویسے اس عمارت میں کیا کام ہوتا رہتا ہے“..... عمران نے

کہا۔
”کچھ نہیں۔ وہاں عمارت کے باہر کوئی بورڈ وغیرہ کچھ موجود
نہیں ہے۔..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب سنو۔ ہم نے اندر داخل ہوتے ہی بے ہوش کر دینے
 والا کیس فائز کرنی ہے۔ اس کے بعد وائٹ بلڈ کے چیف ڈومنڈ کو

تلش کرنا ہے اور اسے یہاں سے نکال کر ہم دار الحکومت ۱
جائیں گے پھر اس سے تفصیلی پوچھ چکھ ہو سکے گی۔..... عمران نے
کہا۔

”ہیلی کا پڑ کرائے پر دینے والی کمپنی مسئلہ بنادے گی کسی بے
ہوش کو اٹھا کر لے گئے تو، اس لئے یہیں پوچھ لیں تو زیادہ بہتر
ہے۔..... نائیگر نے رک رک کہا۔

”اوکے۔ یہیں دیکھ لیں گے ورنہ پائلٹ کو بھی ساتھ ہی بے
ہوش کیا جاسکتا ہے لیکن تم نے اپنے نام سے بلنگ کرائی ہو گئی اس
لئے ایسا قدم اٹھانا اچھا نہیں رہے گا۔..... عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

”تحقیکس بس،..... نائیگر نے مسکرا کر کہا۔ پھر تقریباً ڈریزہ گئے
بعد ہیلی کا پڑ پھاڑوں میں گھرے ایک ٹاؤن نما قبیلے میں بنے
ہوئے ایک ہیلی پیڈ پر اتر گیا۔ یہ ہیلی پیڈ اس کمپنی کا تھا جس کے
ہیلی کا پڑ پر عمران اور نائیگر یہاں آئے تھے۔ ہیلی کا پڑ سے از کر
عمران اور نائیگر کمپنی کے آفس گئے اور وہاں سے اپنے لئے بک
کرائی جانے والی کار کی چابی حاصل کی اور پھر چند لمحوں بعد“
دونوں کار میں سوار آگئے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیور بٹ
پر نائیگر اور سائیڈ سیٹ پر عمران موجود تھا۔ مختلف سڑکوں پر
گزرنے کے بعد نائیگر نے ایک بلندگ کے سامنے موجود پارک
میں کار روک دی اور عمران اور نائیگر دونوں کار سے پنج ارب

اپر کارروک کر وہ سڑک کراس کر کے عمارت کے فرنٹ کی طرف پڑھنے لگے۔ عمارت کا گیٹ بند تھا اور باہر چار مسلخ گارڈز موجود

”سوری آفس بند ہے“..... ایک گارڈ نے آگے بڑھ کر عمران اور نائیگر سے قدرے سخت لبھ میں کہا۔

”یہ آفس بند ہونے کا وقت نہیں ہے“..... نائیگر نے غراتے ہوئے لبھ میں کہا تو چاروں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی گنوں کو عمران اور نائیگر کی طرف کر دیا۔ ان کے چہروں پر غصے کے ہڑات ابھر آئے تھے۔

”رک جاؤ نائیگر۔ یہ سچ کہہ رہے ہوں گے۔ انہیں بھلا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم چیف ڈومنڈ کو کہہ دیں گے کہ ہم تو آئے تھے لیکن گارڈز نے ہمیں یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ آفس بند ہے۔ آؤ چلیں واپس۔ نقصان ہو گا تو چیف کا ہی ہو گا۔ آؤ“..... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لبھ میں نائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو گارڈز کے تینے ہوئے جسم یکنہت ڈھیلے پڑ گئے۔

”لیں باس“..... نائیگر نے کہا اور عمران کے ساتھ ہی واپس مڑ

گلار

”ایک منٹ آپ کہاں سے آئے ہیں“..... اس بار ایک گارڈ نے زم لبھ میں کہا۔

”ہم دونوں کا تعلق کافرستان سے ہے“..... عمران نے مژکر

مکراتے ہوئے لبجے میں کہا۔ گارڈ نے کہا۔

”آپ کے نام کیا ہیں۔ میں پوچھ لیتا ہوں“..... عمران نے جواب

”میرا نام آزک ہے اور یہ نائیگر ہے“.....

دیتے ہوئے کہا تو گارڈ سر ہلاتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ چابی لے لو۔ اس کے بغیر گیٹ باہر سے نہیں کھل سکے

گا“..... ایک اور گارڈ نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے گارڈ

سے کہا۔

”اوہ ہاں۔ مجھے تو یاد ہی نہ رہا تھا۔ دو چابی“..... گارڈ نے مژ

کر چابی والے گارڈ سے کہا اور پھر وہ اس سے چابی لے کر مڑا ہی

تھا کہ عمران نے نائیگر کو مخصوص اشارہ کیا اور نائیگر نے بھل کی ہی

تیزی سے جیب سے گیس پسل نکالا اور دوسرے لمحے تک شک

کی آوازوں سے ساتھ ہی پسل سے نکلنے والے نیلے رنگ کے

کپپوں سے زمین سے نکلا کر پھٹ گئے۔ یہ سب چند لمحوں میں ہو

گیا اور اس کے ساتھ عمران اور نائیگر دونوں نے سانس روک لئے

جبکہ وہ چاروں گارڈز پہلے گھٹنوں کے بل نیچے بھکے پھر منہ کے مل

زمین پر گر گئے جبکہ عمران نے گارڈ کے ہاتھ سے چابی لی اور گیٹ

کی طرف بڑھ گیا۔

”ان چاروں کو بھی اندر لے آنا“..... عمران نے کہا اور چابی کو

گیٹ کے چھوٹے دروازے کے چابی والے سوراخ میں ڈال کر

اسے دامیں بائیں مخصوص انداز میں گھما�ا تو چند لمحوں بعد کٹاک کا

ڈواز کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ یہ مخصوص لاک تھا جو ماضی میں
ہت استعمال کیا جاتا تھا کیونکہ چالی کے باوجود اسے کھولنا خاصا
مکمل سمجھا جاتا تھا۔ اب تو دنیا بھر میں جدید طرز کے تالے استعمال
ہو رہے تھے اور کافی طویل عرصے بعد عمران نے دوبارہ یہ تالا دیکھا
تھا۔ عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ گیس اب فضا میں
راہیں ہو چکی تھی البتہ ہلکی اسی بواب بھی موجود تھی لیکن وہ نقصان دہ
نہ تھی اس لئے وہ آہستہ آہستہ سائنس لے رہا تھا۔ اس نے جیب
سے پرسزیرو مشین نکالی اور اس کی ریخ وسیع کر کے اسے آن کر دیا
 تو اس پر چھوٹی چھوٹی مختلف رنگوں کے بلب بلب اٹھنے اور عمران
نے مطمئن انداز میں پرسزیرو مشین جیب میں رکھ لی۔ کچھ دیر بعد
ٹائیگر باہر موجود بے ہوش گارڈز کو اٹھا کر اندر لے آیا۔

”تم یہیں ظہرو۔ یہاں کوئی بھی کسی وقت آ سکتا ہے۔ میں اس
ذوقِ اللہ کو تلاش کرتا ہوں۔ حفاظتی انتظامات میں نے آف کر دیئے

ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اس بے ہوش ذوقِ اللہ کو ہیلی کا پڑ پر کیسے لے جائیں گے
باں“..... ٹائیگر نے کہا۔ وہ ابھی تک اسی مسئلے میں الجھا ہوا تھا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ پائلٹ ہمارے ساتھ
تعاوون کرے گا۔ تم سے جو کام کہا ہے وہ کرو“..... عمران نے کہا تو
ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”باس۔ ذوقِ اللہ کو میں نے دیکھا ہوا ہے۔ میں اسے تلاش کر

کے یہاں لے آتا ہوں۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور نائیگر جلدی سے آگے بڑھ گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد نائیگر ایک بے ہوش آدمی کو اٹھائے واپس آ گیا۔

”یہ اپنے آفس میں موجود تھا بس۔ آفس کا دروازہ کھلا تھا اس لئے یہ بے ہوش ہو گیا ورنہ اس آفس کو ایک نائنٹ انداز میں بنایا گیا ہے۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”اسے اندازہ نہ تھا کہ یہاں تک کوئی پہنچ سکتا ہے۔ تم اسے یہاں لٹاؤ اور جا کر کار لے آؤ۔ ہم نے جتنی جلدی ممکن ہو سکے یہاں سے نکلا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو نائیگر نے کاندھے پر لدے ہوئے ڈونلڈ کو برآمدے کی دیوار کے ساتھ فرش پر لٹا دیا اور پھر بڑا گیٹ کھول کر وہ باہر نکل گیا۔ کچھ دیر بعد نائیگر کار اندر لے آیا اور اس نے برآمدے کے ساتھ کار روک دی۔

”اسے عقبی سیٹ کے سامنے ڈال دو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو نائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جھک کر ڈونلڈ کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور سامنے موجود کار کا عقبی دروازہ کھولا اور کاندھ پر لدے ہوئے ڈونلڈ کو دونوں سیٹوں کے درمیان ڈال کر سائینڈ پر ڈی ہوئی چادر کو اس پر اس انداز میں ڈال دیا کہ جب تک کار کا پورا دروازہ نہ کھلے ڈونلڈ کسی کو نظر نہ آ سکے۔ نائیگر نے عقبی دروازہ بند کیا تو اس دوران عمران فرنٹ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ نائیگر نے ڈرائیورنگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور سیٹ پر بیٹھ کر اس نے ہاں

اٹارٹ کی اور اسے باہر لا کر میں روز کی طرف بڑھ گیا۔

”اب کیا کرنا ہے بس“..... نائیگر نے کہا۔

”تم کار ہیلی پیڈ کے قریب لے جا کر روک کر خود پیدل جا کر وہاں سے اس پائلٹ کو یہاں لے آنا۔ باقی میں سنجال لوں چا“..... عمران نے کہا تو نائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار کو مختلف سڑکوں سے گزار کر اس نے اسے ایک پہاڑی چٹان کی اوٹ میں روک دیا اور نیچے اتر کر وہ پیدل چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران بھی کار سے نیچے اتر آیا۔ تھوڑی دیر بعد نائیگر ہیلی کا پڑ کے پائلٹ کو لے کر واپس آ گیا۔

”تمہارا کیا نام ہے مسٹر“..... عمران نے سمجھیدہ لبجھ میں کہا۔

”میرا نام رفیق پاشا ہے جناب“..... پائلٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے جیب سے ایک دوہرہ کارڈ نکالا اور اسے کھول کر اس نے پائلٹ کی آنکھوں کے سامنے لہرا دیا۔

”اس کارڈ کو پہچانتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”لیں سر۔ یہ مشری اٹیلی جنس کا سرکاری کارڈ ہے۔ میں فوج میں بھی ہیلی کا پڑ پائلٹ رہا ہوں“..... رفیق پاشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ یہ اچھی بات ہے اب تمہیں میری بات زیادہ آسانی سے سمجھ آ جائے گی۔ رفیق پاشک ہمارا تعلق مشری اٹیلی جنس سے ہے۔ پاکیشیا کی سلامتی کا ایک مشن درپیش ہے اور ہم نے اس قبے

مناپل سے ایک غیر ملکی کو اٹھا کر دارالحکومت لے جانا تھا۔ چنانچہ ہم اسے لے آئے ہیں۔ وہ کار کے عقبی حصے میں موجود ہے آپ ہیلی کاپڑ کو یہاں لا کر قریب ہی چٹان پر لینڈ کر لیں۔ یہاں خاصی کشادہ جگہ موجود ہے پھر بے ہوش آدمی کو منتقل کر دیا جائے گا اور نایگر کار لے کر جائے گا اور کار واپس کر کے پیدل یہاں آئے گا اور پھر ہم یہاں سے واپس دارالحکومت پہنچ جائیں گے۔..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ قانون سے تعاون کرنا میرا فرض ہے۔“ رفیق پاشا نے جواب دیا۔ اس کا چہرہ بتا رہا ہے کہ وہ واقعی ان سے تعاون کرے گا اور پھر دیسا ہی ہوا جیسا عمران نے پلان بنایا تھا۔ بے ہوش ڈونلڈ کاپڑ میں ڈال کر وہ مناپل سے سیدھے دارالحکومت پہنچ اور پھر عمران کی رہنمائی میں پائلٹ نے ہیلی کاپڑ رانا ہاؤس میں بننے ہیلی پیڈ پر اتار دیا۔ جوزف اور جوانا ہیلی کاپڑ کو رانا ہاؤس کے اندر اترتے دیکھ کر الرٹ ہو گئے تھے لیکن جب عمران ہیلی کاپڑ سے باہر آیا تو دونوں کے سمتے ہوئے چہرے دوبارہ نارمل ہو گئے۔ نایگر ہیلی کاپڑ میں موجود بے ہوش ڈونلڈ کو کاندھے پر اٹھائے ہیلی کاپڑ سے باہر آ گیا۔

”جوزف۔ اسے لے جا کر راڑوں والی کری پر جکڑ دو۔“..... عمران نے جوزف سے کہا۔

”یہس بس۔“..... جوزف نے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر بے

بُش ڈونلڈ کو نائیگر سے لے کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور اسے اس کا طرف لے گیا جہاں راڑز والی کریاں موجود تھیں۔

گرے ہیں۔ تم واپس جاؤ اور اپنی کار لے کر واپس آ جانا۔ میں دھاٹیگر۔ عربان نے کہا۔

ال دوران درمداد نائیگر نے کہا اور مذکروہ ہیلی کا پڑکی طرف دیں پاس، نائیگر نے کہا اور مذکروہ ہیلی کا پڑکی طرف ہے گیا۔ جب ہیلی کا پڑک فضا میں بلند ہو کر راتا ہاؤس سے باہر نکل گیا تو عمران زیر و روم کی طرف بڑھ گیا۔ ڈونلڈ اب راڑو ز والی کرسی میں راڑو ز میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا لیکن بے ہوش ہونے کی وجہ سے اس کا جسم نیچے کی طرف ڈھلکا ہوا تھا۔ جوزف باہر ہی تھا جکہ سرستہ میں جلتا ہوا زیر و روم میں داخل ہوا تھا۔

جوانا، عمران کے عقب میں پہنچا ہوا ریڈ درم جس کے بعد
”اے ہوش میں لے آو“..... عمران نے جوانا سے کہا اور خود
مانے رکھی ہوئی تین کرسیوں میں سے ایک بیٹھ گیا۔ جوانا نے
ڈونلڈ کی کرسی کے عقب میں پہنچ کر اپنے ایک ہی ہاتھ سے اس کا
منڈپ کا بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ڈونلڈ کے جسم کو جھکلے گئے
ہیں اور ناک بند کر دیا۔ تو اس نے ہاتھ ہٹایا اور واپس جا کر عمران کی کرسی کی
ٹردی ہوئے تو اس نے ہاتھ ہٹایا اور واپس جا کر عمران کی کرسی کی
ہائیز میں دونوں ہاتھ میں پراندھ کر کسی دیو کی طرف کھڑا ہو گیا۔

”ہے کہا مطلب۔ میں کہاں ہوں۔ تم کون ہو۔ یہ سب کیا
پکھ دیر بعد ڈوٹلڈ ہوش میں آگیا۔

یہ۔ یہ لیا مطلب ہے۔ میں ہم اس طرح بڑھاتے ہوئے کہا جیسے لاکھوں ہے۔..... ڈوغلڈ نے اس طرح بڑھاتے ہوئے کہا جیسے لاکھوں

طور پر بات کر رہا ہو۔

”تمہارا نام ڈونلڈ ہے اور تم اسمبلنگ کی بین الاقوامی تنظیم وائٹ بلڈ کے چیف ہو۔ تمہارا ہیڈ کوارٹر تو کافرستان میں ہے لیکن پاکیشیا میں بھی تمہارے اڈے ہیں۔ تم پاکیشیا کے قبے مناپل میں اپنے اڈے پر موجود تھے کہ ہمیں اطلاع مل گئی اور ہم نے تمہیں وہاں سے یہاں دارالحکومت منتگوا لیا۔ تم نے وہاں اپنی حفاظت کے لئے خاصے سائنسی انتظامات کر رکھے تھے لیکن تمہیں شاید یہ معلوم نہیں کہ تم جیسے لوگوں کو اس وقت تک نظر انداز کیا جاتا ہے جب تک تم ملک کی سلامتی کی خلاف کسی سازش میں شریک نہ ہو لیکن جب ایسا ہو جائے تو پھر تم لوگ قابل معافی نہیں رہتے۔ یہ سب کچھ میں خود تمہیں اس لئے بتا رہا ہوں کیونکہ میں میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ اگر تم چج بول دو گے تو شاید چج جاؤ لیکن اگر تم نے جھوٹ بولا تو اس دنیا میں تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم۔ یہ سب کیا کہہ رہے ہو۔ تم کون ہو۔..... ڈونلڈ کے چہرے پر پریشانی کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

”میرا نام علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور اس دیوکو دیکھ رہے ہو۔ یہ تمہاری ہڈیوں سے بھی معلومات نہیں سکتا ہے اس لئے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے اور مجھے دیے بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کوئی چج بول رہا ہے یا جھوٹ۔..... عمران

مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں واقعی ڈونلڈ ہوں لیکن میں نے ملکی ملتی کے خلاف کیا کام کیا ہے۔ عام کی اسمگنگ تو ہر ملک میں ہوئی رہتی ہے“..... ڈونلڈ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کا مطلب تھا کہ ڈونلڈ نے سچ بولنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

”تم نے پاکیشیا کے کسی انتہائی قیمتی ہتھیار بگ ٹارگٹ کو پاکیشیا کافرستان سمجھ کرنے کا معہدہ کیا ہے۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”ہاں تم درست کہہ رہے ہو لیکن ہم نے ملک کے خلاف خود کوئی کام نہیں کرنا۔ ہمیں تو بگ ٹارگٹ دیا جائے گا جسے ہم نے اپنے مخصوص راستوں سے نکال کر کافرستان پہنچانا ہے اور بس“..... ڈونلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ بگ ٹارگٹ کیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”اس کا تو ہمیں علم نہیں ہے۔ ہم نے کوشش بھی کہ ہمیں معلوم ہو جائے کیونکہ بگ ٹارگٹ کو سمجھ کرنے کے عوض ہمیں ناقابل تصور معاوضہ دینے کا معہدہ کیا گیا ہے لیکن آج تک کسی نے یہ نہیں بتایا کہ بگ ٹارگٹ ہے کیا۔ پھر ہمیں اطلاع ملی کہ گریٹ لینڈ کے معروف اخبار گریٹ لینڈ ناٹم کے اپیشن رپورٹ آرلنڈ نے اس بگ ٹارگٹ کا پتہ چلا لیا ہے لیکن پھر اطلاع ملی کہ آرلنڈ کو اندر گراونڈ کر دیا گیا ہے اور اسے ایکریمیا کی ریاست کارشیا بھجوادیا

گیا ہے۔ جہاں وہ کسی بہت بڑے اور باوسائل گروپ کے نیکرو چیف کی پناہ میں ہے تو ہم نے مزید معلومات حاصل کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔..... ڈونلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسے کیا معلوم ہے اور کیسے معلوم ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”اسے معلوم ہے کہ بگ نارگٹ دراصل ہے کیا۔ کیونکہ بگ نارگٹ تو کوڈ نام ہے“..... ڈونلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسے یہ کیسے معلوم ہوا ہے“..... عمران نے کہا۔

”ریڈ سرکل کے چیف کرٹل رابرٹ کا پرنسپل سیکرٹری اس کا دوست ہے اور وہ آرلنڈ کو ایسی خبریں فروخت کرتا رہتا ہے جنہیں وہ اپنے اخبار میں چھاپتا ہے ایسی خبروں کو برینگ نیوز کہتے ہیں“..... ڈونلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ نیکرو چیف کون ہے“..... عمران نے کہا۔

”اس کا نام مارشل ہے اور کارشیا میں اس کا انہائی طاقتور اور باوسائل نیٹ ورک ہے۔ آرلنڈ اس کی پناہ میں ہے اس کی نگرانی چوبیس گھنٹے کی جاتی ہے کیونکہ کرٹل رابرٹ کو خطرہ ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی اس سے اصل بات معلوم کر لیں گے“..... ڈونلڈ نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم بچ بول رہے ہو اگر تم وعدہ کرو کہ آئندہ تم پاکیشیا کی سلامتی کے خلاف کوئی کام نہ کرو گے اور اگر کوئی ایسا کرے اور تمہیں اطلاع مل جائے تو تم ہمیں اطلاع کرو گے تو

نہیں آزاد کیا جا سکتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”میں حلف دیتا ہوں کہ جیسا تم نے کہا ہے ویسا ہی کروں گا،..... ڈونلڈ نے کہا۔

”او کے جوانا اسے ہاف آف کر کے کسی ویران علاقے میں ڈال دو،..... عمران نے جوانا سے کہا اور خود مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ ٹائیکر کو گارشیا بھجوانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

نائیگر کا طیارہ فنا میں اڑتا ہوا گارشیا کے دار الحکومت جس کا نام
 بھی گارشیا ہی تھا کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ گارشیا اس کی آخری
 منزل تھی اس نے اس طیارے میں چند سافر ہی نظر آ رہے تھے۔
 باقی افراد راستے میں مختلف ایئر پورٹ پر ڈرائپ ہو گئے تھے۔ نائیگر
 ایک اخبار ہاتھ میں پکڑے اس پر نظریں جائے ہوئے تھے۔ اسے
 معلوم تھا کہ نصف گھنٹے کی مزید پرواز کے بعد وہ گارشیا پہنچ جائے
 گا۔ گارشیا وہ عمران کے حکم پر جا رہا تھا۔ عمران کو بگ نارگٹ کے
 بارے میں حقی معلومات چاہئے تھیں اور گریٹ لینڈ نام کے
 معروف صحافی آرنلڈ کے بارے میں وائٹ بلڈ کے چیف ڈومنڈ
 نے عمران کو بتایا تھا کہ اسے بگ نارگٹ کے بارے میں حقی طور پر
 معلوم ہے اور عمران نے نائیگر کو فوری طور پر گارشیا بھجوا دیا تھا۔
 عمران نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ گارشیا میں وہ کسی طاقتور گروپ
 کے چیف مارشل نامی آدمی کی پناہ میں ہے اس نے نائیگر ان سب

اُول کا خیال رکھے اور آرٹلڈ سے جلد از جلد یہ معلوم کر کے کہ جگ
 ہارٹ دراصل ہے کیا اور نائیگر نے روانہ ہونے سے پہلے
 اندرورلڈ کے اپنے دوستوں سے بات چیت کی اور گارشیا میں اپنے
 کام کے لئے خصوصی ٹپس حاصل کر لیں گے اسے بتایا گیا کہ اسے
 مارشل کے لئے بھی ٹپ دی جا سکتی ہے لیکن نائیگر چونکہ اندرورلڈ
 کے اصولوں کو جانتا تھا اس لئے اس نے مارشل کے لئے ٹپ لینے
 کی وجہے ایسی ٹپس لینے میں زیادہ دچکی لی جن کی مدد سے وہ
 آرٹلڈ تک اس انداز میں پہنچ سکے کہ کسی رکاوٹ کے بغیر وہ اس
 ہب نارگٹ کی اصلاح معلوم کر سکے اور اس کی محنت اس وقت
 ریگ لائی جب اسے گارشیا کے معروف آدمی مائیکل کی ٹپ مل گئی۔
 مائیکل کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ گارشیا کا کنگ ہے البتہ اس
 کا رہنا اسلخ اور ڈرگ کی اسمگنگ ہے اور وہ اصول پسند آدمی ہے
 اور نائیگر کو ایسا ہی آدمی مارشل کے مقابل چاہئے تھا۔ چنانچہ اس
 نے پاکیشیا سے روانہ ہونے سے پہلے اس ٹپ کے ذریعے کنگ
 مائیکل سے فون پر رابطہ کیا تو کنگ مائیکل نے اسے اپنا مہمان قرار
 دے کر بتایا کہ وہ جب بھی گارشیا پہنچے تو وہ نیکی اسٹینڈ پر موجود کسی
 بھی نیکی ڈرائیور کو بتائے گا کہ وہ کنگ مائیکل کا مہمان ہے تو
 ڈرائیور نائیگر کو اس تک پہنچا دے گا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ گارشیا
 ائمپورٹ پر اترنے کے بعد نائیگر سیدھا ائمپورٹ کے باہر موجود
 نیکی اسٹینڈ کی طرف بڑھ گیا تھا۔

”یہ سر کہاں جانا ہے آپ نے..... ایک ٹیکسی ڈرائیور نے

نائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں کنگ مائل کا مہمان ہوں..... نائیگر نے کہا تو ڈرائیور یہ

نام سنتے ہی بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ سر آئیے سر خوش آمدید“..... ڈرائیور نے صرف تھوڑے
لمحے میں کہا۔ اس کا چہرہ بتارہا تھا کہ اسے نائیگر کی بات سن کر بے
حد خوشی ہو رہی ہے۔ نائیگر اس کے اس رو عمل پر حیران رہ گیا لیکن
وہ ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

”تم اس قدر خوش کیوں ہو رہے ہو۔ کیا کوئی خاص وجہ
ہے“..... نائیگر نے آخر کار ڈرائیور سے سوال کر رہی دیا۔

”جی ہاں۔ مہمان کو لے جانے پر ہمیں تمن گنا معاوضہ ملتی
ہے“..... ڈرائیور نے اپنے خوش ہونے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا۔

”تو تم مجھ سے تمن گنا معاوضہ لو گے“..... نائیگر نے چونکہ کہا تو ڈرائیور بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہمیں جناب۔ جناب کنگ کے مہمانوں سے ہم معاوضہ کرے
لے سکتے ہیں۔ ہم جہاں آپ کہ پہنچائیں گے وہاں کنگ مائل
کے آدمی موجود ہوتے ہیں وہ ہمیں تمن گنا معاوضہ دیتے ہیں یا ان
کا طریقہ ہے وہ چاہتے ہیں کہ ان کے مہمان کی عزت کی جائے۔

جو ایسا نہیں کرتا وہ اپنے خاندان سمیت ہلاک کر دیا جاتا ہے۔“

ڈرائیور نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو نائیگر نے ابھت

ہما سر ہلا دیا۔

”مہمانوں کو کہاں لے جایا جاتا ہے۔“ چند لمحوں کی خاموشی
کے بعد نائیگر نے پوچھا۔

”یہاں ایک معروف کلب ہے ریڈزون کلب وہاں“
ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سی انگ مائیکل بھی وہیں ہوتا ہے۔“ نائیگر نے کہا۔

”اس بارے میں سوائے ان کے چند آدمیوں کے اور کسی کو علم
نہیں ہے۔“ ڈرائیور نے کہا اور نائیگر ساری بات سمجھ گیا۔ کیونکہ
ان کا اپنا تعلق بھی اندر ولند سے تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ
رب و دبدبہ بنانے کے لئے کیسے کیسے حربے استعمال کئے جاتے
ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد نیکسی ایک بندگیت کے سامنے جا کر رک گئی۔
بیان میشین گنوں سے مسلح چار آدمی موجود تھے۔ یہ چاروں نیگروں تھے۔
ان میں سے ایک نیکسی کی طرف بڑھا۔

”یہ سگ کے مہمان ہیں۔“ نیکسی ڈرائیور نے کہا۔

”اوہ اچھا میں گیٹ کھولتا ہوں۔“ نیگروں نے چونک کر کہا اور
پر تیزی سے مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد گیٹ کھل گیا تو نیکسی ڈرائیور
نیکسی کو آئے بڑھایا اور پھر عمارت کی ایک سائینڈ پر لے جا کر
رنے نیکسی روگ دی۔

”اپ تر جائیں۔ ابھی آپ کو لینے کوئی آئے گا۔“ نیکسی

ڈرائیور نے کہا۔

”تمہیں کرایہ کون دے گا۔ میں دے دیتا ہوں۔“ نائیگر نے

جیب کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں جناب واپسی پر مجھے تین گنا کرایہ مل جائے آپ بے فکر رہیں۔“ ڈرامیور نے کہا تو نائیگر سر بلاتا ہوا جیکسی سے اتر آیا۔ اسی لمحے لمبے قد اور بھاری جسم کا ایک نیکرو تیز تیز چلتا ہو دہاں آگیا۔

”سنگ کے مہمان آپ ہیں۔“ نیکرو نے نائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں۔ میرا نام نائیگر ہے اور میں پاکیشیا سے آیا ہوں۔“

نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”خوش آمدید۔ آئیے میرے ساتھ میرا نام جیکسن ہے۔“ نیکرو نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ نائیگر اس کے پیچھے چلتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہوا تو بڑی سی میز کے پیچھے اوپری پشت کی کرتی پر ایک اوہیزہ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

”سنگ یہ پاکیشیا سے آپ کے مہمان ہیں جناب نائیگر۔“ جیکسن نے اندر داخل ہو کر کہا تو وہ نیکرو اٹھ کھڑا ہوا جسے سنگ کہ جا رہا تھا۔ پھر رسمی ہیلو ہیلو کے بعد نائیگر کو سامنے بیٹھا دیا گیا۔

”رچڑ نے مجھے فون کیا تھا۔ رچڑ میرا محسن ہے اس لئے میں اسے انکار نہیں کر سکتا لیکن اس نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق اس معاملے میں، میں براہ راست مداخلت نہیں کر سکتا۔“

لپکنہ مارشل بے حد خطرناک آدمی ہے البت تھماری مدد کی جاسکتی
لپکنگ مارٹیکل نے کہا۔

؟ ”آپ کو رچڑ نے بتایا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔“.....ٹائیگر نے

کہا۔ ”ہاں گریٹ لینڈ سے ایک صحافی یہاں آیا ہے اس کا نام آرٹلڈ
مارشل نے اسے پناہ دی ہوئی ہے۔ نا ہے کوئی سرکاری
اجمیں اس پر حملہ کر سکتی ہے اس لئے مارشل نے اپنے پورے نیٹ
درک کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ آرٹلڈ کی ہر وقت نگرانی کریں اور
اس کی واقعی انتہائی سخت نگرانی کی جارہی ہے۔..... کنگ مائیکل نے

”میں نے اپنا کام ہر صورت میں کرنا ہے آپ میرے لئے
نظرِ مول نہ لیں۔ صرف مجھے اس جگہ پہنچا دیں جہاں وہ آرٹلڈ
تا ہے اور بُکریا..... تائیگر نے کہا۔

رہتا ہے اور بس ”..... نامیدر کے چہا۔
 ”یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ وہ جہاں ہے مارشل کی مکمل نگرانی
 میں ہے اور وہ تمہیں ایک لمحہ بھی زندہ نہ رہنے دیں گے“..... کنگ
 مائیکل نے کہا۔

ماہیل کے لہا۔
”آپ فکر مت کریں میں خود ان سے نمٹ لوں گا“.....ٹائیگر
نے کہا تو نگ ماہیل نے سامنے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور
اٹھا لیا اسکے نامہ پر لیکر کر دیا۔

انھیا اور ایک نمبر پر لیں کر دیا۔
”سگ سپیکنگ“..... سگ مائیکل نے بڑے رعب دار لمحے

میں کہا۔
 ”آرنلڈ اس وقت کہاں ہے؟“ سئنگ مائیکل نے اسی
 حفاظت کر رہے ہیں پوری تفصیل بتاؤ۔“ سئنگ مائیکل سے کریٹل پر رکھ
 طرح رعب دار لبھے میں کہا اور رسیور ایک بیکلے سے کریٹل پر رکھ
 دیا۔ ”بھی تفصیل معلوم ہو جاتی ہے۔“ سئنگ مائیکل نے کہا تو

ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
 ”کیا پینا پسند کر دیجے؟“ سئنگ مائیکل نے کہا۔
 ”شکریہ میں دن میں نہیں پیتا۔“..... ٹائیگر نے جواب دیتے
 ہوئے کہا تو سئنگ مائیکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً پندرہ
 منٹ بعد فون کی گھنٹی نج اخنی تو سئنگ مائیکل نے رسیور انھالیا۔
 ”یہیں۔“ سئنگ مائیکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
 لاڈر کا بمن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف سے آنے والی آواز
 ٹائیگر کو بھی بخوبی سنائی دینے لگی۔

”سئنگ وہ گریٹ لینڈ کا آدمی آرنلڈ اس وقت گارشیا کے ایک
 کلب وائٹ شار میں موجود ہے۔ وہ وہاں ایک ہفتے کے لئے گا
 ہے اور اسے باقاعدہ اس کلب میں ٹھہرایا گیا ہے کیونکہ وائٹ
 شار کلب مارشل کے گروپ کے زیر انتظام ہے۔ اس صحافی کے تحفظ
 کے لئے وہاں مسلح افراد موجود ہیں اور کلب کے باہر بھی مسلح افراد
 موجود ہیں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوے“..... کنگ مائیکل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”آپ نے سن لیا مسٹر نائیگر۔ ہم آپ کی اتنی خدمت کر سکتے ہیں“..... کنگ مائیکل نے معدودت بھرے لجھے میں کہا۔

”بے حد شکر یہ آپ نے واقعی میری مدد کی البتہ اگر اس صحافی کی تصویر اور فون نمبر مل جائے تو بہتر رہے گا“..... نائیگر نے سکراتے ہوئے کہا تو کنگ مائیکل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے چند بُٹن پر لیں کر دیئے۔

”سنوا آر علڈ کی تصویر اور اس کا فون نمبر بھی سیکرٹری کو بھجوا دو“..... کنگ مائیکل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”ابھی دس منٹ میں آپ کا کام ہو جائے۔ لیکن میں آپ کو آپ کی سلامتی کے لئے ایک مشورہ دیتا ہوں کہ مارشل اور اس کے آدمیوں کے خلاف آپ کام نہ کریں کیونکہ کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے گولی آپ کے جسم میں داخل ہو سکتی ہے“..... کنگ مائیکل نے کہا۔

”اوے۔ آپ کا شکر یہ میں آپ کے مشورے کا خیال رکھوں گا“..... نائیگر نے جواب دیا تو کنگ مائیکل کے تete ہوئے چہرے پر زیبی کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر کچھ دیر بعد کمرے کا عقبی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ موجود تھا۔ جو اس نے کنگ مائیکل کے سامنے رکھ دیا۔

”تصویر اور فون نمبر لفافے میں موجود ہیں“..... نوجوان نے

مودبانہ لجھے میں کہا۔

”ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو۔۔۔ سنگ ماںکل نے کہا تو نوجوان سلام کر کے واپس چلا گیا۔ اس کے عقب میں جب دروازہ بند ہوا تو سنگ ماںکل نے لفافہ نائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ نائیگر نے لفاف کھول کر اس میں موجود تصویر نکالی اور اسے غور سے دیکھ کر واپس لفافے میں ڈال کر اس نے لفافے سے ایک کانفذ نکالا جس پر سیل فون نمبر درج تھا۔ نائیگر نے نمبر غور سے دیکھا اور پھر اس جیب میں رکھ کر اس نے تصویر والا لفافہ واپس سنگ ماںکل کے سامنے رکھا اور خود انہ کھڑا ہوا۔

”بے حد شکریہ جناب سنگ ماںکل صاحب۔ پاکیشیا کا کوئی کام ہوتا میں ہر وقت حاضر ہوں۔۔۔ نائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سنگ ماںکل انہ کھڑا ہوا۔

”شکریہ مسٹر نائیگر۔ مجھے تو خوشی اس وقت ہو گی جب آپ صحیح سلامت واپس جائیں گے میں آپ کی سلامتی کے لئے دعا گو رہوں گا لیکن اس سے زیادہ کچھ کرنے کی مجھ سے توقع نہ رکھیں۔۔۔ سنگ ماںکل نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں میں واپس جانے سے پہلے آپ سے مل کر جاؤں گا۔ گذ بائی۔۔۔ نائیگر نے مصافی کرتے ہوئے کہا اور پھر مز کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ دروازہ خود بخود کھل گیا تو نائیگر باہر برآمدے میں آگیا اور پھر بلند سنگ سے باہر آ کر وہ نیکسی لے آر

پڑھا ایئر پورٹ گیا۔ جہاں اسے کچھ دیر بعد گوشیا کا ایئر نکٹ مل
گئی اور پھر ایک گھنٹے بعد وہ گوشیا پہنچ چکا تھا۔ یہاں کا ماحول گارشیا
کمر مختلف تھا۔ یہاں سفید فام بے حکم تھے ہر طرف نیگروز
ہی نظر آ رہے تھے۔ ٹائیگر نے ایئر پورٹ سے ٹیکسی لی اور سیدھا
وائٹ شارکلب پہنچ گیا۔ جہاں آرنلڈ کی رہائش تھی۔ وہ جلد از جلد
اس معاملے کو نہایت چاہتا تھا کیونکہ عمران نے اسے خصوصی طور پر جلد
از جلد اس معاملے کو نہایت کا حکم دیا تھا کیونکہ انہیں ابھی تک یہ
کی علمی کا فائدہ اٹھا کر اسے اڑانے میں کامیاب نہ ہو جائیں اور
اصرار کر کے اس نے تیری منزل پر کمرہ لیا۔ اس کے کمرے کا نمبر
تھری زیرو فائیو تھا۔ دوسرے لفظوں میں آرنلڈ اور اس کے کمرے
کے درمیان ایک کمرہ حائل تھا لیکن ٹائیگر نے اسے بھی غیمت سمجھا
اور پھر وہ ایک دیٹر کی رہنمائی میں اپنے کمرے تک پہنچ گیا۔

”میں بہت تھکا ہوا ہوں اس لئے دو تین گھنٹے سونا چاہتا ہوں۔
کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ اس دوران مجھے ڈسٹرپ نہ کیا جا
سکے“..... ٹائیگر نے جیب سے بڑی مایت کا ایک نوٹ نکال کر دیٹر

کو دیتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں سر۔ میں باہر نوڈسٹرپ کی پلیٹ لگا دیتا ہوں اور

آپ کے فون کو کال کی بجائے شیپ پر لگا دیتا ہوں۔ پھر آپ اطمینان سے سوئیں۔ جب انھیں تو شیپ ہٹا کر فون کو کال پر شفت کر دیں، ویر نے نائیگر کو اس طرح جسماتے ہوئے کہا جیسے وہ زندگی میں پہلی بار ہوں ل کر مے لے رہا ہو۔

”او کے۔ ایسا کر دو شکریہ“..... نائیگر نے کہا تو ویر نے آگے بڑھ کر میز پر پڑے ہوئے فون کے لیکے بعد دیگرے دو بنن پر لیس کر دیئے اس کے بعد وہ الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک پلیٹ نکالی جس پر موئے حروف میں ”نوڈ سر ب پلیز“ لکھا ہوا تھا وہ پلیٹ اٹھا کر باہر چلا گیا اور اس کے دروازہ بند کرنے کے بعد نائیگر کمرے کی عقبی دیوار کی طرف بڑھا جہاں ایک بڑی کھڑکی موجود تھی۔ نائیگر نے کھڑکی کھول کر سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ اسے ایسے ہوٹلوں کی طرز و تعمیر کا بخوبی علم تھا اور اپنا اندازہ درست ہونے پر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے آرلنڈ کے کمرے کی کھڑکی چیک کر لی تھی۔ کھڑکی تھوڑی سی کھلی ہوئی تھی۔ شاید اسے تازہ ہوا کے لئے کھولا گیا تھا پھر بند نہیں کیا گیا تھا۔ درمیان میں ایک کمرہ تھا یہاں عقبی طرف کھڑکیوں پر شیدز موجود تھے اور پانی کے پاس پہنچنے والی گیس کا پیٹل نکال کر چیک کیا اور پھر اطمینان ہوش کر دینے والی گیس کا پیٹل نکال کر چیک کیا اور پھر اطمینان

ہے پر واپس جیب میں اس طرح رکھ لیا کہ جب چاہے آسانی
اسے نکال کر استعمال کر سکے پھر کھڑکی پر چڑھ کر وہ پخالی کھڑکی
کے سینہ پر کھڑا ہو گیا اور چند لمحوں بعد وہ پانپ پکڑے ساتھ والے
کمرے کی کھڑکی پر پہنچ گیا۔ اس کے انداز میں بے حد مہارت تھی
اور پھر وہ آسانی سے آرنلڈ کے کمرے کی کھڑکی تک پہنچ گیا۔
کھڑکی واقعی تھوڑی سی کھلی ہوئی تھی۔ نائیگر نے بے ہوش کر دینے
والی گیس کا پسل نکالا اور اس کا رخ کمرے کی طرف کر کے ٹریگر
دیا دیا تو نیلے رنگ کا ایک کپسول پسل کی نال سے نکل کر کمرے
کے فرش پر گرا اور چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی پھٹ گیا۔ نائیگر
نے سانس روک لیا اور ساتھ ہی کھڑکی بھی پوری کھول دی پھر وہ
اندر کو دیکھا۔ آرنلڈ کمرے میں نہیں تھا۔ نائیگر نے با تھہ روم کو چیک
کیا تو وہاں آرنلڈ فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ وہ دروازے کے
زیر پڑا ہوا تھا شاید وہ واپس آتے ہوئے بے ہوش ہوا تھا۔
نائیگر چونکہ اس کی تصویر دیکھ چکا تھا اس لئے وہ اسے آسانی سے
پہچان گیا۔ نائیگر نے سب سے پہلے ایگزاست فین چلا دیا تاکہ
کمرے سے گیس نکل جائے اور کوئی دیر اندر آئے تو وہ گیس کی بو
نہ ہونگے سکے اور وہ خود بھی آسانی سے سانس لے سکے کچھ دیر بعد
اہ نے ایگزاست فین بند کیا اور جھک کر اس نے آرنلڈ کو اٹھا کر
کانہ سے پر ڈالا اور پھر کھڑکی پر چڑھ کر دوسری طرف پخالی کھڑکی
کے شینڈیر آگیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ بے ہوش آرنلڈ کو اٹھائے

اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ پھر اس نے کھڑکی کو بند کر کے پردہ برابر کر دیا اور پھر اس نے آرنلڈ کو ایک کرسی پر ڈال کر اپنے پہلو کی طرف پینٹ سے بندھے ہوئے ری کے چھپے کو نکال کر اس سے آرنلڈ کو اچھی طرح کری سے جکڑ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ تمام کمرے ساؤنڈ پروف ہیں اس لئے اندر کی آواز باہر نہ جاسکے گی۔ آرنلڈ کو باندھ کر وہ کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور اس نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ گواہ سے معلوم تھا کہ باہر نو ڈسٹریب کی پلیٹ موجود ہو گی لیکن پھر بھی اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ اس کے بعد وہ آرنلڈ کی طرف بڑھا اور اس نے اس کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب آرنلڈ کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد آرنلڈ کے جسم نے زور دار جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں البتہ اس کی آنکھوں میں شدید اجھسن اور پریشانی موجود تھی۔

”یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ تم کون ہو اور میں کہاں ہوں۔“ آرنلڈ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے انتہائی پریشان سے لجھ میں کہا۔ ”تمہارا نام آرنلڈ ہے اور تمہارا تعلق گریٹ لینڈ کے معروف اخبار سے ہے۔ تم اپیشل رپورٹر ہو۔ تم نے پاکیشیا کے ایک ہتھیار کے مارے میں تفصیلات اور ساتھ ہی اسے دہاں سے نکال کر

ہاڑستان لے جانے اور پھر گریٹ لینڈ لانے کی سوری بریک
رنے کی کوشش کی لیکن چونکہ اس میں کئی ممالک ملوث تھے اس
لئے تمہاری سوری شائع نہ کی گئی بلکہ تمہیں پاکیشائی اپنی کے
ایٹھوں سے بچانے کے لئے یہاں رکھا گیا ہے۔ تمہارے کمرے
اور ہوٹل کے باہر مسلح افراد موجود ہیں۔ مارشل کا پورا گروپ تمہاری
فاقت کر رہا ہے۔ لیکن تم نے دیکھا کہ کیسے میں تمہارے کمرے
میں داخل ہو کر تمہیں بے ہوش کر کے وہاں سے اٹھا کر لے آیا اور
کسی کو علم نہیں ہے کہ تم کہاں ہو۔ تم صحافی ہو اس لئے تمہیں معلوم
ہو گا کہ بڑے ہوٹلوں کے کمرے آج کل ساؤنڈ پروف ہوتے ہیں
اس لئے تمہاری آواز باہر نہ سنی جا سکے گی۔ میرا نام نائیگر ہے اور
میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ تم نے مجھے بتانا ہے کہ وہ ہتھیار جسے
مگر ٹارگٹ کہا جا رہا ہے اس کی تفصیل کیا ہے۔..... نائیگر نے کہا
”آرلنڈ بے اختیار چونک پڑا۔“

”مگر ٹارگٹ یہ کیا ہے میں تو یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں۔.....“

آرلنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اسے کیا کہتے ہو۔..... نائیگر نے کہا۔“

”سافٹ ویئر۔..... آرلنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔“

”تفصیل کیا ہے۔..... نائیگر نے کہا۔“

”لیکن اگر میں نہ بتاؤں تو تم کیا کرو گے۔..... آرلنڈ نے کہا۔“

”تمہیں بتانا تو پڑے گا لیکن پھر تم چلنے پھرنے سے قاصر ہو جاؤ۔“

گے اور معدود رسمی کو کسی فلاہی سفر میں ڈال دیا جائے گا۔ جبکہ از خود بتانے کی صورت میں کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔..... نائیگر نے بڑے سرد مہرانہ لبھے میں کہا۔

”تم۔ تم مجھ پر تشدد کرو گے صحافی پر۔ تمہیں معلوم ہے کہ صحافی کتنے طاقتوں ہوتے ہیں حکومتیں بھی ان سے ڈرتی ہیں۔..... آرنلہ نے ایسے لبھے میں کہا جیسے نائیگر نے کوئی انہوں بات کر دی ہو۔ ”جہاں بلکل سلامتی داؤ پر لگی ہو وہاں کسی کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ تم صحافی ہونے کی وجہ سے ابھی تک باتیں کر رہے ہو۔ ورنہ اب تک تمہارے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کٹ چکی ہوتیں۔ دونوں کان اور ناک سب کٹ جاتے اور آخر میں دونوں آنکھیں نکال دی جاتی۔ تم خود سوچ سکتے ہو کہ ایسی صورت میں تمہارا کیا حرث ہو گا اور تمہاری باقی زندگی کیسے گزرے گی۔..... نائیگر نے کوٹ کی اندر ورنی جیب سے تیز دھار خبر نکالتے ہوئے غرا کر کہا تو آرنلہ کا چہرے زرد پز گیا اس کی آنکھیں خوف سے پھٹ سی گئیں کیونکہ وہ صحافی تھا تریتی یافتہ ایجنت نہ تھا۔

”میں سب کچھ سچ بتا دیتا ہوں۔ میں نے یہ شوری اپنے ایک دوست کے ذریعے حاصل کی تھی۔ وہ ریڈ سرکل آنکھی میں چیف کا سیکرٹری ہے۔ اس نے بتایا کہ پاکیشیا نے ایک ایسا میزاں بنایا ہے جو بیک وقت دس اینٹی میزاں میزاں سمر کو بھی بریک کر کے اپنے ٹارگٹ تک پہنچ سکتا ہے۔ اس میں ایسا سافٹ دیر لگایا گیا تھا۔

بس کی کارکردگی بظاہر ناقابل یقین تھی۔ لیکن یہ حق تھا۔ اسے این
بی ایل کہا جاتا ہے یعنی نان بیٹ ایبل میزائل بھی کہا جاتا ہے۔
اس میزائل سے کافرستان، گریٹ لینڈ اور خاص طور پر اسرائیل سخت
پڑیا تھا۔ چنانچہ سب نے مل کر ریڈ سرکل کو آگے کیا اور سافٹ
ویر کو اڑانے کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ میں نے یہ سوری
بریک کرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ اس میں اسرائیل ملوث تھا اس
لئے سوری روک دی گئی اور مجھے گارشیا بھجوادیا گیا تاکہ پاکیشیائی
ایجنت مجھ تک نہ پہنچ سکیں۔ مجھے لگتا ہے کہ تم پاکیشیائی ایجنت ہو
لیکن تمہارا طرز عمل ایجندوں جیسا نہیں ہے البتہ میری سمجھ میں نہیں آ
رہا ہے کہ میں اپنے کمرے کے واش روم سے نکل رہا تھا کہ
اچانک مجھے چکر آئے اور میں بے ہوش ہو گیا۔ اب یہاں ہوش آیا
ہے لیکن ہر طرف خاموشی ہے یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔۔۔ آرلنڈ نے
سلسل بولتے ہوئے کہا تو نائیگر نے اسے اس کے کمرے سے

یہاں لے آنے کی تفصیل بتا دی۔

”حیرت انگیز، تم لوگ کس انداز میں کام کرتے ہو۔ بہر حال
میں تمہاری کارکردگی سے بے حد متاثر ہوا ہو اس لئے تم مزید کچھ
پوچھنا چاہو تو پوچھ لو میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ دیے بھی میں صرف

مکانی ہوں کسی ملک کا ایجنت نہیں ہوں“۔۔۔۔۔ آرلنڈ نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم صحافی ہو اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ
مکانی باخبر رہنے کے لئے بہت سے ذراائع استعمال کرتے رہتے

ہیں اس لئے یقیناً تم نے اس بارے میں مزید بھی کافی کچھ معلوم کر لیا ہو گا۔..... نائیگر نے کہا۔

”ہاں کل ہی میری بات ہوئی ہے ریڈ سرکل میں اپنے ذرائع سے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کامشن کامیابی کے قریب پہنچ پکا ہے۔ اطالوی ایجنس شارپ اور اس کی بیوی لیزا دونوں پاکیشیا میں کام کر رہے ہیں اور سافٹ ویر جو کہ پاکیشیا کے کسی پہاڑی علاقے کی خفیہ لیبارٹری میں موجود ہے وہاں سے نکال کر کافرستان پہنچانے والے ہیں۔..... آرنلڈ نے تیز تیز لمحے میں کہا۔

”اطالوی ایجنس کیا مطلب یہ اطالیہ درمیان میں کہاں سے آگیا۔ جھوٹ مت بولو یہ تمہارے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔..... نائیگر نے اس بار قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”میں جھوٹ نہیں بول رہا، حق کہہ رہا ہوں۔ ریڈ سرکل نے خصوصی طور پر ان ایجنٹوں کو یہ ناسک دیا ہے۔ یہ دونوں کمزور یہودی ہیں اور ایسے معاملات میں بے حد تجربہ کار ہیں۔..... آرنلڈ نے کہا۔

”تم نے انہیں دیکھا ہوا ہے۔..... نائیگر نے پوچھا۔

”ہاں۔ دو تین بار ہماری ملاقات ہو چکی ہے۔ میں نے ایک سوری بریک کی تھی اس سوری کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے وہ مجھ سے ملے تھے۔..... آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان کے حلیئے تفصیل سے بتاؤ۔..... نائیگر نے کہا تو آرنلڈ

تفصیل سے دونوں کے قد و قامت اور حالت بتا دیجے۔

”اوے کے تم نے تعاون کر کے ن صرف اپنی جان بچالی ہے بلکہ تم نے مجھے اپنا دوست بھی بنایا ہے۔ پاکیشیا کی اندر ورلڈ میں کوئی کام ہوتا نا یگر کے بارے میں کسی سے بھی پوچھ لینا تمہیں مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔ فی الحال ایک مجبوری ہے۔۔۔۔۔ نا یگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیسی مجبوری“۔۔۔۔ آرنلڈ نے چونک کر کھا لیکن اسی لمحے نا یگر کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور آرنلڈ کی کپٹی پر پڑنے والی ضرب پر اس کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔

”یہ مجبوری تھی“۔۔۔۔ نا یگر نے کہا اور پھر جس رسی سے اس نے آرنلڈ کو کرسی سے باندھ رکھا تھا اس نے اس رسی کو کھول کر اس کا مخصوص انداز میں سچھا بنایا پھر اسے پیٹ کے ساتھ عقبی طرف مخصوص انداز میں باندھ دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا لاک کھولا اور دروازہ کھول کر اس پر لکھی ہوئی نو ڈشرب کی پلیٹ اٹھا کر اسے اندر ایک طرف رکھ دیا اور کمرے سے باہر آ کر دروازے کو باہر سے بند کر دیا لیکن اسے لاک نہ کیا تاکہ آرنلڈ ہوش میں آ کر آسانی سے باہر آ سکے۔ برآمدے میں چار سلح افراد موجود تھے اور وہ چاروں آرنلڈ کے کمرے کے دروازے کے سامنے ٹھیل رہے تھے۔ نا یگر

کے باہر آنے پر وہ سب چونک کراے دیکھنے لگے لیکن ٹائیگر اطمینان سے چلتا ہوا الفت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ واٹ شارکلب سے باہر ٹیکیاں موجود تھیں۔ ٹائیگر نے ایک ٹیکی ہار کی اور اسے ائیر پورٹ چلنے کے لئے کہا۔ تحوڑی دیر بعد وہ ائیر پورٹ پر پہنچ چکا تھا۔ وہاں سے دس منٹ بعد فلاٹی کرنے والی ایک فلاٹ میں اسے نکت مل گئی تو اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ کیونکہ وہ جلد از جلد یہاں سے نکلا چاہتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ آرنلڈ جب اپنے کمرے کی بجائے اس کے کمرے سے باہر آئے گا تو اس کی اطلاع مارشل تک پہنچ جائے گی اور وہ سمجھ جائے گا کہ کیا ہوا ہے اس لئے وہ جلد از جلد اس علاقے سے نکل جانا چاہتا تھا۔ فلاٹ گارشیا کی ملی تھی۔ گارشیا پہنچ کر اس نے وہاں سے ایک اور فلاٹ لی اور ایک ریمیا کی ایک اور ریاست میں پہنچ گیا۔ یہاں سے اسے آسانی سے پاکیشا کے لئے فلاٹ ملی گئی اور وہ اطمینان سے پاکیشا کے لئے روانہ ہو گیا اسے خوشی تھی کہ اس کا مشن جلدی مکمل ہو گیا تھا۔ وہ اب یہ ساری تفصیل عمران کو بتانا چاہتا تھا اور ایک بار تو اس نے سوچا کہ وہ فون پر عمران کو ساری تفصیلات بتادے لیکن پھر اس نے اپنا یہ ارادہ ترک کر دیا کہ کہیں کال چیک نہ ہو جائے۔

جدید ماذل کی ایک جیپ خاصی تیز رفتاری سے پہاڑی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیور نگ سیٹ پر شارپ اور سائیڈ سیٹ پر لیزا موجود تھی۔ اعظم کو جوان کا گائیڈ بھی تھا اور ڈرائیور بھی۔ اسے انہوں نے دارالحکومت بیچج دیا تھا جبکہ لعل ماسٹر کو انہوں نے پہلی میل میں ملنے کا کہہ دیا تھا۔ آج وہ اپنے مشن کو مکمل کرنا چاہتے تھے اس لئے وہ دونوں اس سڑک کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جو سافٹ ویر لیبارٹری کی عقبی طرف جا لکھتی تھی۔

”مجھے نجات کیوں خطرے کا احساس ہو رہا ہے شارپ“.....

اچاک خاموش بیٹھی ہوئی لیزا نے کہا تو شارپ بے اختیار نہیں پڑا۔

”یہ مشن خاصاً پیچیدہ ہے اس لئے تمہیں خطرے کا احساس ہو رہا ہے“..... شارپ نے جواب دیا تو لیزا بے اختیار چونک پڑی۔

”شاید اسی لئے مجھے خطرے کا احساس ہو رہا ہے“..... لیزا نے

کہا۔

”ہاں۔ مگر یہ واقعی نظرناک مشن ہے کیونکہ جس انداز میں ہم
نے سافٹ دیر حاصل کرنے کی پانگ بنائی ہے۔ وہ خاصی چیزیدہ
ہے عقبی طرف سے نیچے اترنا پھر بے ہوش کر دینے والی خصوصی
گیس کو لیبارٹری کے اندر فائر کرنا پھر ان ایکڑاست فایزر کو کھول کر
علیحدہ کرنا اور اس فین وائل سوراخ سے اندر جا کر سافٹ دیر
حاصل کرنا اور واپس اسی عقبی راستے سے باہر کی طرف آنا اور پھر
ری کی مدد سے سافٹ دیر سمیت اوپر آنا۔ یہ سب آسان نہیں
ہے۔“ شارپ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن کیا تم نے اس بات پر غور کیا
ہے کہ وہاں لیبارٹری کے اندر سائنسی حفاظتی انتظامات بھی ہوں
گے۔ بے ہوش کرنے والی گیس انسانوں کو تو بے ہوش کر سکتی ہے۔
سائنسی حفاظتی آلات کو تو بے ہوش نہیں کر سکتی اور تم ان میں سے
کسی کا بھی شکار ہو سکتی ہو پھر کیا ہو گا؟“ لیزا نے کہا تو شارپ
ایک بار پھر بس پڑا۔

”میں نے معلوم کر لیا ہے۔ تمام تر سائنسی انتظامات لیبارٹری
کے اندر اور لیبارٹری کی چہلی راہداری تک موجود ہیں۔ جس راستے
پر ہم کام کرنے جا رہے ہیں اس راستے کی طرف سے تو وہ کسی کی
آمد کا تصور بھی نہیں کر سکتے اس لئے ادھر ایسے آلات نہیں لگائے
گے۔ شارپ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو لیزا کے
چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر مختلف سڑکوں سے

گزرنے ہوئے وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں لیبارٹری کا عقب تھا۔
اپنے سائیڈ پر جیپ روک کر وہ جیپ سے نیچے اترے۔ شارپ نے
ایک موجود سفید رینگ کی رسی کا ایک کافی بڑا گچھا اٹھایا اور کھائی
بیٹھ میں موجود سفید رینگ کے لئے چل پڑا۔

کی طرف چل پڑا۔
کے ہوش کر دینے والی گیس کا پسل اور فینز کھولنے کے لئے
”بے ہوش کر دینے ہیں یا نہیں“..... لیزا نے کہا۔
سکر ڈرائیور وغیرہ لے لئے ہیں۔ شارپ نے کہا پھر اس نے
”سب موجود ہے بے فکر ہو“..... شارپ نے کہا پھر اس نے
رسی کو کھول کر اس کا ایک سرا وہاں موجود سیفٹی رینگ کے لوہے کے
انہائی مضبوط راڑ سے باندھ دیا اور دوسرا سرا اپنی کمر سے باندھ کر
انہائی مضمون راڑ سے باندھ دیا۔

اس نے باقی رسی کھائی کے اندر اچھال دی۔
”اوے کے۔ گذلک“..... شارپ نے لیزا کی طرف ہاتھ بلاتے
ہوئے کہا اور پھر راڑ پر چڑھ کر وہ دوسری طرف اترنے لگا اس نے
رسی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اس کی مدد سے نیچے گھرائی میں
اترا چلا گیا۔ جبکہ لیزا جیپ کے پاس کھڑی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔
اسے خطرہ تھا کہ اچانک کوئی وہاں نہ آ جائے کیونکہ لیبارٹری کی
سیکورٹی کرنے والے مسلح افراد ادھر آ سکتے تھے اور کوئی عام سیاح
بھی، گو اس کے پاس سائیلنسر لگا مشین پسل موجود تھا تاکہ
پہاڑیوں میں فائرنگ کی آوازنہ گونجے لیکن پھر بھی اس کا دل تیزی
سے دھڑک رہا تھا۔ اسے احساس تھا کہ اس سارے مشن میں یہی
سب سے مشکل اور حساس مرحلہ ہے ورنہ ابھی تک تو کسی کو ان پر

معمولی سا شک بھی نہیں پڑا تھا۔ وقت آہستہ آہستہ زیرِ پڑھتے
لیزا کی بے چینی بڑھتی چلی گئی۔ وہ بھی جیپ کی طرف بڑھتے
بھی راڑ کی طرف۔ پھر اچانک اسے شارپ کا سر کھالی میں سے
ابھرتا نظر آیا۔

”ہو گیا کام“..... لیزا نے راڑز کے قریب پہنچ کر بے چینی سے
پوچھا۔

”ہاں میں نے اسے ایک گھٹے کی ڈبے میں بند کر کرے کر میں
باندھ رکھا ہے۔ تم وہ مجھ سے لے لو اور اسے جیپ میں عقیبی سیٹ
کے پیچے رکھ دو“..... شارپ نے کہا اور پھر اس نے ناگلوں کی مدد
سے سیفی راڑز میں اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر کمر سے بندھا ہوا
ایک خاصا بڑا پیکٹ کھول کر لیزا کے حوالے کر دیا۔ لیزا پیکٹ سے
کرتیزی سے مڑی اور دوڑتی ہوئی جیپ کی طرف بڑھ گئی جب کہ
شارپ راڑز کو پھلانگ کر کھائی سے باہر آیا اور اس نے تیزی سے ر
سی کو کھینچ کر پیشنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے دور سے جیپ کے انہج
کی آواز سنائی دی تو شارپ کو جیسے بجلی کا شاک سالگ گیا۔ اس
نے تیزی سے رسی کو کھینچ کر راڑ سے کھولا اور پھر جیپ کی طرف
دوڑ پڑا۔ ساتھ ساتھ وہ رسی کو پیٹ کر گچھا بنانے میں بھی مصروف
تھا۔ جیپ کے قریب پہنچ کر اس نے رسی کا گچھا جیپ کے عقبی حصے
میں پھینک دیا۔ لیزا وہاں پہلے سے موجود تھی۔ اسی لمحے ایک جیپ
جس کا کلر اور اس پر موجود مخصوص جھنڈا بتارہا تھا کہ یہ مقامی سیکوری

کی جیپ ہے، جیپ کو اس طرف آتے دیکھ کر شارپ اور لیزا
دلوں کے دل بری طرح دھڑکنے لگے لیکن وہ چونکہ تربیت یافتہ
خیلے اس لئے وہ بظاہر اطمینان بھرے انداز میں کھڑے تھے۔ جیپ
زیر آ کر روکی اور اس میں سے ایک باور دی آدمی باہر آ گیا۔

”سر آپ یہاں سے واپس چلے جائیں۔ یہاں ایک تیندوے
نے دو آدمیوں پر حملہ کر کے انہیں ہلاک کر دیا ہے۔ اسے ہلاک
کرنے کے لئے ٹیم بھجوادی گئی ہے لیکن وہ کسی بھی طرف سے کسی
پر بھی حملہ آور ہو سکتا ہے جب تک یہ تیندووا ہلاک نہ ہو جائے آپ
کا ان سڑکوں پر آنا جانا خطرناک ہے۔“..... باور دی انسپکٹر نے ظاہر
ہے انہیں سیاح سمجھتے ہوئے زم لجھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”او کے انسپکٹر صاحب۔ آپ درست فرم رہے ہیں لیکن ہمیں
اس تیندوے کی ہلاکت کی خبر کہاں سے ملے گی۔“ شارپ نے کہا۔
”راج گڑھ انمول مارکیٹ میں ہمارا آفس ہے وہاں سے۔“.....

انسپکٹر نے جواب دیا۔
”او کے تھینکس۔ آؤ لیزا چلیں یہاں واقعی بے حد خطرہ
ہے۔“..... شارپ نے سہلے انسپکٹر اور پھر لیزا سے مخاطب ہو کر کہا۔
”ٹھیک ہے چلو۔ تھینکس انسپکٹر۔“..... لیزا نے بھی انسپکٹر کا شکریہ
ادا کیا اور پھر وہ جیپ کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی ڈرائیورگ سیٹ
شارپ نے سنبھالی۔ اسی لمحے انسپکٹر کی جیپ واپس مڑی اور تیزی
سے آگے بڑھ گئی۔

”اب کیا کریں ہم تو پھنس گئے۔ اس تیندوے نے ہمیں پھنسا دیا ہے“..... شارپ نے کہا۔
 ”کیوں۔ کیسے“..... لیزا نے چونک کر حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”جب تک یہ تیندو انہیں مارا جاتا۔ اس پورے علاقے میں سرکاری لوگ گھوٹتے پھرتے اور تیندوے کو تلاش کرتے رہیں گے اور کسی کو ان راستوں پر سفر نہ کرنے دیں گے جبکہ جس لیبارڈی سے ہم نے سافٹ ویر اڑایا ہے وہاں کے لوگ ابھی بے ہوش پڑے ہیں لیکن دو تین گھنٹوں بعد انہیں ہوش آ جانا ہے۔ پھر سافٹ ویر کی چوری اور اس کا راستہ سب سامنے آ جائے گا۔ اس اسپکٹر نے ہمیں دیکھا ہے اور ہم وہیں موجود تھے جہاں سے سافٹ ویر کو نکالا گیا ہے۔ چنانچہ راج گڑھ کے ساتھ ساتھ پورے پاکیشیا میں ہماری تلاش شروع ہو جائے گی۔ سرحدیں سیل کر دی جائیں گی اور ملک سے نکلنے کے تمام راستوں پر سخت چینگ شروع ہو جائے گی“..... شارپ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ویر بیڈ۔ یہ سب کچھ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا اب کیا کرنا ہے“..... لیزا نے بے حد پریشان لبجے میں کہا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ پریشانی سے مسائل حل نہیں ہو اکرتے۔ ہمیں کچھ سوچنا ہو گا“..... شارپ نے کہا تو لیزا نے اثبات میں سرہلا دیا۔

”سافت ویز بڑا عجیب سا نام ہے۔ سافت ویز تو کمپیوٹر ورڈ کا لفظ ہے یہ ہتھیار میں کیسے تبدیل ہو گیا۔“..... عمران نے سامنے بیٹھے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر حیرت بھرے لبجے میں کہا۔ ٹائیگر ایکریمیا سے واپسی پر ایئر پورٹ سے ٹیکسی کے ذریعے ڈائریکٹ عمران کے فلیٹ پر پہنچا تھا اور اس نے آرنلڈ سے حاصل ہونے والی معلومات کی پوری تفصیل عمران کو بتا دی تھی۔ سافت ویز کا سن کر عمران پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”آرنلڈ نے یہی نام بتایا ہے اور بآس، آرنلڈ کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بچ بول رہا ہے۔“..... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا تو دوسری طرف بجھنے والی گھنٹی کی آواز سامنے بیٹھے ٹائیگر کو بھی بخوبی سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور اٹھایا گیا۔

”داور بول رہا ہوں“..... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے سرداور کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (اکسن) بربان خود اور از فلیٹ قابض خود بول رہا ہوں“..... عمران کی زبان روایا ہو گئی۔

”یہ فلیٹ قابض خود کا کیا مطلب ہوا۔ تم نے شاید اپنے تعارف میں نیا اضافہ کیا ہے“..... دوسری طرف سے سرداور نے ہستے ہوئے کہا۔

”آج کل اٹاٹہ جات ظاہر کرنے کا بہت شور مچا ہوا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ مجھ جیسا درویش آدمی اتنے قیمتی فلیٹ کا مالک ہے اس لئے میں نے اٹاٹہ ظاہر کر دیا ہے کہ میں تو خود اس اٹاٹے پر قابض ہوں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو مالک کون ہے۔ کیا فلیٹ تم نے اپنے والد کے نام سے خریدا ہوا ہے“..... سرداور نے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”نبیس۔ اگر یہ فلیٹ ان کا ہوتا تو وہ مجھے لات مار کر یہاں سے نکال چکے ہوتے۔ یہ فلیٹ پرمنڈنٹ فیاض صاحب کا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اس نے تمہیں لات مار کر اب تک فلیٹ سے کیوں نہیں نکالا۔ وہ انٹیلی جنس یورڈ کا پرمنڈنٹ ہے کوئی عام آدمی تو نہیں ہے“..... سرداور نے کہا۔

”وہ بھی ذیڈی کی لاتوں سے ڈرتا ہے۔ میں نے اسے حکمی
رکھی ہے کہ اگر اس نے میرے قبضے میں مداخلت کی تو میں
اُن فلیٹ کی ملکیت کی دستاویزات ذیڈی کے سامنے رکھ دوں گا تو
بھر ذیڈی لاتیں مار کر پرمندžن فیاض کو اٹیلی جس سے بھی باہر
نکال دیں گے اور فلیٹ کی ملکیت سے بھی اس لئے وہ اب تک
ناموش ہے اور صرف حسرت بھری نظروں سے فلیٹ کو دیکھتا رہتا
ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سردار اپنی عادت
کے خلاف بے اختیار ھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”تم واقعی جو چاہو کر سکتے ہو۔ بہرحال بولو فون کیوں کیا
ہے۔..... سردار نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کپیوٹر دو اہم حصے ہوتے ہیں۔ ایک کو ہارڈ دیسٹر کہا جاتا ہے
اور دوسرا کو سافٹ دیسٹر۔ کیا آپ کو معلوم ہے۔..... عمران نے
کہا۔

”ہاں۔ لیکن تم یہ مجھے کیوں بتا رہے ہو۔..... سردار نے حیرت
برے لجھے میں کہا۔

”غیر ملکی ایجنیاں پاکیشیا سے کوئی ایسا ہتھیار چوری کرنا چاہتی
ہیں جسے سافٹ دیسٹر کہا جاتا ہے۔ کیا واقعی کوئی ایسا ہتھیار
ہے۔..... عمران نے اس بار بخیجه لجھے میں کہا۔

”سافٹ دیسٹر اور ہتھیار۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔..... سردار
نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”اس ہتھیار کو ساف ویر کا نام کیوں دیا جا رہا ہے اس کا اندازہ تو اسی وقت ہو گا جب ہتھیار سامنے آئے گا۔ ہماری معلومات کے مطابق یہ کوئی میزائل ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرے علم میں ایسا کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ بہر حال میں معلوم کر کے تمہیں فون کرتا ہوں“..... سردار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”تم نے شارپ اور لیزا کا ذکر کیا ہے۔ شارپ کو میں جانتا ہوں۔ کتنی بین الاقوامی مشنز میں وہ میرے ساتھ بھی کام کر چکا ہے۔ خاصا تیز طرار، سمجھدار اور ذہین ایجنت ہے۔ اگر وہ یہاں پاکیشیا میں موجود ہے تو پھر لازماً یہاں کوئی بڑا کام ہو رہا ہے“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ بتایا گیا ہے کہ شارپ اطالوی ایجنت ہے جبکہ اطالیہ کی پاکیشیا سے کوئی دشمنی نہیں ہے“..... نائیگر نے کہا۔

”کیا آرغلڈ نے اسرائیل کا ذکر بھی کیا تھا“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اس نے اسرائیل کا نام بھی لیا تھا“..... نائیگر نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر شارپ کو خصوصی طور پر یہ مشن دیا گیا ہو گا کیونکہ

شارپ کٹڑ یہودی ہے“..... عمران نے کہا۔

”آپ اجازت دیں تو میں اندر ولڈ کے ذریعے شارپ کو

ڈیں کروں۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”وہ تو ہو جائے گا پہلے یہ تو معلوم ہو کہ سافٹ ویر کیا

۔۔۔ عمران نے کہا۔

”شارپ کو تو معلوم ہو گا اسی سے معلوم کر لیں گے۔۔۔۔۔ نائیگر

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شارپ کو ٹریس کرنے میں وقت لگے گا اور نجاتے مشن کس

میک مکمل ہو چکا ہو کیونکہ شارپ بے حد فعال انجینٹ ہے اور وہ

اپنائی تیزی سے کام کرنے کا عادی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا

اور اس سے پہلے کہ نائیگر کوئی جواب دیتا فون کی سختی نج اخی

و عمران نے ہاتھ پڑھا کر رسپور اٹھا لیا۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از دہان خود

بول رہا ہوں۔۔۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں بولتے ہوئے

کہا۔

”اور بول رہا ہوں عمران بیٹھے۔ سافٹ ویر کے بارے میں

علوم ہو گیا ہے۔ یہ ایک ایسا میزاں ہے جو دس ایٹھی میزاں

سٹر کو بھی بیک وقت قبیل کرتے ہوئے اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کر

لکا ہے۔ اس کا اصل نام نان بیٹ ایبل میزاں یعنی این بی ایم

۔۔۔ یہ ناقابل نگست میزاں ہے۔ اسے پاکیشیا کے سائنس دانوں

نے شوگران کے سائنس دانوں کی معاونت سے تیار کیا ہے اور اس

ہزار بی کام اب پاکیشیا میں ہی ہو رہا ہے۔ اس میزاں کو سافٹ

ویر کا نام اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کا فارمولہ کسی فائل کے کاغذات پر درج نہیں کیا گیا کیونکہ فارمولہ آسانی سے چوری کیا جا سکتا ہے اس لئے ایک تیار شدہ میزائل رکھا گیا ہے تاکہ اگر کسی بھی وقت ضرورت ہو تو اس تیار شدہ میزائل سے رہنمائی لی جاسکے۔ اس میزائل کو تیار شدہ فارمولے کی وجہ سے سافٹ ویر کا نام دیا گیا ہے ورنہ یہ اس کا اصل نام نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس نام کی وجہ سے کسی کا ذہن ہتھیار کی طرف نہیں جاتا۔..... سرداور نے مسکراتے ہوئے لبجے میں کہا۔

”اب یہ سافٹ ویر کہاں ہے“..... عمران نے سنجیدہ لبجے میں کہا۔

”راج گڑھ کی اپیش لیبارٹری میں۔ اس پر پہلے بھی وہیں کام ہوا ہے اور اب بھی وہیں ہو رہا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ یہ لیبارٹری بھی میزائل کی طرح ناقابل ٹکست ہے کیونکہ اس کی سیکورٹی پر خصوصی توجہ دی گئی ہے“..... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس لیبارٹری کا انچارج کون ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ڈاکٹر اعظم“..... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں اس لیبارٹری کا سیکورٹی سسٹم خود دیکھنا چاہتا ہوں اس لئے آپ ڈاکٹر اعظم کو میرے بارے میں بتا دیں۔ میں آج ہی شام تک وہاں پہنچ جاؤں گا“..... عمران نے کہا۔

”اوے۔ لیکن وہاں جانے سے پہلے ڈاکٹر اعظم سے فون پر
کر لینا۔“..... سرداور نے کہا۔

ہاتھ میک ہے۔ ان کا فون نمبر دے دیں۔“..... عمران نے کہا تو
وسری طرف سے فون نمبر بتا کر رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے بھی
رسیور رکھ دیا۔

”راج گڑھ چونکہ کافرستان کی سرحد پر ہے اس لئے اس
ملاقے میں اسمگنگ پورے زوروں پر رہتی ہے۔“..... ٹائیگر نے

کہا۔ ”یہ شارپ بھی یقیناً سافت ویز چوری کر کے انہی راستوں
سے کافرستان پہنچنے کی کوشش کرے گا۔“..... ہمیں اب اس سارے
ملاجے میں کام کرنا ہو گا۔“..... عمران نے کہا۔

”بس۔ کیا لیبارٹری میں آپ مجھے ساتھ لے جائیں گے۔“.....
ٹائیگر نے بچوں کے سے انداز میں کہا۔

”وہاں کوئی میلہ تو نہیں ہو رہا کہ تم اس قدر اشتیاق سے وہاں
جانا چاہتے ہو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ لیبارٹری راج گڑھ کے کس
ملاقے میں ہے کیونکہ راج گڑھ کا ہر حصہ میرا ذیکھا بھالا ہے۔“.....
ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے۔ میک ہے تم بھی ساتھ چلنا۔ اگر یہ کوئی کیس ہے تو
اب تک تم ہی میرے ساتھ ہو۔“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے

فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔
”لیں اپیشل لیب“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

”میں علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا
ہوں۔ ذاکٹر اعظم سے بات کرائیں اور انہیں سرداور کا حوالہ دے
دیں“..... عمران نے تیز لمحے میں بولتے ہوئے کہا۔
”ہولڈ کریں“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف
سے کہا گیا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

”لیں۔ ذاکٹر اعظم بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری
مردانہ آواز سنائی دی۔

”میں علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا
ہوں۔ سرداور نے میرے بارے میں آپ سے بات کی ہو گئی“.....
عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ فرمائیے کیا حکم ہے“..... ذاکٹر اعظم کے لمحے میں
ہلکی سی سختی نمایاں تھی۔ شاید عمران کے تعارف کے مخصوص انداز نے
انہیں ناراض کر دیا تھا۔

”میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں تاکہ آپ میرے سر پر“
جوتے مار سکیں کیونکہ کہا تھا جاتا ہے کہ جس کے سر پر آپ کے“
جوتے پڑ جائیں پھر ساری عمر اس کے سر پر جوتے نہیں
پڑتے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ٹائگر چوپک کر جرت

بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا جبکہ دوسری طرف سے کوئی
جواب دیئے بغیر رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔
ڈیا کثر اعظم بہت سینیز سائنس دان ہیں باس”..... ٹائیگر نے
پڑت بھرے لجھے میں کہا۔

”اس لئے تو دو جو تے نک میں نے اپنے آپ کو محدود کر لیا
ہے ورنہ تو سو جو توں سے کم پر بات نہ ہوتی اور سو جو تے وہ بڑھا پے
کی وجہ سے مار نہیں سکتے تھے“..... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر
نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی
ختمی۔

”آپ۔ آپ دوبارہ فون نہیں کریں گے“..... چند لمحوں کی
خاموشی کے بعد ٹائیگر نے کہا۔

”ابھی ڈاکٹر اعظم سرداور سے بات کریں گے پھر سرداور مجھے
فون کریں گے اور پھر میں ڈاکٹر اعظم کو فون کروں گا“..... عمران
نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی تھنھی نجاح اٹھی تو
عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا اور ساتھ ہی لاوڈر کا بٹن بھی
پہنچ کر دیا۔

”ہیلو۔ داور بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے سرداور کی
ٹیکمپر آواز سنائی دی۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا
ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص خونگوار لجھے میں کہا۔

”عمران۔ ڈاکٹر اعظم ہمارے ملک کے سینئر اور عظیم سائنس
دان ہیں۔ تم نے انہیں ناراض کر دیا۔ کیوں“..... سردار نے
قدرے غصیلے لجھے میں کہا۔

”آپ نے ڈاکٹر اعظم کو میری عمر تو بتائی ہی ہوگی۔ پھر آپ
خود سوچیں اگر وہ مجھے کہیں فرمائیے کیا حکم ہے، تو میں انہیں یہی
حکم دے سکتا تھا کہ وہ میرے سر پر جوتے ماریں“..... عمران نے
جواب دیتے ہوئے کہا تو اس بار دوسری طرف سے سردار بے
اختیار ہنس پڑے۔

”بہر حال اب تم بات کرو۔ اب میں نے انہیں تمہارا تعارف
تفصیل سے کرا دیا ہے اور وہ تمہیں انجوائے کریں گے“..... سردار
نے کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ دیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر
ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔
”لیں۔ ایشل لیب“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے
نوافی آواز سنائی دی۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا
ہوں۔ ڈاکٹر اعظم مہربانی فرمائیں تو بات کر لیں“..... عمران نے
اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر
خاموشی طاری ہو گئی۔

”ڈاکٹر اعظم بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ڈاکٹر اعظم کی

آواز سنائی دی۔ ان کا لہجہ نرم تھا۔

”ڈاکٹر صاحب۔ آپ میری بات پر ناراض ہو گئے۔ میں تو سائنس کا ادنیٰ سا طالب علم ہوں اور آپ پاکیشیا کے چند بڑے سائنس دانوں میں سے ایک ہیں اس لئے آپ سے جوتے کھانا تو میرے لئے اعزاز ہے۔ ان جو توں کے طفیل سائنس کی کچھ سمجھے مجھے بھی آجائے گی۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”عمران بیٹھے۔ سرداور نے تمہارا تفصیلی تعارف کرا دیا ہے اس لئے اب میں تمہاری کسی بات کا برا نہیں مناؤں گا۔ تمہارے والد سر عبدالرحمٰن سے بھی میری خاصی یاد اللہ ہے۔“..... ڈاکٹر اعظم نے بھی مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”پھر تو سرداور نے مجھے بچا لیا ورنہ اگر بات بیٹھی یہی تک پہنچ جاتی تو سو سے کم جوتے نہ پڑتے۔“..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر اعظم نے اخیارہنس پڑے۔

”ڈاکٹر اعظم صاحب آپ کی اپیش لیبارٹری میں کوئی میزائل موجود ہے جس کا نام سافٹ دیز رکھا گیا ہے آپ نے اس کے تحفظ کے لئے کیا انتظامات کئے ہیں۔“..... عمران نے اس بار سجیدہ لہجے میں کہا۔

”وہ تو ٹاپ سیکرت ہے آپ تک اطلاع کیسے پہنچ گئی سرداور کو بھی اس کا علم نہ تھا۔ انہوں نے مجھ سے بات کی تو میں نے انہیں بتایا تھا۔“..... ڈاکٹر اعظم کے لہجے میں حیرت کا اثر نمایاں تھا۔

”نیہر ملکی ایجنت اسے حاصل کر کے یہاں سے لے جانے کے لئے پاکیشیا پہنچ پکے ہیں اور آپ اسے ناپ سیکرٹ کہہ رہے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ، اچھا۔ بہر حال وہ جو چاہیں کر لیں ان کا یہ مشن کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ اپیشنل لیبارٹری کا تحفظ اس انداز میں کیا گیا تھا کہ وہ اس پر ایتم بم بھی مار دیں تب بھی اسے خراش تک نہ آئے گی اور کوئی اجنبی کسی صورت میں بھی لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتا اور جو لوگ یہاں کام کرتے ہیں۔ ان کے سر اور جسم کا ہر بال چیک ہوتا ہے۔“..... ذاکر اعظم نے تیز تیز لمحے میں بولتے ہوئے کہا پھر عمران کے پوچھنے پر انہوں نے تمام حفاظتی انتظامات کی تفصیل بتا دی۔ جسے سن کر عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ *

”اوکے۔ آپ نے واقعی کام کیا ہے۔ دلیل ڈن۔ اللہ حافظ۔“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”باس۔ یہ تو واقعی فول پروف سیکورٹی ہے۔“..... نائیگر نے جو لاڈر کی وجہ سے ذاکر اعظم کی باتیں سن رہا تھا کہا۔

”ہاں میں خود ان انتظامات سے خاصا متاثر ہوا ہوں لیکن ایجنسیوں کے ایجنت بہر حال کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ اس سافٹ دیزیر کے فوری طور پر چوری ہونے کا کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے اب ہمیں اس شارپ اور اس کی بیوی

لہذا کوڑیں کرنا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”لیکن بس وہ تو میک اپ میں ہوں گے۔..... نائیگر نے کہا۔

”انہوں نے تمہارے سامنے شناختی پر یہ نہیں دینی لازماً انہوں نے یہاں کے لوگوں سے رابطہ کیا ہو گا جن کا کوئی تعلق گریٹ لینڈ پا اسرائیل سے ہو اور ہاں ایک اور پہلو بھی مد نظر رکھنا کہ اصل مسئلہ اس سافٹ دیر کو لیبارٹری سے نکالنا نہیں ہے بلکہ اس تیار شدہ میزائل کو ملک سے باہر لے جانا ہے۔ کاغذی فارمولہ ہوتا تو وہ اسے جیب میں ڈال کر لے جاتے لیکن میزائل دیکھ کر تو عام آدمی بھی چونک پڑتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ وہ راج گڑھ والی پہاڑیوں کے ذریعے ہی اسے کافرستان لے جاسکتے ہیں اس لئے ایسے گروپوں کوڑیں کرو جو ان راستوں سے اسمگلنگ کرتے ہوں جیسے پہلے وائٹ بلڈ تھا۔..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں سمجھ گیا ہوں بس۔ میں آج ہی آپ کو ابتدائی رپورٹ دوں گا۔ اب مجھے اجازت۔..... نائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

شارپ اور لیزا دونوں اس وقت راج گڑھ کے ایک فلیٹ میں موجود تھے۔ یہ فلیٹ انہوں نے بطور سیاح لے رکھا تھا۔ لیباڑی سے شارپ سافٹ ویز اڑانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ چونکہ پورے پہاڑی علاقے میں کسی تیندوے کی وجہ سے آمد و رفت روک دی گئی تھی اور وہاں ہر جگہ سیکورٹی کے افراد تیندوے کو تلاش کرتے پھر رہے تھے کیونکہ اس دوران تیندوے نے مزید کمی افراد کو بھی بلاک کر دیا تھا اور عام خیال یہی تھا کہ اس کام میں سیکورٹی کو کم از کم ہفتے لگ سکتا ہے کیونکہ ان خطرناک پہاڑیوں پر تیندووا آسانی سے دوڑ بھاگ سکتا تھا اپنے آپ کو چھپا سکتا تھا جبکہ سیکورٹی کے افراد صرف سڑکوں تک ہی محدود تھے۔ اس لئے اس طرف سے کافرستان جانے کا ارادہ شارپ نے ترک کر دیا تھا۔ اس نے چارڑڈ بیلی کا پڑ سروں کی ایک اینجنسی سے بھی رابطہ کیا لیکن سیکورٹی کی وجہ سے ہی چارڑڈ کمپنی نے بھی انکار کر دیا اس لئے شارپ اور

بڑا دونوں اس عجیب پھوٹش میں پھنس گئے تھے۔

”کس گہری سوچ میں غرق ہو۔ ہم اس طرح بیٹھ گئے تو مش
بے مکمل ہو گا۔“..... اچانک خاموش بیٹھی لیزا نے شارپ سے
پڑب ہو کر کہا۔

”ہم پھنس گئے ہیں اب ہر قدم سوچ کبھی کر انھانا ہو گا۔“.....
شارپ نے کہا۔

”پھنس گئے ہیں وہ کیسے۔ سافٹ دیر ہمارے قبضے میں آ چکا
ہے اب اسے یہاں سے نکالنا ہے تو کوئی فلاست چارڑڑ کراو اور
غل جاؤ۔“..... لیزا نے کہا۔

”یہ اتنا آسان ہوتا تو میں یہاں کیوں بیٹھا ہوتا۔“..... شارپ نے
بے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم الجھ گئے ہو۔ تم مجھے اپنے خدشات کے بارے میں بتاؤ
ٹیڈ میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں۔“..... لیزا نے کہا۔

”یہ سافٹ دیر تم نے دیکھا ہے۔ یہ کوئی فارمولانہیں جو کسی
کانٹ پر لکھا گیا ہے اور ہم اسے جیب میں ڈال کر لے جائیں
گے۔“..... شارپ نے کہا۔

”یہ بات تم پہلے بھی کہہ چکے ہو۔ میں نے کہا ہے فلاست
چارڑڑ کرالو۔ پھر کیا مسئلہ ہے۔“..... لیزا نے کہا۔

”کوئی بھی فلاست ہو روٹین کی چارزڈ، سب کی سکورٹی چینگ
ہوئی ہے اور بہ تار شدہ، مکمل، مراکل سے۔ جسے سامنہ دان تو کھول

سکتے ہیں ہم نہیں اس صورت میں سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اس لئے کسی بھی فلاٹ کے ذریعے اسے باہر نہیں لے جایا جا سکتا اور کوئی ٹرین ہو یا بس پا کوئی اور سواری یہ سب کہیں نہ کہیں چیک پوسٹ سے گزریں گے اور یہ میراں دہان چیک ہو جائے گا۔“
شارپ نے کہا تو لیزا کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے۔
”اوہ۔ تم مُحیک کہہ رہے ہو پھر کیا کرنا ہے۔“..... لیزا نے پریشان لمحے میں کہا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ پریشانی سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔“..... شارپ نے اپنا پسندیدہ فقرہ بولتے ہوئے کہا۔
”پھر بھی کچھ تو سوچا ہو گا تم نے۔“..... لیزا نے کہا۔

”اب تک لیبارٹری میں موجود سائنس دانوں اور دوسرے افراد کو ہوش آچکا ہو گا اور پورے ملک کو یہ معلوم ہو چکا ہو گا کہ اس قدر سیکورٹی کے باوجود سافٹ دیگر اڑا لیا گیا ہے تو اس وقت پورے ملک میں ریڈ الٹ ہو چکا ہو گا۔

اب ہر طرف چینگ ہو رہی ہو گی۔ بلکہ مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا عمران اپنی ٹیم کے ساتھ میدان میں اتر چکا ہو گا اور اس کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہ کس قدر تیز رفتاری سے اور درست سمت میں کام کرتا ہے اور وہ مجھے پہچاتا ہے۔ اس لئے اب ہمیں فوری طور پر اچیل میک اپ کرنا ہو گا۔ عمران میک اپ کا ماہر ہے اس لئے اچیل میک اپ ضروری ہے

اک وہ ہمارے چہروں پر میک اپ کی موجودگی کو چیک نہ کر سکھے۔ شارپ نے کہا۔

”لیکن اس کے لئے نئے کاغذات تیار کرنے ہوں گے۔“

لیزا نے کہا۔
”نہیں میرے بیگ میں دوسرے کاغذات موجود ہیں اور اسی پڑیں میک اپ کا سامان بھی۔ پہلے میں میک اپ کرلوں پھر تمہارا کروں گا۔“ شارپ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”بھی سے۔“ لیزا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
”تمہیں بتایا تو ہے کہ وہ بہت تیز رفتاری سے کام کرتا ہے۔ وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتا ہے۔“ شارپ نے کہا اور دوسرے

کرے کی طرف بڑھ گیا۔
”تم اس سے اس قدر خوفزدہ ہو جاؤ گے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔“ لیزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد وہ رونوں مختلف میک اپ میں آچکے تھے تھے میک اپ کے مطابق

شارپ کا نام مائیکل اور لیزا کا نام جیکو لین تھا۔
”اب ہمیں یہ فلیٹ چھوڑنا ہو گا تاکہ ہماری پہلی شناخت کامل

طور پر ختم ہو جائے۔“ شارپ نے کہا۔

”پھر کہاں جاؤ گے کیا ہوٹل میں اور ہاں وہ سافٹ ویر کہاں ہے یہاں تو کہیں نظر نہیں آ رہا۔“ لیزا نے کہا۔
”ہوٹل میں نہیں ایسا ہی کوئی فلیٹ لے کر ہم وہاں شفت ہو

جائیں گے۔ ہٹل سے زیادہ فلیٹ میں ہم محفوظ ہوں گے۔.....
شارپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے لیکن وہ سافٹ دیر کہاں ہے تم نے تو بتایا ہی نہیں۔ اسے تو لے آنا اور لے جانا بھی خطرناک ہے۔..... لیزا نے کہا۔

”اس سافٹ دیر کو لے آنا اور لے جانا واقعی خطرناک ہے اس لئے میں نے اسے ریلوے کے کلوک روم میں رکھوا دیا ہے۔ جب ضرورت ہو گی وہاں سے نکال لیں گے۔ ویسے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ سافٹ دیر کلوک روم میں موجود ہو سکتا ہے۔..... شارپ نے کہا تو لیزا کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔
”ریلوے کلوک روم۔ کیا مطلب میں کچھی نہیں۔..... لیزا نے انتباہی حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”یہاں ہر بڑے ریلوے اسٹیشن پر ایک بڑا کمرہ علیحدہ بنایا جاتا ہے۔ جسے کلوک روم کہا جاتا ہے اس کمرے میں بڑی بڑی الماریاں رکھی جاتی ہیں۔ ان الماریوں کے خانے کافی بڑے ہوتے ہیں۔ ہر الماری کا علیحدہ نمبر ہوتا ہے۔ مسافر جو اپنا فالتو ضروری سامان ساتھ لئے لئے نہیں پھرنا چاہتے وہ معمولی سے کرائے پران کلوک روم کی کسی بھی الماری کا ایک خانہ الٹ کر لیتے ہیں۔ یہ ایسی جگہ ہے جس کا خیال کسی کو نہیں آ سکتا۔..... شارپ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ انتظام تو وقتی ہوتا ہوگا۔ چند گھنٹوں کے لئے“..... لیزا

نے کہا۔

”وہ نہیں جتنے دن بعد سامان واپس وصول کیا جائے گا اتنے دن ہا کرایہ ادا کرنا ہو گا اس لئے بعض اوقات کئی کئی ماہ سامنے پڑا رہتا ہے۔“..... شارپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”حیرت انگلیز۔ تمہارے ذہن کو داد دینی پڑے گی تمہارے اس عمر ان کو زندگی بھر یہ خیال نہیں آ سکتا لیکن تمہیں کیسے یہ معلوم ہوا؟“..... لیزا نے سرت بھرے لبجھ میں کہا۔

”میں نے ایک سفر نامہ پڑھا تھا اس میں اس بارے میں تفصیل دی گئی تھی۔ میں نے چینگ کی تو واقعی ایسا لکوک روم موجود تھا۔“..... شارپ نے جواب دیا تو لیزا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شارپ نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف بجئے والی گھنٹی کی آواز لیزا کو بھی سنائی دینے لگی۔

”یہ ریڈ کلب“..... رابطہ ہونے پر ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”مائکل بول رہا ہوں جانس سے بات کراؤ“..... شارپ نے کہا تو لیزا اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو جانسن بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”ماں یکل بول رہا ہوں فش شار کمپنی سے“..... شارپ نے کہا۔

”اوہ۔ آپ فرمائیے“..... دوسرا طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”فون پر بات نہیں ہو سکتی۔ باہم مل کر بات ہو گی“..... شارپ نے کہا۔

”آپ کہاں سے بول رہے ہیں“..... جانسن نے کہا۔

”میں اس وقت ایڈن اسکواڑ کے ایک فلیٹ سے بول رہا ہوں۔ مجھے فوری طور پر کسی اسکواڑ میں فلیٹ چاہئے۔ ایسا فلیٹ جہاں میں اور میری بیوی جیکو لین فوری طور پر شفت ہو سکیں“..... شارپ نے کہا۔

”فلیٹ تو ابھی مل سکتا ہے۔ ایڈن اسکواڑ سے مغرب کی طرف ایک مشہور اسکواڑ ہے جس کا نام ہنی اسکواڑ ہے۔ آپ وہاں جائیں اور اپنے نام کے ساتھ کلب کے نام کا حوالہ دیں گے تو آپ کو فلیٹ تک پہنچا دیا جائے گا۔ یہ اپنیل فلیٹ ہے۔ اس میں ایسے انتظامات کئے گئے ہیں کہ یہاں ہونے والی بات چیت اور فون کا لز نہ شیپ کی جاسکتی ہیں اور نہ سنی جاسکتی ہیں۔ اس لئے آپ وہاں پہنچ کر وہاں کے فون سے بات کر لیں“..... جانسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوے کے“..... شارپ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اٹھو۔ چلو یہاں سے نکل چلیں“..... شارپ نے رسیور رکھ کر
انٹھے ہوئے کہا۔

”یہ کون ہے اور یہ تمہارے اس نام سے کیسے واقف ہے“.....
لیزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایجنسی کا کام شطرنج کا کھیل ہوتا ہے اس لئے جتنے کے لئے
پہلے سے معاملات مختلف زادیوں کو سامنے رکھ کر سوچے جاتے
ہیں۔ جب دوسرے کاغذات استعمال کرنے ہوں تو اس کے لئے
پہلے سے انتظامات کر لئے جاتے ہیں ورنہ تو ہم کسی بھی ملک:
بالکل اجبی ہو جائیں گے“..... شارپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم جیسا ذہین ایجنسٹ شاید آئندہ کئی صدیوں تک پیدا نہ ہو
سکے گا“..... لیزا نے مسکراتے ہوئے کہا تو شارپ بے اختیار نہیں
پڑا اور پھر تقریباً دو گھنٹے بعد وہ انی اسکواڑ کے ایک کشادہ فلیٹ میں
 موجود تھے۔ یہاں واقعی حفاظتی سامنی انتظامات کے گئے تھے۔

شارپ نے فون پر موجود نمبر چیک کیا اور پھر رسیور اٹھا کر تیزی
سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا

ہٹن بھی پر لیں کر دیا۔ ”لیں ریڈ کلب“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

۔ ”مائکل بول رہا ہوں۔ جانس سے بات کراو“..... شارپ
نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو جانس بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد جانس کی آواز

نائی دی۔

”مائکل بول رہا ہوں۔ ہم اس وقت ہنی اسکوائر کے اپنی فلیٹ میں موجود ہیں۔ یہ واقعی محفوظ فلیٹ ہے لیکن ہم نے تفصیل سے بات کرنی ہے۔ اگر آپ یہاں آ جائیں تو زیادہ بہتر ہے ورنہ ہمیں آپ کے آفس آنا پڑے گا“..... شارپ نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں آ جاتا ہوں۔ کیونکہ آپ کا یہاں کھلے عام آنا میرے لئے بھی پر ابلم بن سکتا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شارپ نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”تم اس سے یہی معلوم کرنا چاہتے ہو کہ سافٹ ویر کو کیسے پاکیشیا سے باہر نکالا جا سکتا ہے“..... لیزا نے کہا تو شارپ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کال بیل کی آواز نائی دی تو شارپ سمجھ گیا کہ جانس آیا ہو گا۔ وہ انھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہے“..... شارپ نے ڈور فون کا بٹن پر لیں کرتے ہوئے کہا۔

”جانس“..... فون سے جانس کی آواز نائی دی تو شارپ نے فون آف کر کے دروازہ کھوٹ دیا۔ باہر لبے قد اور چوڑے شانوں

کام لک ایک ادھیز عمر آدمی موجود تھا۔

”آئیے“..... شارپ نے ایک طرف بٹتے ہوئے کہا اور جانس اندر آ گیا تو شارپ نے دروازہ بند کر دیا۔ پھر رسمی سلام کے بعد وہ دلوں اندر ورنی کرے میں پہنچ گئے۔ یہاں لیزا موجود تھی۔ اس سے رسی سلام ہو گیا تو وہ تینوں اسی کرے میں ایک گول میز کے مrud پہنچ گئے۔ لیزا نے اٹھ کر ریفریجیریٹر کھولا اور اس میں سے جوں کے تین شن نکال کر اس نے میز پر رکھے اور پھر ^{بھروسہ} بھی واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

”آپ کیا چاہتے ہیں مسٹر مائیکل۔ کھل کر بات کریں“.....

جانس نے کہا۔
”آپ پاکیشا سیکرٹ سروس اور خصوصاً اس کے لئے کام کرنے والے علی عمران سے واقف ہیں“..... شارپ نے کہا تو جانس

پوچک پڑا۔
”ہاں۔ بہت اچھی طرح۔ کیا آپ کا مشن اس مکے خلاف ہے“..... جانس نے کہا۔

”اگر میں کہوں کہ ہاں ایسا ہی ہے تو پھر“..... شارپ نے کہا۔
”کوئی بات نہیں ہم پھر بھی آپ کے ساتھ رہیں گے اور فکر مت کریں آپ کا کام بھی ہو جائے گا“..... جانس نے بڑے انداز بھرے لمحے میں کہا۔

”مگر۔ تو پھر سنو ہم نے مشن مکمل کر لیا ہے لیکن ہم پاکیشا سے

باہر نہیں نکل پا رہے۔ ہمیں فوری طور پر یہ کام کرنا ہے کیونکہ جیسے
جیسے وقت گزرتا جائے گا ہمارے لئے خطرہ بڑھتا جائے گا۔.....
شارپ نے کہا۔

”آپ کس ملک میں جانا چاہتے ہیں اور کیا رکاوٹ ہے؟.....
جانسن نے کہا تو شارپ نے اسے مختصر طور پر سافٹ ویئر کے
بارے میں بتا دیا۔

”تو آپ کا مسئلہ یہ ہے کہ آپ ایک میزائل نما ہتھیار کو پا کیشیا
سے باہر لے جانا چاہتے ہیں بغیر کسی رکاوٹ اور چینگ کے۔.....
جانسن نے کہا۔

”ہاں۔..... شارپ نے کہا۔
”تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ آپ سافٹ ویئر میرے
حوالے کریں اور خود بائی ائیر کا فرستان چلے جائیں۔ یہ سافٹ ویئر
وہاں آپ کو مل جائے گا۔..... جانسن نے کہا تو شارپ بے اختیار
ہنس پڑا۔

”آپ اسے کیسے لے جائیں گے۔ راج گڑھ کی پہاڑیوں پر
خفیہ راستے ہیں لیکن وہاں عین وقت پر کسی تیندوے نے ڈیہ ڈال
دیا ہے اس لئے ان راستوں کو عام لوگوں کے لئے بند کر دیا گیا
ہے اور کسی ذریعے سے اسے لے جانے کی صورت میں یہ لازماً
چیک ہو جائے گا۔..... شارپ نے کہا۔

”راج گڑھ کی پہاڑیوں میں ایک ایسا راستہ ہے جس کے

بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ خاص طور پر سرکاری لوگوں کو اس کا قطعی علم نہیں ہے کیونکہ یہ راستہ قدرتی نہیں ہے بلکہ تمام تر راستہ انسانی ہاتھوں سے تیار کیا گیا ہے۔ وہاں سے آسانی سے سافٹ ویر نکالا جاسکتا ہے۔ جانس نے کہا۔

”کیا یہ راستہ لکل ماشر گروپ بھی استعمال کرتا ہے؟ شارپ نے کہا۔

”نہیں۔ یہ راستہ ایک خفیہ اسمگنگ کی تنظیم چاؤش استعمال کرتی ہے کیونکہ اسے تیار بھی انہوں نے ہی کیا ہے۔ ” میرے دوست ہیں اور وہ سافٹ ویر کو معقول رقم دینے پر آسانی سے اور سو نیصد حفاظت کے ساتھ کافرستان پہنچا دیں گے۔ آپ اطمینان سے جس طرح چاہیں کافرستان چلے جائیں۔ جانس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ میری ملاقات ان سے کر سکتے ہیں۔ میں خود ان سے بات کرنا چاہتا ہوں؟ شارپ نے کہا تو جانس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے نون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا کیونکہ دوسرا طرف بجھے پوالی سکھنی کی آواز شارپ اور لیزا دنوں کو بھی سنائی دینے لگی تھی۔

”لیں، ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ ”
”ریڈ کلب سے جانس بول رہا ہوں۔ کانزے سے بات

کراو۔”..... جانس نے کہا۔

”جناب کا نزدے دو روز سے گریٹ لینڈ گئے ہوئے ہیں۔ وہاں کوئی خصوصی میٹنگ تھی۔ وہ کل شام کو واپس آئیں گے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہاں گریٹ لینڈ کا نمبر دو۔“..... جانس نے کہا۔

”سوری جناب۔ وہ کوئی نمبر دے کر نہیں گے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔“..... جانس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب کل شام تک انتظار کرنا ہو گا۔“..... جانس نے کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے لیکن یہ ملاقات کہاں ہو گی۔“..... شارپ نے کہا۔

”ان کا کلب ہے چاؤش کلب۔ وہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔ میرا کلب ہے ریڈ کلب وہاں بھی ہو سکتی ہے اور یہاں اس فیٹ پر بھی ہو سکتی ہے۔“..... جانس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تو پھر یہیں کر لیں گے ملاقات۔“..... شارپ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمام انتظامات کر کے آپ کو پہلے فون کر دوں گا پھر ہم آ جائیں گے۔“..... جانس نے کہا اور انہوں کھڑا ہوا۔ شارپ اور لیزا بھی انہوں کھڑے ہو گئے اور ان دونوں سے مصافی کر کے جانس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد شارپ نے دروازہ لاک کیا اور واپس اس کمرے

میں آگیا جہاں لیزا بیٹھی تھی۔

”میں تمہیں ایک مشورہ دوں اگر تم اسے مان لو تو یقیناً فائدے میں رہو گے“..... لیزا نے کہا تو شارپ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

”ہاں یولو۔ میں نے ہمیشہ تمہارے مشوروں کی قدر کی ہے اسی لئے تو تم مشن کے دوران بھی میرے ساتھ رہتی ہو“..... شارپ نے کہا۔

”تم نے کلوک روم کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے نا“..... لیزا نے پوچھا۔

”ہاں۔ کیوں“..... شارپ نے کہا۔

”اگر کوئی مسافر نہ ہی کرایہ دے اور نہ ہی سامان واپس لینے آئے تو وہ کب تک انتظار کرتے ہیں“..... لیزا نے کہا۔

”میں نے تفصیل تو نہیں پوچھی البتہ ایک ماہ تک کوئی نہیں پوچھتا۔ تم کہنا کیا چاہتی ہو کھل کر بات کرو“..... شارپ نے کہا۔

”دیکھو۔ اگر ایک دو ماہ سافٹ ویز کلوک روم میں پڑا رہے اور

ہم اطمینان سے واپس چلے جائیں تو یہاں کی ایجنسیاں اور سکرٹ سروس سب اسے ادھر ادھر ڈھونڈ کر ناکام رہ جائیں گے۔ کلوک روم جیسی جگہ میں سافٹ ویز کے ہونے کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ایک ماہ یا دو ماہ بعد جب سب تھک ہار کر خاموش ہو جائیں گے اور راج گڑھ کے پہاڑی راستے بھی کھل جائیں گے تو ہم آسانی اور اطمینان سے اسے نکال کر لے جاسکتے ہیں۔ مشن کے ناکام ہونے

سے بہتر ہے ہم ایک دو ماہ انتظار کر لیں۔۔۔ لیزا نے کہا تو شارپ
بے اختیار اچھل پڑا۔

”گڈ۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی بہترین تجویز ہے۔ ٹھیک ہے میں
اسرائل بات کرتا ہوں۔ کل ہم یہاں سے نکل جائیں گے۔۔۔
شارپ نے حتیٰ لمحے میں کہا تو لیزا کا چہرہ مرت سے کھل اٹھا۔

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے
کی عمران سیریز کے ان قارئین کے لئے جو
نیاناول فوری حاصل کرنا چاہتے ہیں ایک نئی سیکیم

”گولڈن پیکچر“

تفصیلات کے لئے ابھی کال کیجئے

0333-6106573 & 0336-3644440

ارسلان پبلی کیشنر: اوقاف بلڈنگ پاک گیرت ملتان

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سانتی رسالہ پڑھنے میں
مدد تھا جبکہ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے
فون کی سختی نج اٹھی تو عمران نے پہلے چونک کرفون کی طرف دیکھا
پھر دوبارہ کتاب پر نظریں جوادیں لیکن سختی مسلسل نج رہی تھی۔
”یہ لوگ باز نہیں آئیں گے“..... عمران نے بربادتے ہوئے کہا
اور رسیور اٹھا لیا۔

”علیٰ عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا
ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”عمران۔ دا اور بول رہا ہوں۔ غصب ہو گیا ہے۔ راج گڑھ کی
اویش لیبارٹری سے سافت ویر چوری ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر عظم کو فون
کر کے ان سے تفصیل معلوم کرو اور جس طرح بھی ہو سکے سافٹ
ویر کو برآمد کراؤ ورنہ یہ ملک کے لئے انتہائی مہلک ثابت ہو سکتا
ہے۔ جلدی کرو بات اور پھر مجھے بتاؤ کہ کیا کیا ہوا ہے اور تم

ساف ویر کو کیسے اور کہاں سے برآمد کرو گے۔۔۔ سرداور نے تیز تیز لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابط ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دیتی رہی پھر رسیور انھالیا گیا۔

”اپشن لیبارٹری“۔۔۔ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر اعظم سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں“۔۔۔ عمران نے وقت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے اپنی عادت کے مطابق تفصیلی تعارف سے گریز کیا۔

”ڈاکٹر اعظم بول رہا ہوں“۔۔۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر اعظم کی بھاری آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر صاحب۔ ساف ویر کے چوری ہوا ہے۔ حفاظتی انتظامات کی جو تفصیل آپ نے بتائی تھی وہ اس قدر جامع تھی کہ میں بھی مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر کیا ہوا ہے؟“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”کیا بتاؤ۔ میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کوئی ایسا کیسے کر سکتا۔ اس قدر مہارت سے کام کیا گیا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا“۔۔۔ ڈاکٹر اعظم نے انتہائی انجھے ہوئے لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تفصیل کیا ہے؟“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہم سب لیبارٹری میں کام کر رہے تھے کہ اچانک کوئی نامانوس

لے پھوس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ہمارے ذہن تاریک پڑ گئے
تھے جب ہمیں ہوش آیا تو پتہ چلا کہ سافٹ ویر غائب ہے۔.....
ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

”کسے اور کہاں سے چوری ہوا ہے سافٹ ویر۔ آپ نے
معلوم تو کیا ہو گا؟“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اس طرف دو بڑے ایگزاسٹ فین موجود تھے۔ ایک
نازہ ہوا باہر سے لیبارٹری میں لانے کے لئے اور دوسرا آلودہ ہوا
کی نکاسی کے لئے۔ دونوں پنکھوں کو بند کر کے ان کے فریز کاٹ
کر بڑے بڑے سوراخ بنائے گئے۔ یہ کام انتہائی ماہرانہ انداز میں
کیا گیا ہے کہ ایسا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ پھر ان سوراخوں میں
سے کوئی آدمی اندر آیا ہے۔ اس سائیڈ پر لائٹ انداز کے حفاظتی
انظمامات تھے جنہیں باقاعدہ زیر واپیشن ریز سے آف کیا گیا۔ پھر
سافٹ ویر کے گرد موجود حفاظتی حصار کو توڑا گیا اور سافٹ ویر
ٹکال کروہ پنکھوں والے سوراخوں سے باہر نکلا گیا۔ دوسری طرف
کھائی سے وہ نجانے کس طرح اوپر پہنچنے اور پھر غائب ہو گئے
ہیں۔..... ڈاکٹر اعظم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”میں خود اس ساری صورت حال کو دیکھنا چاہتا ہوں میں کہاں

پہنچوں؟“..... عمران نے کہا۔

”آپ راج گڑھ پہاڑوں میں بنی ہوئی چیک پوسٹ پر پہنچ
جائیں۔ میں انہیں کہہ دیتا ہوں آپ جب اپنا نام بتائیں گے تو وہ

آپ کو لیبارٹری کے اندر لے آئیں گے۔ وہاں میں موجود ہوں۔..... ذاکر اعظم نے کہا۔

”اوے“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر نون آنے پر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ“..... رابطہ ہونے پر سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں سرسلطان سے بات کرو“..... عمران نے کہا۔

”وہ اہم مینگ میں مصروف ہیں جناب اور انہوں نے حکم دیا تھا کہ مینگ کے دوران انہیں ڈشرب نہ کیا جائے“..... پی اے نے کہا۔

”چاہے ملک تباہ ہو جائے انہیں ڈشرب نہ کیا جائے۔ بات کرو ان سے“..... عمران نے غراتے ہوئے لبجے میں کہا۔

”یہ سر۔ یہ سر“..... پی اے نے اس بار گھبرائے ہوئے لبجے میں کہا۔ عمران جیسے آدمی کے منہ سے ملک تباہ ہونے کی بات سن کر وہ بھی پریشان ہو گیا تھا۔

”سلطان بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔ لبجے میں ہلکا سا غصہ نمایاں تھا۔

”راج گڑھ کی اپیشل لیبارٹری سے این بی ایل میرائل جسے سافٹ ویر کہا جاتا تھا باوجود انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کے چور

ر لیا گیا ہے آپ فوراً خصوصی احکامات جاری کریں کہ چاہے
 اپنی کا صدر کیوں نہ ہو بغیر سامان کی مکمل تلاشی کے کسی کو بھی
 ملک سے باہر نہ جانے دیا جائے۔ ٹارگٹ میزاں ہو گا۔ غیر ملکی
 اپن اسے ہر صورت میں ملک سے باہر نکالنے کی کوشش کریں
 جو..... عمران نے تیز تیز لمحے میں بولتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا، میں سمجھ گیا۔ میں ابھی احکامات جاری کر دیتا ہوں
 لیکن تم بھی اسے ٹریس کرو اور ساتھ ساتھ مجھے بھی باخبر رکھنا کیونکہ
 پسافٹ ویز ہمارے ملک کے لئے بے حد اہمیت رکھتا ہے“.....
 مسلمان نے کہا۔

”میں وہیں لیبارٹری جا رہا ہوں بعد میں کال کروں گا۔ اللہ
 حافظ“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر وہ انٹھ کر ڈرینگ
 روم کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد لیبارٹری میں ڈاکٹر
 اعظم کے خصوصی آفس میں موجود تھا۔ ڈاکٹر اعظم نے اسے خود
 ساتھ لے جا کر تمام حفاظتی انتظامات چیک کرائے پھر جس ایئریے
 سے سافٹ ویز چوری کیا گیا تھا اس سارے ایئریے کو اندر سے بھی
 اور باہر سے بھی عمران نے باریک بنی سے چیک کیا اور پھر عمران
 اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ سب کام اس اطلاعی لیکن کثیر یہودی ایجنسٹ

شارپ کا ہی ہے کیونکہ وہ ایسا ہی تیز طرار اور ہیں ایجنسٹ ہے۔
 ”ڈاکٹر صاحب آپ نے اس سافٹ جواندروں تک تفصیل
 تکالی ہے اس میں سے ریڈی ایشن کا نکانا لازمی امر ہے۔ اس ملنے

میں آپ نے کیا کیا ہوا ہے۔..... عمران نے بڑا صدمہ پڑا۔

”میں یہی سمجھتا تھا کہ آپ مذاق کے طور پر اپنے ہم کے ساتھ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی کی ذمگریاں دوہراتے ہیں لیکن یہ بات آپ نے مجھے یہ کہنے پر مجبور کر دیا ہے کہ آپ واقعی رائنس دان ہیں۔..... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

”آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔..... عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”یہ نحیک ہے کہ سافٹ ویرے سے رینڈی ایشن نجت ہے لیکن میں نے اس کی کیت انتہائی کم کر رکھی ہے تاکہ وہ ان لوں کو نقصان نہ پہنچائے کیونکہ یہ عام رینڈی ایشن نہیں ہے بلکہ رینڈی رینڈی ایشن ہے۔ جو انسانی صحت کے لئے انتہائی مضر ہے۔..... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

”اس سافٹ ویرے کو رینڈی ایشن کے ذریعے بھی تو چیک کیا جا سکتا ہے۔..... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”وہ کیسے میں نے بتایا تو ہے کہ میں نے اس رینڈی ایشن کی کیت بہت کم کر دی ہے۔ اگر سافٹ ویرے ہمارے ہاتھ میں ہو تو شاید رینڈی ایشن سے چیک ہو سکے۔..... ڈاکٹر اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کاریاج ریز کے ذریعے اسے سویل کے ایریئے میں چیک کیا

بالتکا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہو گا کہ اگر کاٹراج ریز کو فضا میں پھیلا دیا جائے تو سو میل کے امیریے میں جہاں بھی ریڈ ریڈی ائشن نکل رہی ہو گی چاہے وہ کتنی ہی کم مقدار میں کیوں نہ ہو چیک ہو جاتی ہے۔..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر اعظم کی آنکھیں پھیلتے چلی گئیں۔

”آپ کاٹراج ریز کے بارے میں جانتے ہیں جرت ہے کاٹراج ریز تو ابھی حال ہی میں دریافت ہوئی ہیں“..... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

”اور انہیں دریافت کرنے والے سائنس دان کاٹراج تھے اور آپ کو مزید پتاؤں کہ کاٹراج میرے کلاس فیلو رہے ہیں اور کاٹراج ریز کے بارے میں جو سائنسی رپورٹ انہوں نے پیش کی جس کی وجہ سے ان کے نام پر ریز کا نام رکھ دیا گیا۔ اس رپورٹ میں بھی انہوں نے میری مدد حاصل کی تھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر اعظم بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”آپ۔ آپ اس قدر عظیم سائنس دان کے نہ صرف کلاس فیلو میں بلکہ ان کی سائنسی رپورٹ کی تیاری میں ان کی مدد بھی کرتے ہیں۔ آپ آخر ہیں کیا۔ میں آپ کو سیلوٹ کرتا ہوں“..... ڈاکٹر اعظم نے بے اختیارانہ لجھے میں کہا۔

”تشریف رکھیں ڈاکٹر صاحب یہ میری عادت ہے کہ ایسے ہی ”دوسرا، دوسرے“ جھاڑنے کے لئے بوتا رہتا ہوں۔ آپ میری

باتیں ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیا کریں بشرطیکہ
دونوں کانوں کے درمیان دماغ موجود نہ ہو اور راستہ صاف اور کھلا
ہو۔..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر اعظم بے اختیار نہیں پڑے۔

”اب اصل موضوع پر آتے ہیں کیونکہ اصل مسئلہ ساف ویر
کی واپسی ہے اور عام حالات میں اسے ملک سے باہر لکھنا ممکن
نہیں ہے لیکن جن لوگوں نے اسے یہاں سے اڑایا ہے وہ بے حد
تیز طرار اور ذہین ایجنت ہیں اس لئے وہ لازماً اسے پاکیشیا سے
نکالنے کی کوئی نہ کوئی طریقہ سوچ لیں گے اس لئے ہمیں جلدی کرنا
ہو گی۔..... عمران نے کہا۔

”آپ ہی سوچیں میرا تو ذہن کام ہی نہیں کر رہا۔..... ڈاکٹر
اعظم نے کہا تو عمران بے اختیار مکرا دیا۔

”ریڈی ایشن کے ذریعے اسے چیک کیا جا سکتا ہے یا
نہیں۔..... عمران نے کہا۔

”نہیں کیونکہ کائزان ریز سے اسے سو میل کے دائرے میں
چیک تو کیا جا سکتا ہے لیکن صرف اتنا معلوم ہو گا کہ یہ اس وقت سو
میل کے دائرے میں موجود ہے لیکن کہاں موجود ہے یہ معلوم نہیں
ہو سکے گا اور یہ معلوم ہوئے بغیر اسے ٹریس نہیں کیا جا سکتا۔.....
ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

”ڈاکٹر صاحب ریڈی ایشن چیک کرنے والا آله جسے
ٹرانس گارڈ کہا جاتا ہے وہ اس لیبارٹری میں بھی ہو گا۔..... عمران

نے کہا۔

”ہاں ہے کیوں اس کا کیا کرنا ہے“.....ڈاکٹر اعظم نے کہا۔
 ”کاٹرائج ریز کی مدد سے جب ریڈی ایشن فضا میں پھیل جاتی
 ہے تو اس ٹرانس گارڈ کی مدد سے اس کا پوائنٹ ٹریس کیا
 جاسکتا ہے۔ آپ یہ آلات منگولیس تاکہ اب عملی کام بھی کیا جاسکے
 ایسا نہ ہو کہ وہ اسے نکال کر لے جانے میں کامیاب ہو
 جائیں“..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر اعظم نے اثبات میں سر ہلاتے
 ہوئے انٹر کام کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

گریٹ لینڈ کے دارالحکومت کی کشادہ سڑک پر نئے ماؤں کی
ایک کار تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔
ڈرائیور گ سیٹ پر شارپ تھا جبکہ سائینڈ سیٹ پر اس کی بیوی لیزا
بیٹھی ہوئی تھی۔ دونوں اپنے اصل چہروں میں تھے۔ شارپ نے
لیزا کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے سافٹ ویر کو گلوک روم میں
چھوڑا اور وہ دونوں خالی ہاتھ گریٹ لینڈ پہنچ گئے۔ انہوں نے کرٹل
جیکب کو پوری تفصیل سے آگاہ کر دیا تھا۔ کرٹل جیکب ملک سے
باہر تھا اس لئے نے صرف روپورٹ سن لی اور اس پر کوئی کمٹ نہ
کیا تھا۔ دو دن بعد آج صبح وہ واپس پہنچا تھا اور اس نے آتے ہی
شارپ اور لیزا کو اپنے آفس میں طلب کر لیا تھا تاکہ مشن سافٹ
ویر پر تفصیلی گفتگو ہو سکے اور وہ کرٹل جیکب کی کال پر اس کے
آفس جا رہے تھے۔
”گلتا ہے کرٹل جیکب ہم سے ناراض ہے“..... اچاک لیزا نے

کہا تو شارپ بے اختیار چوک ڈا۔

”کیوں۔ وجہ“..... شارپ نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ کرٹل جیکب کو میرا دیا ہوا مشورہ پسند نہیں آیا“..... لیزا نے کہا۔

”اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں تھی۔ تم نے بے حد مفید مشورہ دیا تھا“..... شارپ نے اس کی فیور کرتے ہوئے کہا تو لیزا کا چہہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”جھینکس شارپ۔ اب میں مطمئن ہوں“..... لیزا نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

”اگر تمہارا مشورہ ہمارے مقاد میں نہ ہوتا تو میں اسے مانتا ہی

نہ“..... شارپ نے کہا تو لیزا بے اختیار ہس ڈی۔ پھر اسی طرح

کی باتیں کرتے ہوئے وہ کرٹل جیکب کے آفس پہنچ گئے۔

”بیٹھو“..... کرٹل جیکب نے دونوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا

اور وہ دونوں آفس نیبل کی سائیڈ پر موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”یہ تم نے کیا کیا شارپ۔ مشن تکمل کر کے اسے ادھورا چھوڑ کر

داہیں آگئے“..... کرٹل جیکب نے انتہائی سنجیدہ لمحہ میں کہا۔

”تو اور کیا کرتا یاں جو کچھ ہم نے کیا ہے اس کے علاوہ اور

کوئی صورت ہی نہ تھی“..... شارپ نے کہا تو کرٹل جیکب کے

چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیسے۔ تفصیل سے بات کرو۔ رپورٹ تو تم نے مختصر ادی تھی۔

میں پوری تفصیل جانتا چاہتا ہوں کیونکہ اس کیس میں اعلیٰ حکام بھی
بے حد وچپی رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ کرٹل جیکب نے کہا تو شارپ نے
انہیں پوری تفصیل بتادی کہ سافٹ دیر کو پاکیشیا سے باہر نکالنے میں
کس طرح کے خدشات موجود تھے۔

”وہ کلوک روم جہاں تم نے سافٹ دیر کو چھپا رکھا ہے وہ کیا
ہے۔۔۔۔۔ اس کی کیا تفصیل ہے۔۔۔۔۔ کرٹل جیکب نے پوچھا تو شارپ
نے اس کی بھی تفصیل بتا دی۔

”اب تک عمران اور دوسری پاکیشیائی اینجنسیاں لازماً حرکت میں
آگئی ہوں گی تم نے معلوم کیا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ کرٹل
جیکب نے کہا۔

”کس سے بات کروں۔۔۔۔۔ میں کسی کو کلوک روم کے بارے میں
کوئی اشارہ بھی نہیں دینا چاہتا۔۔۔۔۔ شارپ نے کہا۔

”ہاں یہ ٹھیک ہے لیکن عمران کے بارے میں معلوم تو ہونا
چاہئے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔۔۔۔۔ ایسا تو نہیں کہ وہ کلوک روم تک پہنچ گیا
ہو۔۔۔۔۔ کرٹل جیکب نے کہا۔

”عمران لاکھ ہوشیار اور ذہین سہی لیکن وہ کلوک روم تک کسی
صورت نہیں پہنچ سکے گا۔۔۔۔۔ شارپ نے بڑے حتیٰ لمحے میں کہا تو
کرٹل جیکب نے فون کا رسیور انٹھایا اور ایک نمبر پر لیں کر دیا۔

”لیں چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرٹل جیکب کے پی اے کی
آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا میں ہمارا آدمی کرافٹ ہے اسے فریں کرو اور وہ جہاں بھی ہواں سے میری بات کراؤ“..... کرٹل جیکب نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب تمہارا پروگرام کیا ہے“..... کرٹل جیکب نے شارپ سے مطابق ہو کر کہا۔

”پروگرام کیا ہونا ہے۔ چینگ کب تک رہے گی۔ آخر ایک دن سب نارمل ہو جائے گا اور پھر اس سافٹ ویئر کو ان پہاڑی راستوں سے نکال کر کافرستان پہنچا دیا جائے گا بغیر کسی چینگ کے“..... شارپ نے کہا۔

”عمران بہر حال تمہارے پیچھے آئے گا۔ اسے تو معلوم نہیں ہو گا کہ سافٹ ویئر کلوک روم میں پڑا ہے“..... کرٹل جیکب نے کہا۔

”اسے ہمارے بارے میں قطعی کوئی علم نہیں ہے۔ نہ ہمارا اس سے لکراو ہوا ہے اور نہ ہی اسے معلوم ہے کہ یہ کارروائی کس نے کی ہے۔ واپسی پر ہم خصوصی میک اپ میں تھے اس لئے آپ بے فکر رہیں وہ ہمارے تعاقب میں نہیں آئے گا“..... شارپ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید لوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی نج اٹھی تو کرٹل جیکب نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انھالیا۔

”لیں“..... کرٹل جیکب نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”کرافٹ بول رہا ہوں چیف پاکیشیا سے“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرافٹ، عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تمہیں کچھ معلوم ہے“.....کرٹل جیکب نے کہا۔

”آپ کس قسم کی معلومات چاہتے ہیں؟“.....کرافٹ نے کہا۔
”یہی کہ وہ آج کل کہاں ہے اور کس مشن پر کام کر رہے ہیں؟“.....کرٹل جیکب نے کہا۔

”عمران کے بارے میں تو معلومات مل سکتی ہیں اس کے ساتھیوں کے بارے میں نہیں کیونکہ وہ سامنے نہیں آتے۔“.....کرافٹ نے کہا۔

”تو پھر معلوم کرو اور ہاں کب تک معلوم کر سکو گے؟“.....کرٹل جیکب نے کہا۔

”دو گھنٹوں میں کام ہو جائے گا۔“.....کرافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے کے۔ حقیقی معلومات مہیا کرنا یہ اہم مسئلہ ہے۔“.....کرٹل جیکب نے کہا۔

”کرافٹ کا نیٹ ورک سو فیصد حقیقی معلومات مہیا کرتا ہے چیف۔“.....کرافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے کے۔ میں تمہاری کال کا انتظار کروں گا۔“.....کرٹل جیکب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”کیا یہ کرافٹ دو گھنٹے میں اصل بات معلوم کر لے گا؟“.....شارپ نے کہا۔

”کرافٹ کا وہاں بہت دسج نیت ورک ہے اور عمران کے
بارے میں وہ خصوصی طور پر معلومات حاصل کرتے رہتے ہیں۔
کونکہ یہ عام معلومات سے زیادہ مہنگی فروخت ہوتی ہیں“..... کرٹل
جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا اور شارپ نے اثبات میں سر ہلا
دیا پھر دو گھنٹوں تک وہ ادھرا دھر کی باتیں کرتے رہے۔ حتیٰ کہ فون
کی عجھنی بچ اٹھی تو کرٹل جیکب نے رسیور اٹھایا۔ اس کے ساتھ ہی
اس نے لاڈر کا بیٹن بھی پلیس کر دیا۔ تاکہ کرافٹ کی بات شارپ
اور لیزا برناہ راست سن سکیں۔

”لیں“..... کرٹل جیکب نے کہا۔

”کرافٹ بول رہا ہوں چیف پاکیشیا ہے“..... دوسری طرف

سے کرافٹ کی آواز سنائی دی۔
”عمران راج گڑھ کی پہاڑیوں میں واقع ایک لیبارٹری میں گیا
ہے اور پچھلے دو گھنٹوں سے وہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس
سے کوئی انہتائی قیمتی ہتھیار چوری کر لیا گیا ہے“..... کرافٹ نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”کس قسم کا ہتھیار“..... کرٹل جیکب نے معنی خیز نظروں سے

”کس قسم کا ہتھیار“..... کرٹل جیکب نے دیکھتے ہوئے کہا۔

شارپ اور لیزا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تفصیل تو معلوم نہیں ہو سکی البتہ اس کا نام سافٹ ویر لیا جا

رہا ہے“..... کرافٹ نے جواب دیا۔ ”اوے“..... اب تم نے عمران کے بارے میں روزانہ کی بنیاد پر

معلومات مہیا کرنی ہیں تمہیں ڈبل معاوضہ دیا جائے گا۔۔۔۔۔ کرنل جیکب نے کہا۔

”تھینک یو چیف“۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیکب نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

”ریڈ ریڈی ایشن چیک نہ ہونے کی دو وجہات ہو سکتی ہیں۔
 ایک تو یہ کہ سافٹ دیر سو میل کے ائمے میں موجود ہی نہ ہو۔
 دوسرا یہ کہ کاڑاج ریز چکر اسے چیک نہ کر پا رہا ہو لیکن میرا خیال
 ہے کہ دوسرا آپشن درست ہے۔“..... عمران نے ڈاکٹر اعظم سے
 مخاطب ہو کر کہا۔

وہ دونوں اس وقت راج گڑھ کے علاقے کے ایک احاطے میں
 موجود تھے۔ یہ احاطہ لیبارٹری کی ہی ملکیت تھا۔ ضروری سامان جو
 لیبارٹری میں لے جانا ہوتا تھا وہ پہلے اس احاطے میں شاک کیا
 جاتا تھا پھر اس کی تفصیلی چیکنگ ہوتی تھی اور پھر اسے لیبارٹری لے
 جایا جاتا تھا۔ لیبارٹری والے اسے واقع روم کہتے ہیں جہاں ہر چیز
 کی سخت چیکنگ ہوتی تھی۔ ڈاکٹر اعظم عمران کو یہاں لے آئے تھے
 اور یہاں کا عملہ ڈاکٹر اعظم کو اس طرح اچاک وہاں دیکھ کر بے حد
 حیران نظر آ رہا تھا کیونکہ ڈاکٹر اعظم تو لیبارٹری تک ہی محدود

رہا کرتے تھے۔

”دوسرے آپشن کو درست سمجھنے کی وجہ جبکہ پہلا آپشن زیادہ
قریب از قیاس ہے“..... ذاکر اعظم نے کہا۔

”دوسرے آپشن کو میں اس لئے درست سمجھو رہا ہوں کیونکہ
کاٹرائج ریز کو جب فضا میں فائر کیا گیا تو وہ چند لمحوں بعدی فتنہ
میں غائب ہو گئیں ایسا اس وقت ہوتا ہے جب کہیں ریڈ ایشن
موجود ہو اور ریز اس سے مل جائیں تو فضا میں ان کا رنگ غائب
ہو جاتا ہے اس طرح وہ فضا میں نظر آنا بند ہو جاتی ہیں جبکہ اگر
ریڈی ایشن نہ ہو تو کاٹرائج ریز اپنے اصل رنگ میں کئی لمحوں تک
فضا میں قائم رہتی ہیں“..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے
ہوئے کہا۔

”آپ نے تو شاید کاٹرائج ریز پر اسپیشلائزیشن کیا ہوا ہے۔
اسے پڑھا تو میں نے بھی ہے لیکن جتنا آپ اس کے بارے میں
جانتے ہیں شاید ہی کوئی اور جانتا ہو“..... ذاکر اعظم نے تحسین
بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ اس قدر حیران نہ ہوا کریں میں نے دراصل اپنے آپ
پر اسپیشلائزیشن کی ہوئی ہے“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے
میں کہا تو ذاکر اعظم اپنی عادت کے غلاف کھل کھلا کر نہیں پڑے۔
”آپ کے ہنسنے سے بہت فائدہ ہوا ہے“..... عمران نے کہا تو
ذاکر اعظم بے اختیار اچل پڑے۔

”میرے ہنسنے سے فائدہ کس کو ہوا ہے۔ کیا مطلب؟“..... ڈاکٹر

اعظم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ کو لوگ کیوں ڈاکٹر کہتے ہیں۔ ایک بار کھلکھلا کر ہنسو تو پھیپھڑوں سے کئی سالوں کی بیماریاں غائب ہو جاتی ہیں،“..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر اعظم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور ان کے چہرے پر یکخت گہری سمجھیگی کے تاثرات ابھر آئے۔

”آئی ایم سوری۔ نجانے کیوں مجھے اس طرح ہنسی آگئی؟“..... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔ وہ شاید یہ سمجھے تھے کہ عمران نے ان کے اس

طرح ہنسنے پر طنز کیا ہے۔

”میں نے کوئی طنز نہیں کیا۔ درست بات کی ہے۔ آج کل تو میڈیکل سائنس کے ڈاکٹر لوگوں کو کھل کھلا کر ہنسنے کی باقاعدہ پریکش کرتے ہیں۔ بہر حال اس پر بعد میں بات ہو گی۔ پہلے ہم سافٹ دیزائن کر لیں۔ یہاں فون تو ہو گا،“..... عمران نے کہا۔

”ہاں میں منگواتا ہوں،“..... ڈاکٹر اعظم نے کہا اور پھر ان کے کہنے پر فون سیٹ اس کمرے میں پہنچا دیا گیا جہاں عمران اور ڈاکٹر اعظم بیٹھے تھے۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں انکوارری پلینز،“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوائی آواز سنائی دی لیکن یہ آواز سن کر ڈاکٹر اعظم چونک پڑے کیونکہ لہجہ خالصتاً ایکریسمین تھا۔

”ولگن کارابطہ نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں انکواری پلیز“..... رابطہ ہوتے ہی ایک بار پھر نسوانی آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر کارڑ جو کہ ایکریمیا کے معروف سائنس دان ہیں ان کا فون نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر اعظم کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے جبکہ دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈڑکا میٹن پر لیں کر دیا جس سے دوسری طرف بختے والی گھنٹی کی تیز آواز سنائی دینے لگی۔

”لیں۔ پی اے ٹو ڈاکٹر کارڑ“..... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں ڈاکٹر کارڑ سے میری بات کرا دیں“..... عمران نے کہا۔

”کیا وہ آپ کو جانتے ہیں“..... پی اے نے پوچھا۔
”جی ہاں۔ آپ میرا نام تو بتائیں انہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ہیلو ڈاکٹر کارڑ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں کی خاموشی کے

بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”مجھے یقین ہے کہ آپ کی، پی اے نے میرا مکمل تعارف نہیں کرایا ہو گا اس لئے میں دوبارہ کرا دوں کہ میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بُنْبَان خود بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے خصوصی لجھے میں کہا۔

”اوہ۔ اووہ عمران صاحب آپ۔ نجانے آج میری قسم کا شارہ کتنے عروج پر ہے کہ آپ نے فون کیا ہے۔ آپ کی آواز ہی انان کے اندر طہانیت اور سکون بھر دیتی ہے“..... ڈاکٹر کارٹر نے سکراتے ہوئے کہا۔

”بھرتی وہاں ہے جہاں خالی ہو آپ کے اندر تو پہلے ہی محبت اور دوستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے“..... عمران نے جواب دیا تو

”مری طرف سے ڈاکٹر کارٹر بے اختیار نہیں پڑا۔“
”آپ کی بھی باتیں ہمیشہ یاد رہتی ہیں۔ فرمائیے آج کیسے کال کی ہے لیکن فارگاڑ سیک پچھلی بار کی طرح یہ نہ بتانا شروع کر دیں کہ آپ نے فون کا رسیور اٹھایا اور کیسے بعد دیگرے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے اور پہلے میری سیکرٹری کی مہر آواز سنائی دی اور پھر.....“ ڈاکٹر کارٹر نے ہٹتے ہوئے کہا اور جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

”آپ ڈاکٹر کارٹر کے صاحبزادے ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ آپ خصوصی طور پر کارٹر انجینئرنگس ریسرچ کر رہے

ہیں۔ ہمارے ساتھ ایک پر ابلم ہو گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں آپ سے ڈسکس کر کے رہنمائی حاصل کروں اگر آپ کچھ وقت دے سکیں تو۔..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر اعظم کے چہرے پر حرمت کے تاثرات نقش ہو گئے۔

”آپ فرمائیں میں حاضر ہوں“..... ڈاکٹر کارڈ نے کہا تو عمران نے اسے میزائل کی تفصیل بتا دی جسے کوڈ میں سافٹ ویر کہا جاتا تھا۔

”لیکن اس میں پر ابلم کیا ہے“..... ڈاکٹر کارڈ نے پوچھا۔

”یہ سافٹ ویر پاکیشنا کی لیبھارٹری سے چوری کر لیا گیا ہے لیکن ہم نے سخت ترین چینگ کا نظام قائم کر رکھا ہے۔ اس لئے یہ کسی بھی طرح اپنی اسی حالت میں ملک سے باہر لے جایا نہیں جا سکتا اور ہم نے اسے فوری ٹریس کرنا ہے۔ ہم نے فضا میں کاٹراج ریز فائر کیس تاکہ اگر سو میل کے ایریئے میں سافٹ ویر موجود ہو تو اس کی نشاندہی ہو سکے لیکن ریڈی ایشن ٹریس نہیں ہو سکی جبکہ میرا خیال ہے کہ یہ سافٹ ویر اسی ایریئے میں موجود ہے لیکن وہ کاشن نہیں دے رہا“..... عمران نے کہا۔

”آپ کے اس خیال کی کیا وجہ ہو سکتی ہے“..... ڈاکٹر کارڈ نے کہا۔

”کاٹراج ریز کا کلر فضا میں نہیں بدلا لیکن اس کے فائر کرنے کے بعد آسمان پر موجود سفید بادلوں کے کناروں کا رنگ تبدیل ہو

پکا ہے لیکن صرف کناروں کا۔ اس کا مطلب ہے کہ سافٹ ویز
اُبی ایریے میں موجود ہے لیکن پھر کھل کر اس کی نشاندہی کیوں نہیں
ہو رہی،..... عمران نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ کاڑاج ریز پر
ایڈونس شڈی سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس کے اثرات
ریڈی ایشن پر پڑتے ضرور ہیں چاہے یہ ریڈی ایشن جس قدر بھی
کمزور کیوں نہ ہو۔ بادلوں کے کناروں کا رنگ تبدیل ہونا بتا رہا
ہے کہ سافٹ ویز ٹرینگ ایریے میں موجود ہے لیکن اس کے گرد
کوئی ایسی چیز پہنچی گئی ہے جس سے اس کی ریڈی ایشن کا اخراج
بہت کم ہو گیا ہے“..... ڈاکٹر کاڑج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”تو اس کا کیا حل ہے یہی پوچھنے کے لئے میں نے آپ کو
کال کی ہے“..... عمران نے کہا۔

”بڑی آسان سی ترکیب ہے۔ آپ نے ایک بار کاڑاج ریز
فائز کی ہیں۔ اسے دوسری بار فائز کریں۔ پہلے سے کہیں زیادہ فرق
پڑے گا اور جب تک آپ کا پرابلم حل نہ ہو جائے آپ فائز کرتے
رہیں لیکن تین سے زیادہ بار ایک وقت میں فائز نہ کریں کیونکہ پھر
اس کے اثرات انسانوں پر بھی پڑ سکتے ہیں اور ہاں ایک اور بات
میرے ذہن میں آئی ہے کہ ریڈی ایشن انسانی جسم پر بہت
خطناک اثر ڈالتی ہے اگر اسے بغیر داستانوں کے ہاتھ لگایا جائے
تو یہ ریڈی ایشن انسانی ہڈیوں میں سرعت کر جاتی ہے اور اس کے

ساتھ ہی انسانی ہڈیاں بھر بھری ہو جاتی ہیں۔ نتیجہ آپ خود سمجھ سکتے ہیں، ڈاکٹر کارٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”ڈاکٹر کارٹر بے حد۔ شکریہ گذ بائی“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔

ٹائیگر نے کار موزی اور ناپ کلب کے اندر لے جا کر اس نے
اسے سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف موز دیا۔ پارکنگ میں کار
روک کر وہ کار سے اترتا تو اسی لمحے پارکنگ بوانے نے اسے کارڈ
دیا اور دوسرا کارڈ اس نے کار میں انکا دیا۔
”تم سیراڑ کو جانتے ہو“..... ٹائیگر نے کارڈ جیب میں رکھتے
ہوئے کہا۔

”جی ہاں ہمارے کلب کے مستقل ممبر ہیں بہت اچھے آدمی
ہیں“..... پارکنگ بوانے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کیا وہ اس وقت کلب میں موجود ہے“..... ٹائیگر نے پوچھا۔
”جی ہاں وہ چوتھے نمبر پر ان کی کار موجود ہے“..... پارکنگ
بوانے نے ایک کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
”اوے کے شکریہ“..... ٹائیگر نے کہا اور مزکر کلب کے میں گیٹ
کی طرف بڑھنے لگا۔ سیراڑ جسم نژاد تھا لیکن طویل عرصے پہلے وہ

پاکیشیا میں سیٹل ہو گیا تھا اور کسی میں الاؤامی ڈرگ اسمگنگ کے ریکٹ کا حصہ تھا اور اس سلسلے میں اس کا نام بہت زیادہ لیا جاتا تھا اور خاص طور پر کافرستان کو ہونے والی اسمگنگ کا تو وہ ایک لحاظ سے چیف تھا۔ نائیگر اسے جانتا تھا اور وہ بھی نائیگر سے واقف تھا۔ نائیگر اس سے اس لئے ملنا چاہتا تھا تاکہ معلوم ہو سکے کہ کہیں شارپ سافٹ ویر کو کسی خفیہ راستے سے نکال کر لے جانے میں کامیاب تو نہیں ہو گیا۔ شارپ اور اس کی بیوی چونکہ اطاولی تھے اس لئے معلوم تھا کہ اندر ورلد میں ان کا چرچا ہو گا۔ یہ اندر ورلد کا مخصوص کلچر تھا۔ غیر ملکیوں کے بارے میں معلومات رکھی جاتی تھیں چاہے ان سے انہیں کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو اور گیراڑ اندر ورلد کا خاصاً باخبر آدمی سمجھا جاتا تھا۔ کلب ہال میں داخل ہو کر اس نے سب سے پہلے ہال کا جائزہ لیا لیکن وہاں گیراڑ موجود نہ تھا۔ ”گیراڑ صاحب کہاں بیٹھے ہیں“..... نائیگر نے ایک پر دائر کو روک کر پوچھا۔

”اچٹل ہال میں اوپر سر“..... پرداز نے جواب دیا تو نائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور لفت کی طرف بڑھ گیا۔ اچٹل ہال میں ہزوہ چیزیں بھی جاتی تھیں اور استعمال بھی کی جاتی تھیں جو ویسے غیر قانونی تھی اور اس کا استعمال بھی غیر قانونی تھا۔ البتہ اچٹل ہال سے ملنے والی چیز عام ریٹ سے پانچ گنا سے بھی زیادہ قیمت پر ملتی تھی اس لئے یہاں صرف ایسے مخصوص لوگ آتے تھے جو عام لوگوں

میں پیشنا پسند نہ کرتے تھے۔ نائیگر اپنی ہال میں داخل ہوا تو
اے دور ایک میز پر گیراؤ ایک خوبصورت لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہوا
دکھائی دیا۔ دونوں کے ہاتھوں میں شراب کے جام تھے۔ نائیگر
لہینان سے چلتا ہوا اس میز کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں گیراؤ
موجود تھا۔ ہال میں شراب اور دیگر مشیات کی ملی جلی لیکن تیز بو
موجود تھی لیکن چونکہ نائیگر ایسے ماخول کا عادی تھا اس لئے وہ
لہینان سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ جب وہ قریب پہنچا تو گیراؤ
نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر حیرت کے
ہڑات نمایاں ہو گئے تھے۔

”لڑکی۔ تم دوسرا میز پر جا کر بیٹھو میں نے گیراؤ سے ضروری
بات کرنی ہے۔“..... نائیگر نے اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو

لڑکی نے چونک کر گیراؤ کی طرف دیکھا۔
”تم جاسکتی ہو کل پھر ملیں گے۔ نائیگر نجانے کتنا وقت لے اور
چونکہ یہ نائیگر ہے اس لئے اس سے دیے بھی ڈر لگتا ہے۔“..... گیراؤ
نے مسکراتے ہوئے کہا اور انھ کر کھڑا ہو گیا۔ لڑکی نے ہاتھ میں
پکڑے ہوئے شراب کے گلاس میں موجود شراب کو اپنے حلق میں
انٹیلا اور گلاس میز پر رکھ کر وہ مٹی اور تیز تیز چلتی ہوئی ہال سے
باہر نکل گئی۔

”آؤ بیٹھو آج یہاں کیسے آ گئے۔ تم تو شراب نہیں پیتے۔“.....
گیراؤ نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں میں جوں پیتا ہوں اور وہ یہاں ملتا نہیں۔“ گیراؤ نے کہا۔

”میں باہر سے منگوا لیتا ہوں کون سا، اپل جوں؟“..... گیراؤ نے کہا اور نائیگر کے اثبات میں سر ہلاتے ہی گیراؤ نے ایک دینہ کو بلا کر اسے باہر سے اپل جوں کا گلاس لانے کا کہہ دیا۔

”ہاں اب بتاؤ کیا مسئلہ ہے جس نے تمہیں یہاں آ کر مجھ سے ملنے پر مجبور کر دیا۔“..... گیراؤ نے سکراتے ہوئے کہا۔ ”دو غیر ملکی ایجنت یہاں کام کرتے رہے ہیں۔ دونوں اطلاعی نژاد ہیں۔“..... نائیگر نے کہا۔

”تمہارا مطلب کہیں شارپ اور اس کی بیوی لیزا سے تو نہیں ہے۔“..... گیراؤ نے کہا تو نائیگر نے اطمینان سے بھرا طویل سانس لیا۔

”میرا انداہ درست ثابت ہوا ہے۔ تم واقعی انڈرورلڈ کے سب سے باخبر آدمی ہو۔“..... نائیگر نے کہا تو گیراؤ بے اختیار سکرا دیا۔ ”یہ معلومات ہی تو ہماری دولت ہیں۔“..... گیراؤ نے کہا۔

”فلک ملت کرو تمہاری مرضی کا معاوضہ مل جائے گا۔ یہ دونوں اس وقت کہاں ہیں۔“..... نائیگر نے کہا۔

”وہ تو واپس گریٹ لینڈ چلے گئے ہیں اور اس بات کا علم صرف مجھے یا ایک اور آدمی کو ہو گا۔“..... گیراؤ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

و تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کب گئے ہیں وہ”..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”وہ راج گڑھ میں جس اسکوائر میں رہائش پزیر تھے وہاں پرے آدمی موجود ہیں کیونکہ اکثر ایسی رہائش گاہوں سے انتہائی تینی معلومات متی رہتی ہیں۔ یہ جوڑا وہاں ٹھہرا تو میں نے اپنے آدمیوں کو خصوصی طور پر ان پر نظر رکھنے کا کہہ دیا“..... گیراؤ نے

کہا۔ ”کیوں ان کی تمہاری نظروں میں کیا اہمیت تھی۔ کیا تم انہیں

پہلے سے جانتے تھے“..... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ گیراؤ کوئی جواب دیتا دیٹراپیل جوں کا گلاس لے کر آ گیا۔ گیراؤ کے کہنے پر دیٹر نے جوں ٹائیگر کے سامنے رکھا اور واپس چلا گیا۔

”ظاہر ہے کہ یہ جوڑا کسی مشن پر راج گڑھ میں موجود تھا اور یقیناً یہ مشن بہت اہمیت کا حامل ہوگا۔ اس سلسلے میں بھاری معافی ملنے کے امکانات ہوتے ہیں“..... گیراؤ نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔ ”ٹھیک ہے اس جوڑے کے بارے میں مزید کیا معلومات

ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”مجھے جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق شارپ اور اس کی بیوی لیزا سیاحوں کے روپ میں راج گڑھ کی پہاڑیوں میں کوئی ایسا راستہ تلاش کر رہے تھے جہاں سے وہ کسی خصوصی ہتھیار کو بغیر

چینگ پاکیشیا سے باہر بحفاظت نکال سکیں۔ اس سلسلے میں وہ مختلف پارٹیوں سے بھی ملنے۔ حتیٰ کہ لعل ماڈریز سے بھی انہوں نے صرف ملاقات ہی نہیں کی بلکہ ان کے اپنی راستے کہ خود جیپ میں جا کر چیک کیا۔..... گیراڑ نے کہا۔

”اوہ۔ یہ بڑی اہم بات ہے۔۔۔۔۔ نائیگر نے چونک کر کہا۔

”ابھی آگے سنو۔ جب ان پہاڑوں پر تیندوے نے جملے شروع کئے تو شارپ نے ماڈرے سے بھی جانے کی کوشش کی لیکن۔ تیندوے کی وجہ سے وہاں حکومتی یکورٹی والوں نے گشت شروع کر دیا تھا اس لئے ایسا بھی نہ ہوا کہ۔۔۔۔۔ گیراڑ نے جواب دیا۔

”تو پھر وہ ملک سے باہر کب اور کیسے گئے۔ تم نے پہلے کہا تھا کہ وہ باہر چلے گئے ہیں اور وہ ہتھیار اس کا کیا ہوا۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”ہتھیار کے بارے میں تو میرے پاس کوئی رپورٹ نہیں ہے البتہ ایک حیران کن بات یہ معلوم ہوئی تھی کہ وہ ایک بڑا سا بیگ اٹھا کر راج گڑھ ریلوے اسٹیشن پر موجود کلوک روم میں گئے تھے اور جب وہ واپس آئے تو وہ خالی ہاتھ تھے۔۔۔۔۔ گیراڑ نے کہا تو نائیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”کلوک روم۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔۔۔۔۔ نائیگر نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”مجھے خود نہیں معلوم مجھے صرف بتایا گیا ہے۔ البتہ میں اتنا جانتا

ہوں کہ ایک بار مجھے ایک ملاقات کی غرض سے راج گڑھ کے
بلوے اشیشن پر جانا پڑا تو وہاں ایک کمرے میں لکوک روم کی تختی
نظر آئی یہ بات بھی مجھے اب یاد آتی ہے۔ اس وقت میں نے زیادہ
خیال نہ کیا تھا۔..... گیرڑ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا تم نے کہا کہ وہ حلیہ بدل کر واپس چلے گئے ہیں۔ یہ
کیسے معلوم ہوا کہ انہوں نے حلیے بدل لئے تھے۔..... نایگر نے
کہا۔

”جیسا کہ میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے کہ جس اسکوائر میں وہ
رہائش پذیر تھے وہاں میرے آدمی موجود تھے جنہیں میں نے ان پر
نظر رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ انہوں نے مجھے رپورٹ دی کہ شارپ
اور لیزا دونوں اپنے فلیٹ سے نکلے اور راہداری سے ہوتے ہوئے
لفٹ کے ذریعے نیچے آئے تو وہاں سے کچھ دور موجود میرے آدمی
نے ان کے قد و قامت اور چال ڈھال کو دیکھ کر یہی سمجھا کہ شارپ
اور لیزا ہیں لیکن جب وہ اسکوائر کے ہیرولی ہے میں آئے جہاں
سے میرے آدمی نے انہیں قریب سے دیکھا تو ان دونوں کے جیسے
یکسر مختلف تھے اور ان دونوں نے فلیٹ چھوڑنے کی آفس کو بھی کوئی
رپورٹ نہیں کی۔ میرا آدمی ان کے ساتھ چلتا ہوا ٹیکسی اسٹینڈ کی
طرف بڑھا تو اس نے سنا کہ وہ دونوں آپس میں چارڑڈ فلاٹ کی
باتیں کر رہے تھے اور ان دونوں کی آوازیں اور لمحے میرا آدمی
پہچان گیا کہ یہ دونوں شارپ اور لیزا ہی ہیں اور انہوں نے طے

تبديل کئے ہوئے ہیں اور پھر وہ دونوں نیکسی لے کر ایک پورٹ
چلے گئے اس طرح مجھے یہ معلومات ملیں۔..... گیراڑ نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے اور کچھ“..... نائیگر نے کہا۔

”نہیں اس معاملے میں مجھے بس اتنی ہی معلومات تھیں“.....
گیراڑ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے اب بولوں کتنا معاوضہ دوں“..... نائیگر نے کوٹ کی
اندر ولی جیب سے چیک بک نکالتے ہوئے کہا۔

”پانچ لاکھ روپے نقد بھجو دینا۔ چیک میں نہیں لیا کرنا“.....
گیراڑ نے کہا۔

”یہ گارندہ چیک ہے یہ ایک طرح سے کیش ہی ہوتا ہے“.....
نائیگر نے کہا اور چیک لکھ کر اس پر دستخط کئے اور چیک بک سے
علیحدہ کر کے گیراڑ کی طرف بڑھا دیا۔

”جھینکس“..... گیراڑ نے چیک کو تہہ کر کے جیب میں رکھتے
ہوئے کہا تو نائیگر نے بھی اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ وہاں سے
انٹھ کر ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے خاصی قیمتی
معلومات مل گئی تھیں اور اب وہ معلومات کو عمران سے شیر کرنا
چاہتا تھا۔ اس نے اپنی کارکلب سے باہر نکالی اور عمران
کے فلیٹ پر پہنچنے کے لئے وہ اسے تیزی سے آگے بڑھانے لگا۔

عمران ڈاکٹر اعظم کے ساتھ راج گڑھ میں واقع لمبارڈی کے
امامیہ جسے ویرہاؤس کا نام دیا گیا تھا میں موجود تھا۔ عمران مسلسل
الریڈی ایشن کے ذریعے سافٹ ویر کو ٹریس کرنے کی کوشش
میں لگا ہوا تھا۔ عمران نے فون پر ڈاکٹر کارٹر سے جو بات چیت کی
تھی اس کے تحت اس نے دو کی بجائے تین بار کاڑاج ریز کو
مسلسل فائر کیا تو یہ دیکھ کر عمران اور ڈاکٹر اعظم دونوں کے چہرے
کل اٹھے کہ ریڈی ایشن ٹریننگ آئے میں ریڈی ایشن ظاہر کرنے
 والا چھوٹا سا بلب جلنے بھتنے لگ گیا تھا۔ اس کا صاف مطلب یہ تھا
کہ سافٹ ویر سو میل کے ایریئے میں موجود ہے لیکن وہ کہاں ہے
پریس نہ ہو رہا تھا کیونکہ ریڈی ایشن اس قدر طاقتور نہ تھی کہ آں
اسے ٹریس کر لیتا۔

”اب یہ تو طے ہو گیا عمران صاحب کہ سافٹ ویر سو میل کے
ایئے میں موجود ہے۔ اور یہ اطمینان ہو گیا کہ سافٹ ویر ملک

سے باہر نہیں گیا لیکن سو میل کا ایریا تو بہت دیسج ہوتا ہے۔ لاکھوں
عمارتیں ہوں گیں۔ پہاڑیاں ہیں۔ جنگلات ہیں اب یہ ٹریس کیے
ہو گا یہ تو بھوے کے ڈھیر میں سے سوئی تلاش کرنے والی بات
ہے۔..... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

”ڈاکٹر صاحب۔ لگن پچی ہو تو اللہ تعالیٰ مدد کر دیتا ہے۔ کوئی نہ
کوئی طریقہ تو ہو گا۔ میں دوبارہ ڈاکٹر کارٹر سے بات کرتا ہوں۔
اس وقت وہی ہیں جو کاڑا ج ریز پر کام کر رہے ہیں۔“..... عمران
نے کہا۔

”انہوں نے تو جو بتانا تھا بتا دیا اب وہ مزید کیا بتا سکیں گے۔
اب تو کوئی ایسا طریقہ سوچو کہ میزاں سے نکلنے والی ریڈی ایش
اس قدر طاقتور ہو جائے کہ اسے آسانی سے ٹریس کر لیا جائے۔“.....
ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے لیکن کسی نہ کسی کی مدد تو یعنی ہی
پڑے گی۔“..... عمران نے کہا اور اس سے پہلے کہ ڈاکٹر اعظم کوئی
بات کرتے عمران کی جیب میں موجود سیل فون کی مخصوص گھنٹی نہ
اٹھی۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا تو اس کی سکرین پر نائیگر
کا نام موجود تھا۔ نائیگر اسی وقت سیل فون پر کال کرتا تھا جب کوئی
ایکر جنسی ہو۔

”میرا خیال ہے اللہ تعالیٰ نے مدد بھیج دی ہے۔“..... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر اعظم کے چہرے پر حیرت کے نثارات

اچھر آئے۔ اور ساتھ ہی عمران نے سیل فون کا بٹن پر لیں کر دیا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”کوئی خاص بات“..... عمران نے کہا۔

”شارپ اور لیزا کے بارے میں چند اہم معلومات ملی ہیں۔“

آپ فلیٹ پر نہیں ہیں اس لئے میں نے سیل فون پر کال کی ہے۔..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس سے ملی ہیں یہ معلومات“..... عمران نے کہا۔

”یہاں دارالحکومت میں ایک آدمی گیراڑ ہے جسے اندر ورلڈ کا ب سے باخبر آدمی کہا جاتا ہے وہ میرا دوست ہے میں نے اس سے شارپ اور لیزا کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ معلومات آپ سے شیئر کروں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”میں راج گڑھ میں ہوں تم بھی وہیں آ جاؤ تاکہ تفصیل سے بات ہو سکے۔ یہاں راج گڑھ میں ایک سڑک سے جیسے شار روڈ کہا جاتا ہے اس شار روڈ پر شار پلازہ کے قریب ایک احاطہ نما عمارت ہے جو راج گڑھ لیبارٹری کا ویز ہاؤس ہے میں وہیں ہوں۔ جلدی آ جاؤ“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس۔ میں ان شاء اللہ ڈیڑھ سختی میں پہنچ جاؤں گا“.....

ٹائیگر نے کہا۔

”اوے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ

نہم کر کے سیل فون واپس جیب میں رکھ لیا۔

”یہ کیا نام ہے نائیگر اور کون صاحب ہیں یہ..... ذاکر اعظم نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”یہ میرا شاگرد ہے اور اندر ورلڈ میں کام کرتا ہے اور وہاں لوگ اپنے نام ایسے ہی رکھتے ہیں“..... عمران نے جواب دیئے ہوئے کہا۔

”اندر ورلڈ۔ مطلب جرام کی دنیا اور تمہار شاگرد جرام پیشہ ہے“..... ذاکر اعظم نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا تو عمران بس پڑا۔

”آپ کی دنیا علیحدہ ہے ذاکر صاحب۔ آپ دن رات سانچی رسرچ پر کام کرتے رہتے ہیں اس طرح اور لوگ بھی اپنے اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ اندر ورلڈ واقعی جرام کی دنیا ہے لیکن وہاں سے ایسی معلومات مل جاتی ہیں جو دیے کسی صورت نہیں مل سکتیں اور ہمارے پیشے میں معلومات ہی کام آتی ہیں۔ نائیگر اندر ورلڈ میں اس لئے رہتا ہے کہ اس طرح اس پر شک نہیں کیا جاتا اور اندر ورلڈ کے لوگ اسے اپنا حصہ سمجھ کر باقی کرتے ہیں“.....

عمران نے کہا تو ذاکر اعظم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تم سے مل کر اور تمہارے ساتھ کام کر کے مجھے پہلی بار اندازہ ہوا ہے کہ ہم کس قدر ایکے ہو گئے ہیں۔ ہم سب اپنی اپنی دنیا میں گمن رہتے ہیں اس سے باہر آنے کی کوشش ہی نہیں کرتے“

ڈاکٹر اعظم نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ سچنے بعد نائیگر وہاں پہنچ گیا۔ اسے عمران اور ڈاکٹر اعظم کے پاس پہنچا دیا گیا۔

”ہاں اب بتاؤ کیا معلومات ہیں“..... رسمی سلام دعا اور ڈاکٹر اعظم سے تعارف کے بعد عمران نے پوچھا۔

”بآں سافٹ ویر ملک میں ہی موجود ہے اسے ملک سے باہر نہیں لے جایا گیا۔ جب کہ شارپ اور لیزا حلیئے بدل کر چارڑڑ فلاٹ کے ذریعے گریٹ لینڈ چلے گئے ہیں“..... نائیگر نے کہا۔ ”تفصیل بتاؤ“..... عمران نے سرد لبجے میں کہا تو نائیگر نے پوری تفصیل بتا دی۔

”اوہ اوہ تو یہ بات ہے۔ ویری گذتم نے تو سارا مسئلہ ہی حل کر دیا“..... تفصیل سنتے ہی عمران نے بے اختیارانہ لبجے میں کہا۔ ”کیا ہوا عمران صاحب کچھ مجھے بھی تو بتائیں“..... ڈاکٹر اعظم

نے کہا۔ ”سافٹ ویر میں راج گڑھ میں ہی موجود ہے اور نائیگر کے آدمی نے وہ جگہ بھی بتا دی ہے جہاں وہ موجود ہے“..... عمران نے سرت بھرے لبجے میں کہا۔

”اوہ۔ کہاں ہے سافٹ ویر“..... ڈاکٹر اعظم نے اچھتے ہوئے کہا۔

”کلوک روم میں“..... عمران نے کہا۔

”باس یہ کلوم روم کیا ہوتا ہے میں نے گیراڑ سے بھی پوچھا تھا اسے بھی معلوم نہ تھا“..... نائیگر نے کہا۔

”کافی عرصہ پہلے تقریباً ہر بڑے ریلوے اسٹیشن پر کلوک روم بنائے جاتے تھے جیسے بُنک میں سیف ہوتے ہیں۔ یہ بڑی بڑی الماریاں ہوتی تھیں جن میں بڑے اور چھوٹے لکڑی کے خانے بنے ہوتے تھے جو مسافروں کو کرایہ پر دیئے جاتے تھے۔ مسافروں کے پاس بعض اوقات ایسا سامان ہوتا تھا جو وہ ساتھ ساتھ انھائے نہ پھر سکتے تھے یا وہ اپنی دستاویزات، زیور یا ایسی ہی ضروری چیزیں کلوک روم کے سیف میں رکھ دیتے تھے۔ جس کے لئے انہیں معمولی سا کرایہ ادا کرنا پڑتا تھا پھر آہستہ آہستہ یہ سُم ختم ہو گیا لیکن اب بھی ایسے علاقے جہاں سیاحوں کی کافی تعداد میں آمد و رفت ہو ایسے کلوک روم موجود ہیں کیونکہ سیاحوں نے گھومنا پھرنا ہوتا ہے اس لئے وہ سامان سمیت گھوم پھر نہیں سکتے اور تمام سیاح اس قدر امیر نہیں ہوتے کہ ہوٹلوں کے کمرے کرایہ پر لیں۔“ سیاح جو ایک دن کے لئے آتے ہیں ان کی بڑی تعداد ان کلوک روم کے سیفوں کو استعمال کرتی ہے۔ صبح کو آتے ہوں گے سامان کلوک روم میں رکھا شام کو واپس جاتے ہوئے اسے ”وصول کر لیا“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو آپ کا مطلب ہے کہ سافٹ ویئر کلوک روم کے سیف میں موجود ہے“..... ڈاکٹر اعظم نے چوک کر کہا۔

”ہاں اس آدمی گیراؤ کو جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق راج گڑھ ریلوے اسٹیشن کے کلوک روم میں جاتے ہوئے شارپ کے ہاتھ میں بڑا سا بیگ تھا لیکن واپس جاتے ہوئے وہ خالی ہاتھ تھا اس کا صریحاً یہ مطلب ہے کہ اس نے وہ بیگ کلوک روم میں رکھوا دیا اور خود وہ جیسے بدل کر خاموشی سے گریٹ لینڈ چلے گئے تاکہ جب چینگ میں کمی آجائے یا پھر راج گڑھ کے پہاڑی راستے کمل جائیں تو وہ اسے خاموشی سے کافرستان اور وہاں سے گریٹ لینڈ لے جائیں۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ یہ بڑا ہی ذہانت آمیز پلان ہے۔“..... ڈاکٹر اعظم نے ہزار کن لمحے میں کہا۔

”ہاں اور ہمت کی بات بھی ہے کہ اس انداز میں سافٹ دیسٹر کو چوری کرنے کے بعد یہاں چھوڑ کر چلے جانا۔ اس ذہن آدمی کی موت پر مجھے افسوس ہو گا۔“..... عمران نے فون کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے تو ٹائیگر کوئی بات کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ عمران نے آخر میں لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا تھا کیونکہ دوسری طرف سے بخنے والی گھنٹی کی آواز کمرے میں گونخنے لگی تھی۔

”لی اے ٹو سیکرٹری خارجہ۔“..... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا۔

ہوں سر سلطان سے بات کراؤ۔۔۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”لیں سر ہولڈ کریں“۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لانہ پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”سلطان بول رہا ہوں“۔۔۔ کچھ دیر بعد سر سلطان کی آواز سنائی۔

”آپ اس وقت تک آفس میں ہیں کچھ آرام بھی کر لیں“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ایک ضروری مینگ چل رہی تھی۔ ہمدردی کا شریپ۔ کیسے فون کیا ہے“۔۔۔ سر سلطان نے کہا تو عمران نے مختصر طور پر سافٹ ویرز کی چوری اور پھر کلوک روم میں اس کی موجودگی کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”ٹھیک ہے لیکن میں کیا کر سکتا ہوں“۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

”کلوک روم کا انچارج مجھے سافٹ ویرز نہیں دے گا۔ جیسے بک والے سیف کسی دوسرے کو کھولنے کی اجازت نہیں دیتے۔ آپ راج گڑھ کے کسی بڑے انتظامی آفس کو حکم دے دیں کہ وہ ہمیں ہے سافٹ ویرز دلوادے“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا میں بندو بست کرتا ہوں تم کہاں موجود ہوئے“۔۔۔ سر سلطان نے پوچھا تو عمران نے انہیں ویرہاؤس کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”او کے“..... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابط ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”اب کچھ دیر انتظار تو کرنا پڑے گا لیکن کام خوش اسلوبی سے ہو جائے گا“..... عمران نے اطمینان بھرے لمحے میں کہا۔

”باس آپ نے شارب کے بارے میں کہا کہ اس کی موت پر آپ کو افسوس ہو گا۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ کیا وہ اپنی ناکامی پر خودکشی کر لے گا“..... نائیگر نے کہا۔

”اے تم ان ڈائریکٹ خودکشی کہہ سکتے ہو کیونکہ وہ سائنس دان نہیں ہے اس لئے اسے معلوم نہ تھا کہ سافٹ ویرس سے ہر وقت ریڈی ایشن نکلتی رہتی ہیں اگر اسے دستانوں کے بغیر ہاتھ سے پکڑا جائے تو یہ ریڈی ایشن انسانی ہڈیوں میں داخل ہو جاتی ہے اور پھر ہڈیاں بھر بھری ہو کر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونا شروع ہو جاتی ہیں جس کا انجام انتہائی عبرت ناک موت کی صورت میں سامنے آتا ہے اور یقیناً شارب نے دستانے پہنچے بغیر سافٹ ویرس کی ہاتھ لگایا ہو گا۔ اس کی جگہ سے باہر نکالا ہو گا پھر کسی ڈبے یا بیگ میں ڈالا ہو گا۔ اس لئے لازماً اس کے ہاتھوں کی ہڈیاں ریڈی ایشن سے متأثر ہوئی ہوں گی اور پھر یہ ریڈی ایشن آہستہ آہستہ اس کے پورے جسم میں سراغعت کر جائے گی اس کے بعد ہڈیوں میں ٹوٹ پھوٹ کا عمل شروع ہو گا جس کا انجام عبرت ناک موت ہو گا“..... عمران نے کہا۔

”باس کیا یہ عمل فوری شروع ہو جاتا ہے اور اس کا علاج کیا ہے“.....ٹائیگر نے کہا۔

”بیٹھے اس کا کوئی حصہ علاج نہیں ہے بس اس قدر علاج ہو سکتا ہے کہ مریض کو تکلیف کم سے کم ہو اور وہ آرام اور سکون سے مر جائے“.....اس بارہا ڈاکٹر اعظم نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تم خود سائنس دان ہو کر بچوں کی طرح سوال پوچھ رہے ہو“.....عمران نے کہا تو ڈاکٹر اعظم چونک پڑے۔

”یہ میرے لئے نیا سمجھیت ہے باس“.....ٹائیگر نے کہا۔

”کیا تم نے بھی سائنس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے“.....ڈاکٹر اعظم نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اس نے ڈی ایس سی تو نہیں کی البتہ ایم ایس سی ضرور کیا ہوا ہے اور ریز اس کا خصوصی مضمون رہا ہے“.....عمران نے مکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے واقعی بے حد حیرت ہو رہی ہے کہ تم اس قدر تعلیم یافت ہو کر بھی جرام کی دنیا سے وابستہ ہو“.....ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

”سر میں وہاں سے صرف معلومات اکٹھی کرتا ہوں۔ جن سے ہمارے ملک کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ختم کیا جائے“.....ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر اعظم نے اثبات میں اس

ہلا دیا۔

کرٹل جیکب اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں
مرد تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو کرٹل
بک نے رسیور اٹھالیا۔

”لیں“..... کرٹل جیکب نے اپنے مخصوص لجھ میں کہا۔

”پاکیشیا سے جیرا کو بات کرنا چاہتے ہیں“..... دوسری طرف
سے ان کی پی اے کی موڈبانہ آواز سنائی دی تو کرٹل جیکب بے
انیار چونک پڑا۔

”کراو بات“..... کرٹل جیکب نے کہا۔

”ہیلو سر میں جیرا کو بول رہا ہوں پاکیشیا سے“..... چند لمحوں بعد
ایک انتہائی موڈبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

”کوئی خاص بات کیوں کال کی ہے“..... کرٹل جیکب نے کہا۔

”سر۔ شارپ کا مشن ناکام ہو گیا ہے۔ ساف ویر واپس
ٹھہر کے پاس پہنچ گیا ہے اور یہ کام پاکیشیا سکرٹ سروس کے

عمران نے سر انجام دیا ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل جیکب کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے پکھا ہوا ہے۔ اس کے کافی میں انڈیل دیا ہو۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ شارپ نے آ سافٹ ویر ایسی جگہ رکھا تھا کہ کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔“
کرنل جیکب نے حلق کے بل چینختے ہوئے کہا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں سر ایسا ہی ہوا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ عمران سائنس دان بھی ہے اور اس نے کسی جدید ریز کی مدد سے سافٹ ویر سے نکلنے والی ریڈی ایشن کے ذریعے سافٹ ویر کا کھوج نکال لیا اور پھر وہاں سے انہوں نے حکومتی سٹل پر اسے آسانی سے حاصل کر لیا ہے۔“..... جیرا کو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہمیں دوبارہ اس پر کام کرنا پڑے گا۔“..... کرنل جیکب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”آپ کو تو معلوم ہے کہ میں ڈاکٹر اعظم کا پی اے ہوں ڈاکٹر اعظم کافی دیر عمران کے ساتھ رہے اور پھر جب وہ واپس آئے تو بے حد خوش تھے۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے جو تفصیل بتائی ہے میں نے آپ کو بتا دی ہے۔ میں نے عمران کے سامنے اس شک کا اظہار کیا کہ سافٹ ویر دوبارہ بھی تو چوری کیا جا سکتا ہے تو انہوں نے بتایا کہ اب یہ طے ہوا ہے کہ اسے میزائل کی صورت میں رکھنے کی بجائے تحریری شکل میں کوڈ میں بدلتا جائے گا اور پھر اسے

چرا بھی لیا جائے تب بھی کوڑ کی وجہ سے کوئی اس سے فائدے نہ اٹھا سکے گا اور اس کی چونکہ کئی کاپیاں تیار کی جائیں گی اس لئے یہ مکمل طور پر محفوظ ہو جائے گا۔..... جیرا کو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تھیک ہے بہر حال ہم نے تو کام کرتا ہے۔ تم معلوم کرو کہ اب یہ سافٹ ویئر کہاں ہے۔..... کرٹل جیکب نے کہا۔

”وہ سرداور کو سمجھوا دیا گیا ہے۔ وہ کسی بھی لیبارٹری میں اسے بیچ سکتے ہیں اور سرداور ایسے آدمی ہیں جن تک کوئی دوسرا آدمی پہنچ ہی نہیں سکتا۔..... جیرا کو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم خیال رکھنا ڈاکٹر اعظم کو یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ سافٹ ویئر کہاں ہے ان سے آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔..... کرٹل جیکب نے کہا۔

”لیں سر حکم کی تعییل ہو گی۔..... جیرا کو نے جواب دیا۔

”تمہیں تمہارا معاوضہ مل جائے گا۔ پوری طرح ہوشیار اور الٹ رہنا۔..... کرٹل جیکب نے کہا۔

”تجھیک یوسر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرٹل جیکب

نے مزید کچھ کہے بغیر کریڈل دبایا اور پھر ایک نمبر پر لیں کر دیا۔

”لیں سر۔..... دوسری طرف سے ان کی پی۔ اے کی آواز سنائی

دی۔

”شارپ جہاں بھی ہوا ہے کہو کہ وہ فوراً آفس پہنچے جلد از

جلد”..... کرٹل جیکب نے تیز لمحہ میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ بہت برا ہوا ہے اسرا نیلی صدر بے حد ناراض ہوں گے۔ یہ اچھا نہیں ہوا“..... کرٹل جیکب نے اوپنجی آواز میں بڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو کرٹل جیکب نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... کرٹل جیکب نے کہا۔

”شارپ اور لیزا دونوں ہسپتال میں ہیں۔ شارپ کا طبعی معائنہ ہو رہا ہے میں نے انہیں سیل فون پر آپ کا یہ پیغام دیا ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ فارغ ہوتے ہی وہ سیدھے آفس پہنچ جائیں گے۔“..... پی اے نے موڈبانہ لمحہ میں تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”او کے“..... کرٹل جیکب نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ شارپ کے ہسپتال جانے پر حیران تھا پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد شارپ اور لیزا دونوں آفس میں پہنچ گئے۔

”کیا ہوا ہے تمہیں کیوں گئے تھے ہسپتال“..... رسمی سلام دعا کے بعد کرٹل جیکب نے کہا۔

”جب سے پاکیشیا سے واپس آیا ہوں۔ میرے جسم کی تمام ہڈیوں میں درد شروع ہو گیا ہے اور مجھے ایسا محسوس ہونے لگا ہے جیسے ہڈیاں نرم پڑنا شروع ہو گئی ہیں۔ اب چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے میں بھی خاصی تکلیف محسوس ہوتی ہے“..... شارپ نے کہا۔

”کیوں ایسا ہوا۔ ڈاکٹر کیا کہتے ہیں“..... کرٹل جیکب نے

پیان سے لجھ میں کہا۔

دو اکٹروں نے تمام چینگ کے بعد کہا ہے کہ میرے جسم کی
کسی پراسرار شعاعوں کی وجہ سے ایسی ہو رہی ہیں۔ وہ ان
شعاعوں کو بالائے بنقشی ریز کہہ رہے تھے۔ بہر حال انہوں نے کہا
ہے کہ میں جلد ہی تندرنست ہو جاؤں گا۔..... شارپ نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”پاکیشا میں تم نے جو مشن مکمل کیا تھا وہ سب ختم ہو گیا ہے۔
ساف ویر دوبارہ حکومت کے پاس پہنچ چکا ہے۔..... کرٹل جیک
نے کہا تو شارپ اور لیزا دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے
چہروں پر انتہائی حرمت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”یہ کسی ممکن ہے سرا یا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ کسی کا خیال کلوم
روم کی طرف جا ہی نہیں سکتا۔..... شارپ نے تیز لجھ میں کہا تو
کرٹل جیک نے سے جیرا کو کی کال کی تفصیل بتا دی۔

”سراب اس ساف ویر کو دوبارہ حاصل کرنے سے پہلے میں
اس عمران کا خاتمہ کروں گا۔ چاہے کچھ کیوں نہ ہو جائے اسے اب
موت کے گھاٹ اتنا ہو گا۔..... شارپ نے انتہائی غصیلے لجھ
میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی تھنی نج
اٹھی تو کرٹل جیک نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھا لیا۔

اٹھی تو کرٹل جیک نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھا لیا۔

”لیں،..... کرٹل جیک نے اپنے مخصوص لجھ میں کہا۔

”پاکیشا سے کوئی علی عمران آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔“

اپنے نام کے ساتھ بڑی بڑی ڈگریاں دوہرا رہا ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی تو کرنل جیکب بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ یہ عمران کیوں بات کرنا چاہتا ہے؟۔۔۔۔۔ کرنل جیکب نے اچھلتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر شارپ اور لیزا بھی بے اختیار اچھل پڑے۔

”کراو بات؟۔۔۔۔۔ کرنل جیکب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاڈور کا بٹن بھی پرلیس کر دیا۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں کرنل جیکب صاحب۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے خوشنگوار سے لجھ میں کہا گیا۔

”تمہیں میرا نمبر کہاں سے اور کیسے مل گیا؟۔۔۔۔۔ کرنل جیکب نے تیز لجھ میں کہا۔

”عمر و عیار کی وہ مشہور زنبیل اب میرے پاس ہے جس میں سے ہر مسئلے کا حل نکل آتا ہے۔ میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ میں آپ کو بتا دوں کہ شارپ نے بڑی ذہانت سے جو کارروائی کی تھی وہ اس میں ناکام رہا ہے۔ سافٹ دیر ہمیں واپس مل چکا ہے۔ میں شارپ کی ذہانت کی داد دیتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہے۔ آپ کو بتا دوں کہ ایسا سب کچھ شارپ کی حماقت کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ حیران نہ ہوں کہ میں شارپ کی ذہانت کی بات بھی

کر رہا ہوں اور حماقت کی بھی لیکن ہوا ایسا ہی ہے۔ سافٹ ویر کو چھپانے کا جو طریقہ شارپ نے سوچا وہ واقعی ذہانت کا مظہر ہے لیکن اس سافٹ ویر کو ٹریس کرنے میں شارپ کی حماقت کا بھی عمل دخل ہے۔ شارپ نے سافٹ ویر کو چوری کرتے ہوئے اسے سادہ ہاتھوں سے کپڑا۔ بغیر دستانے پہنچنے سافٹ ویر کو ہاتھ لگانے سے اس سے ریڈی ایشن نکلنے لگی اور اسی ریڈی ایشن کے ذریعے ہم نے سامنی آلات کے ذریعے اسے ٹریس کر لیا۔ ورنہ شاید اتنی جلدی اسے ٹریس کرنا ہمارے لئے بھی ناممکن ہو جاتا۔ شارپ کی حماقت جہاں ہمارے لئے فائدہ مند ثابت ہوئی وہاں شارپ کی اپنی ذات کے لئے انتہائی نقصان کا باعث بنے گی۔..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا نقصان“..... کریل جیکب نے الجھے ہوئے

لجھ میں کہا۔

”ریڈی ایشن انسانی جسم کی ہڈیوں پر انتہائی مضر اثرات ڈالتی ہے اور شارپ نے اسے کافی دریک سادہ ہاتھوں سے کپڑا ہو گا۔ اس لئے یقیناً یہ ریڈی ایشن شارپ کے ہاتھوں کی ہڈیوں میں سراہیت کر گئی ہو گی اور پھر اس کا دائرہ کارپورے جسم کی ہڈیاں بن جائیں گی۔ شارپ کے جسم میں موجود ہر چھوٹی بڑی ہڈی بھر بھری ہو کر ٹوٹ جائے گی اب یہ بات آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ اس صورت میں شارپ کا کیا حشر ہو گا۔..... عمران نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

”عمران۔ میں شارپ بول رہا ہوں۔ ہم دونوں نے اکٹھے بھی کام کیا ہوا ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ بھی پاکیشیا کے خلاف کام نہیں کروں گا۔ پلیز مجھے اس عبرت ناک موت سے بچا لو۔ میں ایسی دردناک موت نہیں مرتا چاہتا اور مجھے یقین ہے کہ تمہیں اس کا علاج بھی ضرور معلوم ہو گا۔ پلیز مجھے اس انعام سے بچا لو۔“.....شارپ نے لیکھت چیخ چیخ کر کہا۔

”اوہ۔ تو تم کرتل جیکب کے آفس میں موجود ہو۔ مجھے تمہارے وعدے پر اعتبار ہے اس لئے میں تمہیں اس کا علاج بھی بتا دیتا ہوں۔ اپنے ڈاکٹروں سے کہنا کہ وہ تمہاری ہڈیوں کے اندر موجود گودہ جسے بون میرد کہا جاتا ہے میں سیاہ بچھو کا زہر انجکٹ کر دیں۔ سیاہ بچھو کا زہر نہ صرف بون میرد میں موجود ریڈی ایشن کے اثرات کا خاتمہ کر دے گا بلکہ اسے آگے بڑھنے بھی نہ دے گا۔ اب یہ تمہارا ڈاکٹر طے کرے گا کہ تمہیں ایک انجکشن سے صحت مل جاتی ہے یا دو لگانے پڑیں گے۔ دیے دو سے زیادہ لگانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔“.....عمران نے کہا۔

”بے حد شکر یہ عمران۔“.....شارپ نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اور میں کرتل جیکب کو بھی وارنگ دے رہا ہوں کہ آئندہ اگر انہوں نے یا کیشیا کے خلاف کسی مشن پر کام کیا تو پھر نہ وہ خود رہیں۔

کے اور نہ ان کی اپنی۔ گذ بائی۔ عمران نے غرتے ہوئے
لنجھ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیکب نے
اس طرح رسپور رکھا جیسے یہ سب کچھ وہ لاشوری طور پر کر رہا ہو۔
”یہ کیا علاج ہے۔ کیا یہ عمران کی کہہ رہا ہے۔ کہیں وہ عمران
تمہیں ڈاکج تو نہیں دے رہا تھا۔ خاموش بیٹھی ہوئی لیزا نے

کہا۔
”نہیں۔ وہ واقعی صاف گوآدمی ہے اس نے جو کہا ہے وہ
درست ہو گا۔ چلو اچھا ہوا کہ شارپ کی زندگی بچ جائے گی۔ باقی
بعد میں دیکھا جائے گا۔ کرنل جیکب نے کہا۔
”سر۔ میں فوری اپنے ڈاکٹر سے ملنا چاہتا ہوں ہمیں اجازت
دیں۔ شارپ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے
ساتھ ہی لیزا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ کرنل جیکب نے اثبات میں سر
ہلا دیا اور دونوں بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئے۔

عمران داش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو اس کے
ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ بلیک زیر و حسب روایت اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
رسی سلام دعا کے بعد عمران نے فائل میز پر بلیک زیر و حسب کے سامنے
رکھ دی۔

”یہ لو سافٹ مشن کی فائل اور مجھے بھاری مالیت کا چیک دو۔
آج کل فاقہ مستی چل رہی ہے اور روز مجھے آغا سلیمان پاشا سے
لیکھر سننے پڑتے ہیں“..... عمران نے فائل رکھ کر اپنی کری پر بیٹھنے
ہوئے کہا۔

”سافٹ مشن۔ یہ کیا ہے“..... بلیک زیر و حسب نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔ وہ بغور فائل کے کور پر لکھے ہوئے الفاظ پڑھ رہا تھا۔
”یہ ایک مشن تھا جس پر تمہارے کرائے کے سپاہی علی عمران۔
ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) نے کام کیا ہے اور ہم اس
میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ مشن مکمل ہو گیا ہے اور چونکہ اس مشن

ہیں، میں نے اسکیلے کام کیا ہے۔ اس لئے فائل بھی مجھے ہنانی پڑی ہے اور تمہیں پتہ ہے کہ آجھل کتنی مہنگائی ہے۔ ایک فائل اور دستہ ہائند لینے پر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں اسٹیشنری کی پوری دکان فریڈ رہا ہوں۔ اب تم بھاری بلکہ بھر کم مالیت کا چیک جلدی سے ہات دو۔..... عمران نے کہا لیکن بلیک زیر و اس کی بات کا جواب رینے کی بجائے فائل پڑھنے میں مصروف رہا۔ اس نے سرسری طور پر فائل پڑھی اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے فائل بند کر لیا۔

”عمران صاحب۔ آپ اب ہم سب کے ساتھ زیادتی کرنے لگے ہیں۔ اس قدر اہم مشن تھا پاکیشیا کا دفاع اور سلامتی خطرے میں تھی اور آپ نے مجھے بتایا اور نہ کسی اور کو اس مشن میں شامل کیا۔ اس طرح تو ہم سب کو اس سروں میں رہنے کا حق نہیں۔ ہمیں فارغ ہو جانا چاہئے۔..... بلیک زیر و نے ناراض سے لجھے میں کہا۔

”ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں اکیلانہیں تھا میرے ساتھ ٹائیگر تھا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”وہ تو آپ کا شاگرد ہے میں سیکرت سروں کی بات کر رہا تھا۔..... بلیک زیر و نے کہا۔

”تم نے ابھی سرسری طور پر اس فائل کو پڑھا ہے۔ اسے تفصیل سے پڑھنا پھر تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ ایسا نہ ہی

جوں ہنا تھا اور نہ ہی اس کے غرورت پڑی تھی کہ سیکرت سروس کو
انگیچ کیا جاتا۔ اس نے تو میں اسے سافٹ مشن کہہ رہا ہوں۔ دیسے
اگر یہ نام تمہیں پسند نہیں تو مشن سافٹ دیز رہا۔ مجھے تو بس
بھروسی مایت کا ایک چیک چاہئے تاکہ مجھے آنا سلیمان پاشا کے
لپکھر سخنے سے نجات مل جائے۔..... عمران نے کہا۔

”چیک تو آپ کو نہیں مل سکتا کیونکہ آپ نے پاکیشیا سیکرت
سروس کی طرف سے اس مشن پر کام نہیں کیا۔ ذاتی حیثیت سے کیا
ہے۔..... بلیک زیر و نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا میں سیکرت سروس کا حصہ نہیں
ہوں۔..... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”آپ اس وقت سیکرت سروس کا حصہ بنتے ہیں جب میں آپ
کو کال کرتا ہوں ورنہ آپ صرف ہمارے مخلص دوست ہیں اور دنیا
کے سامنے فری لانسر۔..... بلیک زیر و نے اس بار شرارست بھرے
لبحے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر پڑے
ہوئے فون کی تھنی نج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا
کیونکہ جب وہ داش منزل میں ہوتا تھا تو ہالیں خود سنتا تھا۔

”ایکسو۔..... عمران نے مخصوص لبحے میں کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں تو ان سے بات کرا
دیں۔..... سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران چوک چڑا کیونکہ
سلیمان کسی ضروری کام کے لئے ہی داش منزل کاں کرتا تھا۔

” عمران بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے سلیمان۔ خیریت تو ہے ”،..... عمران نے سنجیدہ لبجے میں کہا۔

” جی صاحب۔ سب ٹھیک ہے۔ سرداور کا فون آیا ہے۔ وہ آپ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں ”..... سلیمان نے مودبانہ لبجے میں کہا۔

” اچھا ٹھیک ہے ”..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں لاڈر کا ٹین بھی پر لیس کر دیا۔ ” ہیلو۔ داور بول رہا ہوں ”..... چند لمحوں بعد سردار کی گھمیسیر

آواز سنائی دی۔
” علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں ”..... عمران نے مخصوص انداز میں اپنا تعارف کرتے ہوئے

کہا۔
” عمران بیٹھے۔ ہم نے تو طے کر لیا تھا کہ اس میزاں کا کوڈ فارمولہ تیار کریں لیکن اس کام میں کافی عرصہ لگ سکتا ہے اور یہ کام اسی اپیش لیبارٹری میں ہی ہو سکتا ہے اور ڈمن ایجنسٹ اپنی ناکامی پر تڑپ رہے ہوں گے وہ فوراً ہی دوبارہ لیبارٹری پر حملہ کر دیں گے۔ ہم نے جو حفاظتی انتظامات اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے کئے ہیں اس سے زیادہ کیا ہو سکتے ہیں۔ اب اس کا حل کیا ہو سکتا ہے ”..... سرداور نے کہا۔

”وہ ایجنت جس نے اس پر کام کیا ہے وہ تو اب واپس نہیں آ سکتا البتہ کوئی دوسرا آ سکتا ہے۔ آپ کے خیال میں اس کام پر کتنا عرصہ لگ سکتا ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”دو ماہ تو لازماً لگ جائیں گے“..... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر تو واقعی انہیں روکنا پڑے گا۔ اوکے۔ آپ بے فکر ہو کر کام کریں“..... عمران نے کہا۔

”تم نے کہہ دیا ہے اس لئے اب میں مطمئن ہو گیا ہوں۔ اللہ حافظ“..... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”آپ نے اس انداز میں بات کی ہے جیسے غیر ملکی ایجنت آپ کی مرضی سے آتے ہیں اور آپ نہ چاہیں تو نہیں آتے“..... بلیک زیر و نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ابھی تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ ایسا کس طرح ہوتا ہے۔ وہ عمر و عیار کی زنبیل نکال کر مجھے دو“..... عمران نے کہا تو بلیک زیر و نے جھک کر میز کی سب سے چلی دراز کھوئی اور اس میں سے ایک ضخیم ڈائری نکال کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دی۔ اس ڈائری میں عمران نے فون نمبرز اور ایڈریس وغیرہ لکھے ہوئے تھے۔ وہ اس ڈائری کو عمر و عیار کی زنبیل ہی کہا کرتا تھا کیونکہ اس میں سے بعض اوقات ایسے فون نمبر بھی مل جاتے تھے جو مشن کے لئے بے حد

”مند ثابت ہوتے تھے۔ عمران نے ڈائری کھولی اور پھر اس صفحے پلٹتا رہا۔ کچھ دیر بعد ایک صفحے پر اس کی نظریں جم سی بیما۔ وہ کچھ دیر تک غور سے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے ڈائری بر کے میز پر رکھ دی اور فون کا رسیور انٹھا کر نمبر پر لیں کرنے پر گردیئے۔

”لیں۔ انکو اسی پلیز“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوائی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے ایکریمیا کا رابطہ نمبر اور ایکریمی ریاست کیلے فور نیا بلے نمبر بھی دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کچھ بنا خاموشی کے بعد دونوں نمبرز بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل بیا اور ٹون آنے پر پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر

اپنے۔ ”کو اسی پلیز“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوائی آواز سنائی دی

”جہاں کم بیکھیں تھا۔

”رابرٹ ایکسپورٹرز آر گنائزیشن کے ایم ڈی کا فون نمبر ایں“..... عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”رابرٹ ایکسپورٹرز آر گنائزیشن“..... رابطہ ہونے پر ایک

”رانہ آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ذی ایس سی
(آکسن) بول رہا ہوں۔ مورگن سے بات کرائیں“..... عمران نے
رک رک کر اور سمجھانے کے انداز میں کہا تاکہ پی اے کے ذہن
میں اس کا نام اور ڈگریاں پوری طرح بیٹھ جائیں۔

”پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا ہو لڑ کریں“..... دوسری طرف سے
حیرت بھرے لجھ میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ مورگن بول رہا ہوں۔ بڑے طویل عرصے بعد یاد کیا
ہے آپ نے“..... کچھ دیر بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ لجھ
سے وہ اوہیزہ عمر لگتا تھا۔

”چلو شکر ہے۔ تمہارے پی اے نے تم تک میرا نام اور
ڈگریاں پہنچا دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے مورگن
ہنس پڑا۔

”یہ اس کا کمال نہیں بلکہ سسٹم کی مہربانی ہے۔ اس سسٹم کے
تحت وہ تمام کالیں ریکارڈ کرتا ہے اور پھر جس کال کو مناسب سمجھے
مجھے پہلے اس کی ریکارڈنگ سنوا دیتا ہے“..... مورگن نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”گز۔ واقعی اچھا سسٹم ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا
ہے کیونکہ مجھے کریل جیکب کا فون نمبر چاہئے۔ سنا ہے کہ آج کل وہ
گریٹ لینڈ میں آفس بنائے ہوئے ہے“..... عمران نے کہا۔
”میں تمہیں اس کا نمبر تو دے دیتا ہوں لیکن تمہیں ایک وعدہ

اے ہو گا کہ میرا نام اس تک نہ پہنچے ورنہ وہ بہت کینہ پرور مزاج اڑی ہے اور میری مجبوری ہے کہ میں تمہیں انکار نہیں کر سکتا۔ مورگن نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہیں مجھ سے ایسی بات کرنی ہی نہیں چاہئے تھی۔ تم مجھے ہمی طرح جانتے ہو۔“..... عمران نے کہا۔

”میں نے احتیاطاً بات کی ہے۔ بہر حال اس کا نمبر نوٹ رکھ دیا۔“..... مورگن نے کہا اور پھر اس نے نمبر بتا دیا۔

”زبانی یاد کر رکھا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”تمہیں معلوم تو ہے کہ ہم دونوں کے درمیان کیا تعلق ہے پھر ہم ایسی بات کر رہے ہو۔“..... مورگن نے ہستے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ شکریہ۔“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔ ”انکو اسری پلیز۔“..... رابطہ ہوتے ہی ایک مشینی سی آواز سنائی۔

”ایسا۔“..... ”یہاں سے گریٹ لینڈ کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دیں۔“.....

”میران نے کہا تو دوسرا طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔“.....

”اب دیکھنا میں کس طرح انہیں پا کیا گیا آنے سے روکتا ہوں۔“.....

”اے بات جو میں نے سرداور سے کی تھی اور تم نے اعتراض کیا تھا۔“..... عمران نے نمبر پر لیں کرنے کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھے

ہوئے بلیک زیر و سے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک زیر و نے اثبات میں

سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کا رابطہ کرٹل جیکب سے ہو گیا اور بلیک زیرو خاموش بیٹھا ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سنتا رہا۔ پھر شارپ کے بارے میں بات ہوئی تو یہ پتہ چلا کہ شارپ بھی وہاں آفس میں موجود تھا اور پھر جواب میں شارپ نے کچھ کہا اسے سن کر بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور آخر میں عمران نے جس انداز میں کرٹل جیکب کو وارنگ دی اسے سن کر بلیک زیرو مسکرا دیا۔

”اب بتاؤ کیا دو ماہ کے اندر یہ لوگ آئیں گے دوبارہ اس مشن کے لئے“..... عمران نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

”آپ واقعی حالات کو اپنے حق میں موزنے کے ماہر ہیں۔ لیکن ریڈی ایشن کا جو علاج آپ نے بتایا ہے کیا یہ درست ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اس بارے میں ایکریمیا میں باقاعدہ رسیرج ہوتی رہی ہے اور میں نے اس بارے میں تفصیل سے پڑھا تھا۔ اور ہاں اب تو حکومتی کام بھی ہو گیا ہے اب تو چیک میرا حق بنتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”چیک مجھے نہیں آپ کو دینا ہو گا۔ آپ کو تو معلوم ہو گا کہ فون کالز کے ریٹ کتنے بڑھ گئے ہیں اور آپ اس طرح فون پر باتیں شروع کر دیتے ہیں جیسے کسی نے آپ کو زیادہ دیر فون کرنے پر انعام دینا ہے اس لئے آپ کو فون کا مل دینا ہو گا“..... بلیک زیرو

نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔
 ”ارے یہ تو الا لینے کے دینے پڑ گئے۔ کیا زمانہ آگیا ہے؟“
 عمران نے کہا تو بلیک زیر و اس بار حکلھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے
 کی عمران سیریز کے ان قارئین کے لئے جو
 نیاناول فوری حاصل کرنا چاہتے ہیں ایک نئی سیکیم

”گولڈن پیکچر“

تفصیلات کے لئے ابھی کال کیجئے

0333-6106573 & 0336-3644440

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان



مظہر طیب

ارصلان ڈبلیو کیشنز پاک گیر ملتان